LETTERS TO INDIAN YOUTH.

خطوط بنام
جوانانِ ہند

پنجاب ریلیجس بُک سوسیٹی کے لئے

لودیانہ

امریکن مشن پریس میں مسٹر ایم وایلی صاحب کے

اہتمام سے چھاپے گئے

۱۸۹۰ ع

دفعہ سوم

جلد ۲۰۰۰

خطوط بنام جوانانِ ہند

ای میرے عزیز دوستو میں دین عیسوی کی راستی پر چند خیالات کو بطورِ خطوط لکھتا اور اِس کام کو بڑی خوشی سے شروع کرتا ہوں۔ دین کی بابت آس پاس کی چیزوں کی حالت میرے دل کو اضطرابی و غم سے اُسی طرح بھرتی ہیں جیسے چند اَور اشخاص کے دل کو۔ اِس ملک میں بہت سے جوانوں کو علم کے شغل میں ہم بڑی سرگرمی سے مصروف دیکھتے ہیں جن میں سے بہتوں نے اکثر علوم میں ترقی بھی کرلی ہی مگر علم انگریزی کا شوق ہر روز بڑھتا جاتا ہی۔

علم بہت جلد پھیلتا جاتا ہی چنانچہ فرنگستان کے علم و ہنر بکثرت

رائج ہوتے اور اہلِ یورپ کے خیالات بجائے اُن خیالوں کے جو ہزارہا برس سے یہاں متواتر ہو رہے تھے بڑی تیزی سے مروج ہوتے جاتے ہیں۔ موج طغیانی پر ہی اور خیالات جدید کی دھارا جو جاری ہو رہی ہی ہٹائی نہیں جاسکتی بلکہ ہر طرح کی سعی و کوشش کو جو اُسکی ترقی کی مانع ہی بہا دیگی۔ اُس سرگرمی کا ذکر کرنا جس سے اکثر اہلِ ہند کے جوانوں نے مختلف علوم کو شروع کیا ہی بہت خوشی کی بات ہی اور جسقدر تحصیلات حقیقتاً وے کر چکے ہیں اُنکے لئے نہایت ہی قابل تعریف ہوئی ہیں۔ ہمیں اُمید ہی کہ علم کا حقیقی شوق اکثر جوانوں کے درمیان جو پھیل رہا ہی پھیلتا چلا جائیگا۔ لیکن کوئی خیال راستی کی محبت سے عمدہ تر نہیں اور نیز کوئی پیشہ اِس سے بہتر نہیں ہوسکتا کہ آپ سچائی کی تلاش کریں اور دوسروں کو بھی اُسکی اِطلاع دیں یہہ کیسی دلکش بات ہی کہ اکثر جوانان اہلِ ہند بڑی ہوشیاری سے راستی کی جستجو میں اُن علوم کے ذریعہ سے مصروف ہوئے ہونگے جن پر وے بغور متوجہ ہیں پر تاہم ایک بھاری بات

ہی جو باوجود اُسکی فضیلت و بزرگی کے اُنکے خیالات میں کم گذرتی ہی یعنی دین کی بابت وے کم غور کرتے ہیں - اکثر ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں عجیب اختلاف اقوام کا پایا جاتا ہی اور وے ایک دوسرے سے کسی خاص روش کے سبب تمیز کیجاتی ہیں یعنی اپنے عجیب رنگ ڈھنگ اور دستورات سے ؛

مثلاً شہر بمبئی کے ایک بازار میں کیا ہی دلچسپ تماشا ہر روز غروب آفتاب کے وقت معائنہ کیا جاتا ہی جبکہ اُسمیں ایشیا افریقہ اور یورپ کے ہر ایک حصّہ سے اکثر لوگ رنگ برنگ کی چمکیلی پوشاک سے آراستہ و پیراستہ ہوکر پھرتے ہیں جو بذات خود شاندار ہیں اور ایک دوسرے کے مقابلہ سے عجب بہار نظر آتی ہی اِس قسم کا اِختلاف خوشنما نظر آتا ہی دانا آدمی کو اِس سے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی - الغرض اہل عرب و فارس و چین و ملائیہ اور اہل ایشیا و فرنگستان ہر ایک خواہ اپنے ملک کا لباس و عادات قائم رکھے ایسے اختلاف سے کچھ بھی نقص نہیں ہی مگر ایک اَور اختلاف ہی جو

ہمیں مختلف خیالات سے رنجیدہ کرتا ہی یعنی دینی اِعتقاد و عمل کی نسبت بھاری اِختلاف جو ہمارے اِردگرد ہی - ہندوستان کے ہر ایک شہر میں تین بڑے فرقے ہیں یعنی عیسائی و ہندو اور مسلمان علاوہ اَوروں کے جو کم قدر ہیں اِختلاف مذکورہ بالا جو مذہبی طریقوں میں پایا جاتا ہی اَور بھی زیادہ ہی بہ نسبت اُس ناموافقت شکل و رسومات اور زبان کے جو ہمارے ملک کی مختلف اقوام میں موجود ہی +

ای میرے دوستو ایسے بڑے مذہبی اختلاف پر نہایت ہی افسوس ہی تم تو ہندو ہو مگر تاہم مجھے امید ہی کہ اِس خیال میں میری رائے سے متفق ہوگے - یہہ سچ ہی کہ ہندوؤں کا عام یقین ہی کہ قادر مطلق خدائے اِنسان کی مختلف اقوام میں انواع و اقسام کے مذہب مقرر کئے ہیں اور ہر ایک قوم اپنے طریق بجالانے سے خدا کی مہربانی بخوبی حاصل کرسکتی ہی - مگر کوئی عقلمند تعلیم یافتہ ہندو ایسے خیال کو قبول نہیں کرسکتا - چیزوں کی ذاتی حالت آب و ہوا کے درجے یا ملک پر منحصر نہیں ہی یعنی ہندوستان و اِنگلستان میں یکساں ہوتی ہیں -

اُس بزرگ واجب الوجود کے اَوصاف بھی اُسی طرح سے ہیں۔ اُسکی مرضی کل آج اور ہمیشہ تک غیر متغیر رہتی ہی جیسی مزاج رضامندی سے وہ چاہتا ہی اور جو عبادت وہ قبول کرتا ہی ہر وقت و ہر جگہ میں برابر ہی مگر مذہبی طریقہ جو ہندوستان میں مروّج ہی بہت سی باتوں میں ایک دوسرے سے بالکل برعکس ہی اُن طریقوں میں سے ایک نے جس بات کی اجازت دی دوسروں نے اُسکی ممانعت کی ہی اور جس کام کا مرضی الٰہی حاصل کرنے کو ایک سے حکم ملا ہی اَوروں نے اُسے غضب الٰہی کا باعث ٹھہرایا ہیں یہہ اَمر بالکل ناممکن ہی کہ یہہ سب مختلف طریقے راست ہوسکیں اگر ہم میں سے بعضوں نے راستی کو اختیار کر لیا ہی باقی سب لوگ بالضرور دھوکھہ و فریب کے معتقد ہونگے یہہ تو نہایت ہی افسوس کی بات ہی کہ ایسی بھول دین جیسے معاملہ میں موجود ہو کیونکہ دین سب باتوں سے بدرجہ کمال اعلیٰ اور افضل ہی۔ ایک لحظہ سوچو کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہی دین ہمیں خدا اور اُس کے اَوصاف اور مرضی کی بابت بتلاتا ہی اور آدمی کی اصل کی بابت

یعنی ہمارا رشتہ خدا سے اور ہمارا فرض اِس زندگی میں اور اُس پوشیدہ دُنیا کی بابت جو ہماری مُنتظر ہی جب کہ اِس فانی دُنیا کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ جائینگے۔ ہماری ہستی اِس دُنیا میں صرف چند سالوں کے لئے محدود ہی اور ہمیں اِس بات کا جاننا نہایت ہی ضرور ہی کہ زندگی کے بعد کیا ہوگا اور کس نوع سے ہم اُس سنجیدہ تبدیل کے لئے تیار رہوں جو موت کے وقت واقع ہوگی ہمارا بانی ہم سے کیا طلب کرتا ہی اور کس طرح ہم اُسکی مہربانی حاصل کر سکتے ہیں یہہ سوالات ہیں جنہیں ہر شخص مانیگا کہ زیادہ ہی بھاری و سنگین ہیں بہ نسبت اُنکے جو دُنیاوی چیزوں سے متعلق ہیں +

تلاشِ علم مفید ہی اور اپنے موقع میں ضروری مگر تلاش دین ازبس ضروری ہی پس دین بہت ہی ضرور ہی مگر اکثر اس میں غفلت کرتے ہیں بہت سے اپنے تئیں دُنیاوی چیزوں میں مصروف رکھتے ہیں اور صرف اپنی چند روزہ حاجات کے لئے کام کرتے ہیں جسم کی خواہشوں پر روح کی ضروریات سے زیادہ سوچتے ہیں تھوڑے

شخص اِس بات کا اِنکار کرینگے کہ دین ضروری ہی مگر بیشمار ایسا کام
کرتے ہیں گویا کہ دین بالکل نکمہ ہی آدم زاد کے بدخیالات بہت ہی
مضبوط ہیں اور اکثر اَوقات اُنکی سختی عقل و تمیز کی آواز کو ڈوبا دیتی ہی
اور بہت سے جو ملحد کہے جانے سے لرزہ کھاتے ہیں تاہم اِلحاد میں
زندگی بسر کرتے ہیں یعنی وے کبھی خدا کی بابت نہیں سوچتے۔
پس کونسا خاص خطرہ ہی جو ہندوستان کے تعلیم یافتہ جوانوں کے
راستوں میں حایل ہوتا ہی۔ یہی دین کی فراموشی ہی جس کا ذکر کر رہا ہوں
مجھے گمان ہی کہ تم اِس بات میں مجھ سے متفق ہوگے کہ حالتِ دین
تعلیم یافتہ جوانوں کے درمیان طریقہ ذیل میں بیان کیجائے۔ اکثر
وے اُن بڑے بڑے اِختلافوں سے واقف ہیں جو مختلف دینی طریقوں
میں جو آس پاس پھیل رہے ہیں موجود ہیں اور وے تھوڑا سا یہہ
بھی مان لینگے کہ اِن طریقوں میں سے صرف ایک ہی سچا ہو سکتا ہی
اور یہہ بھی قبول کرتے ہیں جب یہہ سوال اُنپر بار بار کیا جاتا ہی کہ
دین کے مختلف طریقوں کو مقابلہ کرنا چاہئے تاکہ یہہ بات ظاہر ہو کہ

کونسا دین محکم ثبوت پر قایم ہی مگر اب اُنکے درمیان جنہوں نے مدرسۂ
پادریان میں تعلیم پائی ہی اور اُنکے جنہوں نے اُن مدرسوں میں تعلیم
پائی ہی جہاں دینی شغل پر کچھہ توجہ نہیں کیجاتی بڑا اِختلاف واقع
ہوتا ہی یعنی جن اشخاص نے مشن اسکولوں میں چار پانچ برس تک
برابر تعلیم پائی ہی دین کے اعلیٰ مقصد سے واقف ہوکر قایل بھی ہوگئے
ہیں کہ دین عیسوی خدا کی طرف سے اِلہامی ہی برعکس اُنکے جنہوں
نے اُن مکتبوں میں تعلیم پائی ہی جہاں دینی تعلیم بالکل ترک ہی اِس
مقصد سے وہ بالکل ناواقف ہیں۔ تعلیم یافتہ پارسی اپنے مذہب
کی راستی پر شاید نصف یقین کرتا اور آدھا ایمان لاتا ہوگا اور پڑھا
ہوا ہندو بھی اپنے دین پر آدھا یقین کرتا اور نصف ہی ایمان لاتا
ہوگا علیٰ ہذا القیاس اَور مذہب والے۔ اِن جوانوں میں سے بعضے
وحی کے منکر ہیں یعنی وے اِس بات کے قایل نہیں کہ آدمی کو کچھ ذکر کا
ہی یا خدا نے کوئی اِلہام دیا ہی بعضے مانتے ہیں کہ اگر کوئی مذہب
درحقیقت خدا کی طرف سے ہی تو گمان غالب ہی کہ وہ دین عیسوی

ہوگا کیونکہ یہہ نہایت ہی شایستہ اور دانا قوموں کا ایمان ہی - ایک عام
گمان اِن جوانوں میں یہہ بھی ہی کہ سب دینوں میں کچھہ باتیں اچھی
اور کچھہ خراب ہیں مگر دراصل اُن اشخاص کا دل جنہوں نے ایسی
جگہہ تعلیم پائی ہی جہاں مذہبی تعلیم نہیں ہوتی بہت ہی گھبراہٹ
میں ہی اور مذبذب ہو رہا ہی بالکل نہیں جانتے کہ کس کو مانیں اور کسکا
اِنکار کریں - بیشک یہہ بڑے رنج کی حالت ہی - پر مجھے یہہ اندیشہ
ہی کہ موماً یہہ مانا جائیگا کہ ہندوستان کے تعلیم یافتہ جوان حتی الامکان
دین کو اپنے خیالات سے ترک کرتے ہیں یہہ تو دونوں پر صادق
آتی ہی جنہوں نے مشن اسکولوں میں تعلیم پائی اور جن نے دوسری
جگہہ میں البتہ مشن اِسکولوں کے طالب علم دین عیسوی کے دعووں
سے بخوبی واقف ہیں بہت ہی کم ایک کی پاکیزگی اور دوسرے
کی مضبوطی کا اِنکار کرتے ہیں مگر اُنکو معلوم ہی کہ اگر دین عیسوی سچا
ہی تو ہم باطل پر ہیں - اِس لئے کہ دین عیسوی اُنکو بدین رہنے سے
منع کرتا ہی اور توبہ کرنے مسیح پر ایمان لانے بپتسما پانے اور مسیحی

کلیسیا میں داخل ہونے کو فرماتا ہی وے اِس بات کے کرنیکو مستعد
نہیں ہیں جانتے ہیں کہ یہہ ہم پر فرض ہی مگر ادائے فرض سے شرماتے
ہیں اور اُن فدیوں کو ادا نہیں کر سکتے جو دین عیسوی میں مطلوب
ہیں اُسکے احکام سخت معلوم دیتے ہیں اِسکا خیال کرنا دشوار ہی اِسیواسطے
وے اُنکو فراموش کر دیتے ہیں اگر یہہ حال طالب علمان مشن اسکول کا
ہی تو اُنکی بابت کچھہ تعجب نہیں جنہوں نے ایسی جگہہ تعلیم پائی ہی جہاں
مذہب کی بابت کچھہ غور نہیں کیا جاتا اگر وے اپنے خیالات سے
یہہ مقصد بالکل ترک کریں مگر یہہ حال نہایت ہی معیوب اور
خطرناک ہی +

ای دوستو مجھے اُمید قوی ہی کہ تم اِس راہ نہ چلوگے تم
خدا کی تعریف کرنے کو پیدا کئے گئے ہو تمہارا اول اور اعلیٰ فرض
اُسکو تلاش کرنا ہی یعنی یہہ کہ اُسکی بابت ہمیں کس پر ایمان لانا ہی
اور کونسا فرض بجا لاتے کو وہ حکم دیتا ہی اِس میں غفلت کرنے سے
تم نہایت ہی خطاکار ہوتے ہو اگر تمہیں یہہ بھی یقین ہو کہ ہزار برس جیتے

رہوگے تو بھی دین میں بے پروائی کرنا بہت ہی معیوب اور خطرناک
ہے۔ یہہ تساہل کیسی بیوقوفی ہوگی درحالیکہ ممکن ہی کہ تمہاری زندگی
اِسی وقت تمام ہووے۔ اکثر اوقات مجھے اِس مُلک کے جوانوں
کی موت سے نہایت ہی قلق ہوا ہی جو یہہ صفت موصوف تھے مگر جنہوں
نے خدا اور دین کے دعووں کو ترک کیا تھا۔ میرا ایک دوست بہت
ہی ہوشیار تھا اور اِس وقت میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہی
جس نے بار بار اپنا اِرادہ ظاہر کیا کہ میں اِس سنجیدہ "تلاش" کی طرف متوجہ
ہوں اور دین عیسوی کے ثبوتوں کو آزماؤں جس وقت کہ موقع ملے
افسوس کہ اسکو کبھی موقع نہ ملا مترقبہ فرصت سے پہلے ہی موت آگئی
کون جانتا ہی کہ تم جو اِن چند سطروں کو پڑھ رہے ہو ناگاہ کسی مہلک
بیماری میں گرفتار ہوگے جو آدمزاد پر پڑتی ہی۔ پیشتر کہ صبح کا سورج
طلوع ہو شاید تمہاری لاش چتا پر رکھی جائے اور بعد ادائے رسومات
کے آگ لگائی جائے اور فوراً خاک سیاہ ہوجائے افسوس اُس وقت
غیرفانی روح کہاں ہوگی وہ تو راستباز حاکم کے سامنے لوٹی ہوگی

اُن کاموں کا جواب دینے کو جو اُس نے جسم میں کئے ہیں یعنی اُس وقت
کا جو غفلت میں کھویا اور اُس نصیحت پر دھیان نہ لگایا اور خدا کے
حکموں کو ناچیز اور حقیر جانا میں التماس کرتا ہوں کہ اِن باتوں پر سوچو
تمہارے خالق نے تمہیں قویٰ باطنی بخشے ہیں جنکے سبب تم حیوانات
پر فضیلت رکھتے ہو اُسنے تمہیں عقل و تمیز عنایت کی ہی اُس کو استعمال
میں لاؤ اور غور کرو تمیز کی آواز کو سنو جو یہہ گواہی دیتی ہی کہ تمہارا
اعلیٰ فرض خدا کی "تلاش" ہی راستی کو تمام چیزوں میں ڈھونڈھو
خصوصاً اُسے دین میں "تلاش" کرو اُسے ڈھونڈھو اور مانو اور جان
سے عزیز جانو کاش کہ خدا تمام تمہاری تحقیقات میں تمکو برکت دیوے ۔

دُوسرا خط

دُعامانگنے کی نہایت ضرورت

عزیزو دوستو - میں فرض کرتا ہوں کہ تم اُس معاملے کی نہایت ضرورت کے جس کی تحقیقات ہونے پر ہو منتظر رہو - اور کہ تم صدق دل سے اُن باتوں کو سُننا چاہتے جو اُسکے بیان میں اِستعمال کیجادیں مگر اُس تحقیقات کے ذکر کرنے سے پیشتر یہہ جانو کہ ایک وجود ہی جس پر میں چاہتا ہوں کہ تم بدل متوجہ ہو - تم اِس بات کا اِقرار کرتے ہو کہ ایک اعلیٰ ہستی ہو جسکی بیحد رحمتیں اُسکے تمام کاموں میں آشکارا ہیں اور وہ یقیناً اپنی مخلوقات کی روحوں کی ہر ایک آرزو پر بخوبی نگاہ رکھتا ہو - تم یقین رکھتے ہو کہ ایسی ہستی سے دُعا مانگنا ہر طرح سے واجب ہو - زندگی کے تمام کاروبار میں دُعا مانگنا ضروری ہو مگر خاص کر

ضروری جب کہ ہم اُن بھاری کاموں میں مشغول ہیں جو کہ ہماری سلامتی اور بہتری پر متعلق ہیں ؁

پس مذہب کی تحقیقات کے شروع میں دُعا مانگنا نہایت ہی ضروری سیا ہے اور فروتن دِل سے خدا کے حضور میں حاضر ہو اُسکی منت کرو کہ تمہاری تحقیقات میں رہنمائی کرے اُس سے اِلتماس کرو کہ وہ تمہیں فروتن اور کشادہ اور تعلیم پذیر دِل بخشے اور درخواست کرو کہ وہ تم میں سے تمام تعصب اور دل کی سختی دفع کر دیوے - مناجات کرو کہ تم نہ صرف سچائی کو پہچانو بلکہ اُسکے فضل سے اُسے پیار کرتے ہوئے فروتنی اور سیدھے دل سے قبول بھی کرو اور راستی سے اُسکا اِقرار کرو ؁

عزیزو میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم اِن سب باتوں کی قدر اپنے دلوں میں معلوم کرتے ہو میں اُس عملی دہریا پن میں جس کا بیان پہلے خط میں ہو چکا گرفتار نہ ہو ایک بات یقینی ہو یعنی یہہ کہ اگر تم دین کی تحقیقات کے شروع اور اُسکی مداومت میں سرگرمی سے

خدا کی برکت نہ مانگو تو مطلق اُمید نہیں ہی کہ سچائی کی پہچان تک
کبھی پہنچوگے۔ اگر خدا تعالیٰ سے تم اِس امر میں درخواست کرنے کو
راضی اور فکرمند نہیں ہو کہ وہ اپنا روشنی بخش فضل تم کو عطا فرماوے
تو اِن خطوط کے مطالعہ کی تکلیف مت کرو کیونکہ ایسی حالت میں
تم کو اُنکے پڑھنے سے کچھہ فایدہ حاصل نہ ہوگا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ
کسی شخص کو جو دُعا مانگنا نہیں چاہتا کسی طرح کا روحانی فایدہ پہنچانا
میرے اختیار سے باہر ہی اور میں پیشتر تم سے صاف صاف کہتا ہوں
کہ اگر تم اِن خطوط کو دُعا کے ساتھہ نہ پڑھوگے تو تم انہیں فقط ٹھٹھوں
میں اُڑاؤگے پس میں پھر تمہاری منت کرتا ہوں کہ دُعا مانگو اگر تم ایسا
کروگے خدا ضرور تمہاری سُنیگا کیونکہ لکھا ہی مانگو تو تمہیں ملیگا ڈھونڈھو
کہ تم پاؤگے ◆

اِلہام کا بیان

کیا عیسوی مذہب الہام ربانی سے ہی کہ نہیں

یہہ وہی سوال ہی جس کے جواب دینے میں اب ہم کوشش
کرنا ہی پہلے ہم لفظ الہام کے معنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اسکے
اصلی معنے کھولنا یا ظاہر کرنا ہی۔ اِس سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا متفرق
طور سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہی۔ یوں وہ اپنی خلقت کے کاموں میں
جو ہماری چاروں طرف میں ہیں بیحد ظاہر کرتا ہی اور یوں وہ آدمی
اور اپنی رزاقی کے کام میں آپ کو ظاہر کرتا ہی۔ مثلاً ہم آفتاب پر
بغیر اِسبات پر قایل ہونیکے کہ اُس کا خالق ضرور دانا اور قادر ہی
نگاہ نہیں کرسکتے ہم سچائی اور جھوٹھہ پر بغیر دل میں یہہ سوچنے
کے غور نہیں کرسکتے کہ ایک خدا کو پسند اور دوسرا ناپسند ہی
پھر میں کہتا ہوں کہ لوگ لفظ الہام کو اِس طرح سے اِستعمال

میں لا سکتے ہیں یعنی کہ وہ الٰہی ہستی مرضی و حقیقت کے اشاروں پر
متعلق ہی جو مطابق بیان بالا کے حاصل ہوتے ہیں لیکن حقیقت
میں لفظ الہام اس طرح صرف کبھی کبھی یا شاید شاذ و نادر استعمال
میں لایا جاتا ہی جب کہ ہم کسی دینی رسم کی بابت کہتے ہیں کہ وہ
الہام ربانی سے ہی ہم اس اظہار کی طرف جو خدا انسان کی عقل
و تمیز پر اپنی خلقت اور رزاقی کے عام کاموں میں ظاہر کرتا
ہی اشارہ نہیں کرتے ہیں لفظ الہام سے ہمارا مطلب اور ہی
ہی جو ان سب باتوں سے علیحدہ ہی یعنی یہہ کہ خدا کسی فوق الانسانی
طور سے اپنے تئیں اپنے مخلوق پر ظاہر کرتا ہی ہر ایک ہندو مسلمان
اور پارسی الہام کے یہہ معنی آسانی سے سمجھیگا یہہ عربی لفظ الہام
جس سے مسلمان لوگ واقف ہیں یہی معنے رکھتا ہی اور مسیحی لوگ
اعتقاد رکھتے ہیں کہ توریت و زبور و انجیل و قرآن اسی طور سے
نازل ہوئے اور ہندو لوگوں کا یہہ قول ہی کہ وید و شاستر میں وہ الہام
شامل ہی جو خدا نے ہندوؤں کو دیا پارسی یقین کرتے ہیں کہ ژند اوستا

الہام سے ہی عیسائی لوگ یقین کرتے ہیں کہ وہ کتاب جو بیبل یعنی
(مقدس کلام) کے نام سے مشہور ہی خدا کی مرضی کا صحیح الہام ہی ؛

اکثر مصنفوں نے الٰہی الہام کے مطلب اور ضرور ہونے کا
طوالت کے ساتھ بیان کیا ہی میں اس خط میں اس مضمون پر فقط
مختصر ذکر کرونگا بعضے خیالات اس برکت کی دلپسندی پر آیندہ خط
میں مذکور ہونگے اس مقام پر الٰہی تعلیم کے ضرورت کے کافی دلائل
ظاہر ہونگی اگر ہم ان تفاوتوں کا جو کہ ہمارے شہروں میں دین کی
بابت میں ذکر کریں تو اس بے انتہا تفاوت و شک و قضیہ کے
درمیان خدا کی مرضی کا کوئی باقدرت اظہار کیسا دلپسند ہونا
چاہئے اور حلیم و تعلیم پذیر دلوں کو ایسا اظہار بالضرور نہایت ہی
خاطر پسند ہوگا۔ یونان کے سب سے اچھے اور دانا فیلسوف
ایسے آسمانی پیغام کے ازبس مشتاق تھے اور وہ مدد جسکے واسطے
افلاطون حسرت کرتا تھا بیشک ہندوستان کے جوان بانصاف
اسے حقیر نہیں جان سکتے ٭

یہہ بات سوچنے کے لایق ہی کہ الہام کے مقدمہ میں عیسائی ہندو و محمدی و پارسی سب کے سب کسی قدر باہم متفق الرائے ہیں وہ سب ایک ہی رائے کہتے ہیں برخلاف کافر و دہریہ کے۔ کافر کہتا ہی کہ انسان کو آسمانی الہام ضرور نہیں عیسائی محمدی ہندو اور پارسی ہم آواز ہوکے جواب دیتے ہیں کہ آسمانی الہام بنی آدم کو نہایت ضرور ہی کافر کہتا ہی کہ خدا نے حقیقت میں کوئی الہام نہیں دیا ہی +

یہہ چاروں مذہب والے بول اُٹھتے ہیں کہ اُس نے الہام دیا ہی یہانتک وہ متفق الرائے ہیں اور یہہ اتفاق بڑا بھاری ہی پر کیا خوب ہوتا اگر تیسری بات میں بھی وہ سب ایک دل ہوتے یعنی اُس کتاب کی جس میں یہہ نہایت ضرور و دلپسند اظہار الٰہی مرضی کا فی الحقیقت شامل ہی عیسائی ہندو و محمدی و پارسی صاف دلی مگر نیک اندیشی سے اپنی اپنی رائے کی تفاوتیں بیان کریں اور دیکھیں کہ سچے الہام کی تلاش میں ایک دوسرے کی مدد کرسکتے

ہیں کہ نہیں یقیناً ایسے مضمون پر قضیئہ کی کچھہ ضرورت نہیں ہی۔ اگر ہم اُسکی تحقیق تکرار مزاجی اور تلخی سے کریں تو بڑی غلطی میں پڑینگے۔ ہر ایک کوشش کرے تاکہ بھائی کی مدد کرے نہ کہ دشمن پر غالب آوے ؞

وہ دلائل جوکہ اِس بات کے ثبوت میں لائے جا سکتے کہ بیبل میں الہام ربانی شامل ہی بکثرت ہیں اِن سبھوں کو قلمبند کرنا ضرور نہیں میں چاہتا ہوں کہ اِس مضمون خاطر پسند کو اِن خطوں میں مختصر لکھوں جس سے مطلب صاف صاف معلوم ہوجاوے علم ریاضی کا مسئلہ اکثر پانچ چھہ قسم کی دلیلوں سے ثابت ہوسکتا ہی مگر ریاضی دان ایک ہی کامل دلیل سے راضی ہی ویسے ہی میں راضی ہوؤنگا اگر تم کو عیسوی مذہب کے ثبوت میں مباحثہ کرنیکا ایک ہی قایل کرنے والا سلسلہ دے سکوں +

میرا مقصد یہہ نہیں ہی کہ ہر ایک بات جو اِس مضمون پر قابل کہنے کے ہی تمہارے سامہنے رکھوں مگر یہہ کہ مختصر طور پر ایک ایسی دلیل لکھوں جو اِس قابل ہو کہ تم قایل ہوجاؤ۔ اگر تم اُس سے زیادہ

مفصل بیان اِس مضمون کا چاہتے ہو تو اُن تصنیفات کا مطالعہ کرو
جنمیں اُسکی تحقیقات طوالت کے ساتھہ مذکور ہوئی ہے +

پہلے ہم اُن مختلف قسم کی دلایل پر متوجہ ہوتے ہیں جو کہ دین عیسوی کے ثبوت میں مستعمل ہیں - وہ تین طرح کی ہیں پہلی ظاہری دوسری باطنی تیسری تجربہ کاری - ایک تمثیل سے یہہ بات صاف معلوم ہوگی فرض کرو کہ اِس شہر کے کسی جوان کو ایک ضروری پیغام ملے جس کا مقصد ہو کہ وہ اُسکے باپ کی طرف سے ہے جو کسی دور گانو میں ہے - اِس معاملے میں وہ جوان دو طریقے سے دریافت کر سکتا ہے کہ یہہ پیغام فی الحقیقت میرے باپ کا ہے کہ نہیں - پہلے وہ پیغام لانیوالونکی معتبری دریافت کر سکتا ہے - وہ پوچھتا ہے کہ آیا یہہ لوگ راست و دانا ہیں اور میرے باپ کے جان پہچان ہیں اور اُس مقام سے خوب واقف ہیں جہاں سے وہ اپنا آنا بتلاتے ہیں وغیرہ اور اُس فیصلے سے جو وہ قاصدوں کی معتبری پر کرتا ہے اُنکے پیغام کی حقیقت کو دریافت کر سکتا ہے - دوسرے وہ جوان خاص پیغام ہی

کی تحقیق کرتا ہے کہ وہ باپ کی ناموری پیشے اور ارادوں کے مطابق ہے کہ نہیں - اغلب ہے کہ ہر ایک جوان ایسے ماجرے پر جسکا اوپر ذکر ہوا بڑی خبرداری سے قاصدوں کی معتبری اور اُنکے پیغام کی کیفیت کی تحقیقات کرے - اِس سے پیشتر کہ وہ اپنے دل میں اُس خبر کی سچائی اور بطلان ٹھہراوے - مثلاً اگر اُسکو یہہ خبر ملے کہ باپ قریب المرگ ہے اور آرزو رکھتا ہے کہ بیٹا اپنا کاروبار چھوڑ کے میرے پاس جلد آوے ایسی حالت میں وہ جوان بے شبہہ پوچھیگا کہ آیا اِس بات کے واسطے کوئی چٹھی ہے یا نہیں اگر اُسکو ایک چٹھی بھی دیجاوے تو وہ اُس کے دستخط کو جانچیگا تب اِس بات کو بھی دریافت کریگا کہ جو مضمون خط میں ہے خاندان کی بابت بھی درست ہے کہ نہیں پھر وہ قاصدوں سے استفسار کریگا کہ فی الحقیقت وہ اُسکے باپ و خاندان اور گانوں وغیرہ سے واقف ہیں کہ نہیں تب اِن سب باتوں کو ملاکے تمیز کریگا کہ مجھے باپ کے پاس جانا چاہئے کہ نہیں - ہم بھی اسی طرح عمل کرتے ہیں جب ہم کسی دین کی دلیلوں کی تحقیق کرتے ہیں جو کہ دعوی الہام

ربانی کا رکھتا ہی عیسوی مذہب ایسا ہی ایک پیغام ہی جو خداوند
عیسی مسیح اور اُسکے رسولوں کی معرفت ہم تک پُہنچایا گیا اور آسمانی
ہونے کا دعویٰ رکھتا ہی خداوند عیسی مسیح اور اُسکے رسول اقرار
کرتے ہیں کہ وہ خدا تعالی کے بھیجے ہوئے ہیں - پس ہم ان قاصدوں
کی ماہیت و معتبری معلوم کرنے کا موقع اُنکی راستی وغیرہ کی
دریافت سے معلوم کر سکتے ہیں یہہ ظاہری دلیلوں کی تحقیق کرنا
ہی یا ہم پوچھہ سکتے ہیں کہ یہہ پیغام جو وہ پُہنچاتے ہیں خدا سے نازل
ہوا کہ نہیں - موجودات اور عقلی سرشت سے ہم اپنے خدا کی بابت
کچھہ جانتے ہیں اِسی سبب سے ہم عیسوی مذہب کا پیغام اُس آگاہی
سے جو ہم کو ملی ہی مقابلہ کر سکتے ہیں اور یوں بھی دریافت کر سکتے کہ
یہہ دو باتیں کہانتک یکساں ہیں یہہ باطنی دلیل کی تحقیق ہی ؛

دلیل تجربہ وہ ہی جو کہ امتحان اور تجربہ کاری سے حاصل ہوتی
ہی ہم تھوڑی دیر بعد اُس کا مفصل بیان کرینگے - یہہ دو قسم کی دلیلیں
بھاری ہیں اور چاہیئے کہ دونوں بڑی خبرداری سے مطالعہ کیجاویں

مگر جو ان متلاشیوں کو چاہیئے کہ ظاہری دلیلوں سے شروع کریں
اِس واسطے کہ اُس قسم کی دلیل کے مطالعہ کرنے میں ہمارا لحاظ
صاف تواریخی اِستفساروں کی طرف رجوع ہوتا ہی جنکی بابت
مثل اور تواریخی حقیقتوں کے کُل خاطر جمعی حاصل کرنا آسان ہی ؛

کیا خداوند عیسی المسیح کبھی موجود تھا اور کیا اُس نے وہ کام
کئے جنکے کئے جانیکا لوگ دعویٰ کرتے ہیں یہہ سوال تواریخی استفسار
کے طور پر ہی اور آیندہ سوال سے مطابقت رکھتا ہی یعنی کیا جولیس
قیصر کبھی موجود تھا اور کیا اُس نے وہ کام کیے جنکا کرنا لوگ اُسکے
حق میں بتلاتے - چاہیئے کہ ہم اُس تواریخی اِستفسار کا فیصلہ
کریں جسطرح سے کہ ہم کسی اور تواریخی اِستفسار کا فیصلہ کرتے ہیں ؛

پس ہم عیسوی مذہب کی ظاہری دلیلوں سے شروع کرینگے
یعنی دوسرے خط میں اور تمہارے قائل ہونے تک یہہ بات
ثابت ہوگی کہ وہ حقیقتیں جو کہ بیبل میں مندرج ہیں قابل اعتبار کے
ہیں منہ قدر کہ سب سے لاشک تواریخی ماجرے ہیں ؛

ہم دریافت کرینگے کہ یہہ بات کہ خداوند مسیح زندہ رہا اور مرگیا یہودے کے ملک میں جس زمانے میں کہ عیسائی لوگ کہتے ہیں اور کہ اُس نے وہ کام کئے جوکہ اُسکی بابت مندرج ہیں اِس بات کی مانند سراسر یقینی ہیں کہ جولیس قیصر نے انگلستان پر چڑھائی کی یا کہ شیواجی بانی سلطنت مرہٹوں نے سرکشی کرکے بادشاہ اورنگزیب کا مقابلہ کیا +

تیسرا خط

نئے عہدنامے کا ذکر

ای عزیزو دوستو۔ تم جانتے ہو کہ جس کتاب کو عیسائی لوگ مانتے اور الہام ربانی سے جانتے ہیں بیبل کہلاتی ہے۔ بیبل میں دو حصے ہیں یعنی عہد عتیق جسے توریت بھی کہتے ہیں جو اولاً زبان عبرانی

میں لکھی گئی دوسرا انجیل یا عہد جدید جو اولاً زبان یونانی میں لکھی گئی۔ اور ہم اپنی تحقیقات توریت یا انجیل سے شروع کرسکتے ہیں۔ شاید پہلے انجیل کی تحقیقات کرنا زیادہ آسان اور دلچسپ ہوگا +

جبکہ کوئی کتاب جس میں کوئی عمدہ مضمون مندرج ہو کر ہم کو دیجاتی ہی تب ہم پہلے یہہ سوال کرتے ہیں کہ کس نے اِسے تصنیف کیا اور کب اور کہاں پہلے پہل نمودار ہوئی عیسائی لوگوں کا قول ہی کہ انجیل کو تصنیف ہوئے سترہ سو برس ہوئے۔ مگر ایسی ہماری تفتیش میں قول پر راضی ہوجانا واجب نہیں ہی جاننا چاہئے کہ اس قول کی بنیاد کیا ہی۔ کیا معلوم شاید یہہ کتاب صرف چار یا پانچ سو برس ہوئے کہ لکھی گئی ہے۔ ہم صاف صاف دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کسطرح سے ثابت ہوسکتا ہی کہ یہہ کتاب سترہ سو برس کی ہی:

بڑی خوشی کی بات ہی کہ اس امر میں کوئی مشکل نہیں ہی کوئی ہندوستانی جوان جوکہ اِن دلیلوں کو بغور مطالعہ کریگا اس مضمون کو جسکی تحقیقات ہوتی پر ہی تمام و کمال سمجھ لیگا +

اِنجیل کی قدامت اور اصلیت

انجیل کی قدامت اور اصلیت اُن ترجموں سے جو ابتک موجود ہیں ثابت ہوتی ہے تمہیں خوب معلوم ہے کہ پادری صاحبوں نے ہندوستان میں بیبل کا ترجمہ مختلف و متفرق زبانوں میں کیا ہے جیسے اردو فارسی بنگالی تامل وغیرہ۔ نہ فقط تھوڑے دنوں سے عیسائی لوگ فکرمند و مشتاق ہوئے کہ اُنکی مقدس کتاب مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو اور اُسکی آگاہی حتی المقدور پھیل جاوے بلکہ عیسائی مذہب کے اِصلاح کے وقت جو سولھویں صدی میں واقع ہوئی مشہور پادری لوتھر صاحب نے جرمنی زبان میں بیبل کا ترجمہ کیا و نیز اکثر اَور عالموں نے اُسکا ترجمہ فرانس اِنگلستان ڈنمارک اور یورپ کے اَور اَور ملکوں کی زبانوں میں کیا۔ سب ترجمے جو اب مستعمل ہیں یورپ کی تمام کلیساؤں میں سوائے

رومن کاتھالک کے قریب اُسی زمانے کے ہیں۔ پس کوئی یہہ خیال نہیں کرسکتا کہ بیبل بعد ہونے اُن ترجموں کے تصنیف ہوئی ؛

مگر ترجمات مذکورہ بالا کے سوائے بیبل کے اَور بھی قدیم ترجمے موجود ہیں جو متفرق زبانوں میں کئے گئے یعنی عربی فارسی ارمنی کاپٹک اتھیوپک سُریانی لاطینی گاتھک اِنگلوساکسن وغیرہ۔ اکثر اِنمیں سے بہت قدیم اور مختلف زبانوں میں ہیں۔ مثلاً انگلوساکسن ترجمہ آٹھویں صدی کے شروع میں جس کو قریب گیارہ سو برس کے ہوئے تیار ہوا۔ اور گاتھک چوتھی صدی میں جس کو پندرہ سو برس گذرے۔ ارمنی ترجمہ قریب اُس وقت کے ہوا جبکہ ارمنی قوم نے دین عیسوی کو قبول کیا جو چوتھی صدی کے نصف میں واقع ہوا۔ اتھیوپک ترجمہ چوتھی صدی کے شروع میں کیا گیا۔ لاطینی ترجمہ اولاً دوسری صدی میں ہوا پھر ایک عالم جیروم نامی نے اُسکو چوتھی صدی کے آخر میں دوبارہ کیا۔ سُریانی زبان میں دو ترجمے بہت مشہور ہیں جن میں سے ایک دوسری صدی کے شروع بلکہ غالباً پہلی صدی

کے آخر میں کیا گیا یعنی بعد پیدایش خداوند مسیح عیسیٰ کے ایک سو برس
سے بھی کم میں جس کو سترہ سو برس سے زیادہ گذرے ۔ اِنجیل کے
اِس سے زیادہ قدیم ترجمے ضرور نہ تھے فی الحقیقت اِن سے زیادہ
قدیم ترجمے غیر ممکن تھے کیونکہ جب ہی جدی کتابیں جو اِس میں شامل
ہیں بعضی سنہ ۳۳ع کے بعد اور بعضی انہیں سے قریب سنہ ۹۰ع کے تصنیف
ہوئیں یہہ ہم کو قریب اس زمانے تک پہنچاتے ہیں جس میں سریانی
ترجمہ کیا گیا ✦

پس یہہ متفرق ترجمے ایک دوسرے سے اور اصل یونانی
سے مقابلہ کئے جا سکتے ہیں البتہ یہہ مترجم صاحب وحی نہ تھے اِسلئے
اُنکے ترجموں میں کچھہ غلطی ہونی غیر ممکن نہ تھی کوئی اُنہیں سے غلطی
سے بالکل محفوظ نہ رہا کبھی کبھی ایک کتاب کا مضمون اچھی طرح
سے سمجھہ میں نہ آیا جب تک کہ اصل یونانی کتاب کا مطلب دیکھا
نہ گیا ۔ جو شخص کافی علم رکھتا ہو اِن متفرق ترجموں کے مقابلہ کرنے سے

دریافت کر لیگا ۔ پہلے کہ وہ اچھی طرح سے باہم مطابقت رکھتے ہیں
دوسرے کہ اِن سبھوں کی ایک ہی اصل ہے ✦

حقیقت میں اِنجیل کے قدیم ترجمے باہم ایسی مطابقت رکھتے
ہیں جیسا کہ بنگالی و مرہٹی اور اَور ترجمے جو زمانِ حال میں ہندوستان
کے درمیان پادری صاحبان نے اصل یونانی سے کئے ✦

تم دیکھتے ہو کہ اُوپر کے بیان سے کونسی باتیں ثابت ہوتی ہیں ۔
پہلے اِنجیل کی قدامت ۔ ہم نے سنہ عیسوی تک اِنجیل کا سراغ
لگایا ہے اگر چاہیں تو اُسکی متفرق کتابوں کا سراغ اِس سے بھی قدیم
تاریخ تک لگا سکتے ہیں مگر یہہ ضرور نہیں ✦

دوسرے ثابت ہوتا ہے کہ اِنجیل اصل بلا تبدیل اور بے تحریف
ہے یعنی یہہ کہ وہ ایسی ہی ہے جیسی کہ وہ شروع میں تھی کوئی شخص
خیال نہیں کر سکتا کہ متفرق ترجموں میں اِس مقصد سے کچھہ تبدیل
ہوئی کہ وہ آپس میں مطابقت رکھیں ۔ سکسن لوگ اِنگلستان
میں اور گات لوگ بیشیا میں ابی سینیا لوگ افریقہ میں ارمنی لوگ

پہاڑ ارارات کے گرد نواح میں سُریانی لوگ میسوپوٹامیہ یعنی ارم نہرین میں اور دکھن ہندوستان کے لوگ سب کے سب انجیل کے ترجمے اپنی اپنی زبان میں رکھتے ہیں۔ پس کیا ممکن ہی کہ یہہ سب قومیں باہم متفق ہوئی ہوں اِس مقصد سے کہ بلکہ اپنے اپنے ترجموں کی نظر ثانی اور تبدیل کریں تاکہ سب ترجمے ایک دوسرے سے مطابق ہو جاویں۔ ایسا خیال محض بیجا ہی اور سب وجہوں سے ایسی بات غیر ممکن ہی۔ جب ترجمے تیار ہو گئے تو بار بار اُنکی نقل کرنے سے اغلب و قرین قیاس ہی کہ کچھہ فرق پڑا ہوگا مگر تاہم دیکھا جاتا ہی کہ وہ ابتک عجیب مطابقت رکھتے ہیں۔ پس اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ سب ایک ہی اصل سے بنائے گئے ہیں۔ و نیز یہہ ثابت ہوتا ہی کہ نہ تو اصل کتاب اور نہ اُسکے ترجموں میں کسی طرح کی تبدیل واقع ہوئی یعنی اوپر کے بیان سے اِن ترجموں کی اصلیت اور بے تبدیلی ثابت ہوئی ✣

دوسرے طور پر انجیل کی قدامت اور اصلیت اُس کے قدیم قلمی نسخوں سے جو زمانہ حال تک موجود ہیں ثابت ہوتی ہی ✣

پندرھویں صدی میں چھاپنے کا فن ایجاد ہوا تب سے چھاپہ کے وسیلے سے یورپ کے ملکوں میں بیبل کی نقل بکثرت کی گئی۔ اِس سے پیشتر کتابیں اکثر قلم سے نقل کیجاتی تھیں اِس سبب سے اُنکا کثرت سے ہونا غیر ممکن تھا تم نے سنسکرت اور اور قلمی نسخے اکثر دیکھے ہونگے اور نیز جانتے ہو کہ ہندوؤنکی دینی کتابیں فقط تھوڑے دنوں سے چھپنے لگی ہیں اکثر نقلیں وید و پرانوں کی جو ہندوؤں کے پاس ہیں قلمی ہیں۔ اِس طور پر تمام یورپ اور ایشیا کے متفرق حصوں میں بیبل کی قلمی نقلیں موجود ہیں جو چھاپے کی ایجاد سے پیشتر کی گئی تھیں اور یہہ نقلیں بکثرت ہیں ✣

یورپ کے عالموں نے چھہ سات سو برس سے زیادہ انجیل کے قلمی نسخوں کو ملاحظہ کیا ہی جو یونانی زبان میں ہیں اور انمیں سے بعضے بہت ہی قدیمی ہیں۔ ایک قلمی نسخہ جو الکزینڈریا کے نام سے مشہور ہی انگلستان کے عجایب خانے میں بحفاظت رکھا ہی اور وہ ساتویں صدی میں بلکہ بعضے عالموں کی رائے میں اُس سے بھی پہلے

لکھا گیا تھا - ایک اور مشہور قلمی نسخہ کتب خانہ روم میں بحفاظت رکھا ہوا ہی جسکی بابت قوی یقین ہی کہ پانچویں صدی کے آخر میں نقل کیا گیا - تم دیکھتے ہو کہ ہم اس طرح سے پانچویں صدی تک سراغ لگاتے ہیں کیونکہ حقیقتاً یہاں انجیل کا ایک قلمی نسخہ ہی اور اسکی اتنی قدامت قوی دلیلوں سے ثابت ہی ٭

اب تم بالضرور پوچھو گے کہ عالم لوگ قلمی نسخوں کی قدامت کس طرح سے ٹھہراتے ہیں اور یہہ بھی پوچھو گے کہ آیا یہہ حساب قابل اعتبار ہی کہ نہیں یا کہ انکی قدامت ٹھہرانا صرف اٹکل پچو ہی کہ نہیں - مگر جتنا شبہہ کہ تمہیں پہلے خیال پر ہوتا ہی اس کام میں نہیں ہی قلمی نسخوں کا زمانہ دریافت کرنے کے لئے متفرق طریق ہیں - مثلاً وہ شے جس پر کہ وہ لکھا گیا ہی کیا ہی آیا وہ کاغذ ہی یا رق یعنی چرم ہی - اگر کاغذ ہی تو کس قماش کا - سیاہی وغیرہ اور لکھنے کی پائداری اور اسکی قسم وصورت اور شکل اور حرفوں کی قطع یہہ سب اسباب کے دریافت کرنے کے وسیلے ہیں - ان باتوں کی تحقیق بڑی ہوشیاری

سے ہوگئی ہی اور وہ سب نتیجے جن پر علما متفق الرائے ہیں کامل اعتبار کے لائق ہیں - مگر خاص امر جس پر میں چاہتا ہوں کہ تم غور کرو یہہ ہی کہ وہ قاعدہ جس کے مطابق بیبل کے قلمی نسخوں کی قدامت ٹھہرائی جاتی ہی وہی ہی جس سے کہ یونانی و لاطینی شاعری و تواریخ نسخوں کی قدامت ٹھہرائی جاتی ہی - انجیل کے قلمی نسخوں کی قدامت اسی طریقہ سے جانچتے ہیں جس سے ہومر یا سسرو کے قلمی نسخوں کی قدامت معلوم کرتے ہیں اگر ہم انجیل کے قلمی نسخوں کی قدامت کی بابت غلطی میں پڑے ہوئے ہیں تو اور سب قلمی نسخوں کی بابت بھی غلطی کرتے ہیں اور اگر ہماری رائے یونانی اور لاطینی نسخوں کی بابت صحیح ہی تو انجیل کی بابت بھی ایسی ہی ہی ٭

خیر اتنا بیان قلمی نسخوں اور اس شہادت کی بابت جو وہ انجیل کی قدامت پر دیتے ہیں کافی ہی اب غور کرو کہ کس طور وہ اسکی اصلیت اور بے تبدیلی کو بھی ثابت کرتے ہیں ٭

انجیل کی بے تبدیلی

معلوم ہوتا ہی کہ انجیل کے متفرق نسخے ایک دوسرے سے عجیب مطابقت رکھتے ہیں میں نہیں کہتا کہ وہ ہر ایک حرف بلفظ میں یکساں ہیں خفیف فرق تو موجود ہی جو متفرق قرأت کے نام سے مشہور ہی تم باسانی سمجھ لوگے کہ وہ کس طرح اور کس وجہ سے پیدا ہوتا ہی - فرض کرو کہ کوئی کاغذ نقل کے واسطے بیس نقل نویسوں کو ایک کو بعد دوسرے کے دیا جاوے ایسا کہ وہ سب ایک ہی اصل سے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی نقل تیار کریں اغلب ہی کہ بیسوں میں سے ایک بھی اپنی نقل صحیح تیار نہ کریگا ایک املا میں دوسرا لفظ میں تیسرا کسی حرف یا لفظ کے چھوڑ دینے یا بڑھا دینے میں غلطی کریگا پس بیس کاغذ تیار ہونگے جن میں متفرق قرأت شامل ہونگیں اب تم دیکھتے ہو کہ یہہ طور سے پیدا ہوئی اور غور کرو کہ کیقدر بھاری ہیں اغلب ہی کہ بیس نقلوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی بات میں نادرست ہی - پس یہہ

بات کہنی کہ اُن نقلوں پر کچھ اعتبار رکھنا نہ چاہئے درست ہی کہ نہیں - فرض کرو کہ اصلی کاغذ کھو گیا اور اُن بیس نقلوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو غلطی سے خالی ہو تو بھی اُس اصل کاغذ کا ٹھیک مضمون و صحیح عبارت دریافت ہو سکتی ہی کیونکہ نقلوں کے ملاحظہ کرنے سے واضح ہوگا کہ ایک نقل میں ایک لفظ ایسی جگہ میں ہی جو اور کسی میں اُس موقع پر پایا نہیں جاتا ایسی حالت میں ہم ضرور کہینگے کہ اُسی ایک نقل میں اُس جگہ غلطی ہی اور باقی ۱۹ میں صحیح ہیں سب نقلوں میں غلطی تو ہی مگر یکساں نہیں اور اسی طرح ایک نقل دوسری کو صحیح کرتی ہی ہم کُل کاغذ اِسی طرح سے ملاحظہ کرتے ہیں اور آخر شک کچھ شک نہیں رہتا گویا کہ ہم اِس اصل کاغذ کے مضمون و عبارت سے خوب واقف ہیں اِسی طرح سے عالم لوگ انجیل کی نقلوں کو ملاحظہ کرتے ہیں اور متفرق نسخوں کو جو تمام ملک میں پائے جاتے ہیں مقابلہ کرکے فرق نکالتے اور صحیح عبارت کا فیصلہ کرتے ہیں - فرق جو متفرق نسخوں میں پایا جاتا خفیف سا ہی سب سے ناقص

نسخہ ایمان کی ایک بات یا ایک اخلاقی حکم کو نہیں بگاڑتا ہی اکثر فرق جو ہی صرف املا میں ہی جیسا کوئی آدمی لفظ چاقو کو قاف سے اور کوئی کاف سے لکھتا ہی ہر چند کہ دونوں صحیح ہیں تو کون کہہ سکتا ہی کہ اس میں غلطی ہوئی +

الغرض خوب غور کرنا چاہئے کہ کسی قدیم مصنف کی تصنیف خواہ یونانی خواہ لاطینی زبان کی ہو موجود ہی اس قدر بے نقص نہیں ہی جس قدر کہ عیسائیوں کے پاک نوشتے بے نقص ہیں۔ مثلاً ہندوستانی پارسی اور عربی کتابوں میں عیسائی پاک نوشتوں سے کہیں زیادہ اختلاف پایا جاتا ہی +

انجیل کی قدامت اور اصلیت کا تیسرا ثبوت اُن اشارات اور اقتباسوں میں جو قدیم عیسائی لوگوں نے اپنے نوشتوں میں کئے پایا جاتا ہی تم کو معلوم ہی کہ حال کے عیسائی مصنف کیسی کثرت سے بائبل سے اقتباس کرتے ہیں خاصکر جبکہ وہ علم الٰہی پر کچھ لکھتے ہیں علم معرفت کے اُن مصنفوں کی کتابوں میں جو زمانہ اصلاح

سے لیکے آج تک تصنیف ہوئی ہیں اغلب ہی کہ انجیل کی ہر ایک عبارت کو انہوں نے بارہا اقتباس کیا ہی۔ ویسے ہی زمانہ اوسط کے مصنفوں کی تصنیف میں توریت و انجیل سے بہت اقتباس پائے جاتے ہیں۔ ہم اِسی طرح سے زمانہ قدیم تک سُراغ لگاتے ہیں مثلاً چوتھی صدی کے آخر اور پانچویں صدی کے شروع میں ایک بہت ہی مشہور مصنف اگستین نامے تھا اُسکی تصنیفوں میں بائبل کی آیتیں اِسقدر پائی جاتی ہیں جیسا کہ زمانہ حال کی تصنیفوں میں۔ ایک صدی اُس سے پیشتر ۳۱۵ع کے قریب یوسیبیوس نامے بہت ہی مشہور مصنف تھا اُس نے باریک بینی سے انجیل کا مطالعہ کر کے اکثر آیتیں اپنی کتابوں میں مندرج کیں۔ دو سو برس کے عرصہ میں جو درمیان اُس زمانے اور انجیل کے پورے ہونے کے وقت واقع ہوا بیس سے زیادہ مشہور مصنف ہوئے جنکی تصنیفات ابتک موجود ہیں وہ سب بائبل سے اقتباس کرتے ہیں چنانچہ بعضے اُنمیں سے بہت ہی کثرت

سے۔ اُنمیں سے اکثر علیحدہ اور ایسی جگہوں میں رہتے تھے جو ایک دوسرے سے بہت ہی دور تھے جیسے کہ شہر ایتھنس کارتھیج الکزینڈریا انطاکیا وغیرہ پچھلی بات سے معلوم ہوتا ہی کہ عیسائی نوشتوں کی آگاہی اُس زمانہ میں بہت دور تک پھیل گئی تھی اور یہہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ اُن مصنفوں کی گواہیاں ایک دوسرے سے کچھہ تعلق نہیں رکھتی ہیں +

ہم انجیل کی قدامت اور اصلیت کا چوتھا ثبوت اُن اشاروں اور اقتباسوں سے جنہیں قدیم بیدین لوگوں نے کئے رکھتے ہیں۔ مصنف جنکا ذکر پہلے ہوچکا عیسائی تھے اُنہوں نے انجیل کے بیان اور حمایت میں لکھا۔ مگر اُن زمانوں میں کئی ایک بیدین مصنفوں نے دین عیسوی کے خلاف کتابیں لکھیں۔ عیسوی مذہب کے سب سے بڑے تین مشہور مخالف قدیم زمانے میں سیلسس پارفری اور جولین نامے تھے جولین چوتھی صدی کے درمیان پارفری تیسری صدی اور سیلسس دوسری صدی میں ہوا +

اِس سبب سے کہ سیلسس تینوں میں قدیم ہی ہم اُسکی تصنیف پر زیادہ غور کرینگے اُسکی کتاب کے حصّوں میں جواب تک موجود ہیں کم سے کم اسّی اِقتباس انجیل سے پائے جاتے ہیں۔ اِنجیل کی بڑی بڑی حقیقتیں جیسے مسیح کا پیدا ہونا بپتسما لینا منادی کرنا معجزہ دکھانا موت اور اُس پر فتحیاب ہوکر جی اُٹھنا الغرض مسیح کی زندگی کا ایک مختصر احوال سیلسس کی کتاب میں شامل ہی وہ لکھتا ہی کہ ہم نے اِن باتوں کو تمہاری (یعنی مسیحیوں کی) دینی کتابوں میں سے اِقتباس کیا ہی کرساسٹم مذہب عیسوی کا ایک عالم جو پانچویں صدی میں تھا ٹھیک لکھتا ہی کہ سیلسس اور پارفری ہمارے پاک نوشتوں کی قدامت پر کافی گواہی دیتے ہیں۔ کیونکہ نوشتے جنکے خلاف وہ لکھتے ہیں حقیقت میں اُنکے بعد جاری نہیں ہوئے +

اُس صحیح موافقت سے جو انجیل اور اُن اقتباسوں کے بیچ ہی جنکو سیلسس نے لکھا ثابت ہوتا ہی کہ یہہ انجیل وہی ہی جس کا

مطالعہ اُس نے سنہ [illegible]ع کے قریب کیا وہ اِس فقرہ کے موافق محاورہ اِستعمال کرتا ہی۔ عیسیٰ اپنی ہی زبان سے اِنہیں باتوں کو صاف صاف اِقرار کرتا ہی جس طرح سے کہ تم نے لکھا ہی ایسی باتوں سے اِنجیل کی اصلیت صاف ثابت ہی +

ای عزیز دوستو میں سوچتا ہوں کہ اِن دلایل سے تمہاری خاطر جمعی ہوگی۔ اَور بھی بہت سی دلیلیں ہیں جو اِس بات کے ثبوت میں لائی جا سکتی ہیں لیکن اِس مضمون کا زیادہ مفصل بیان کرنا کچھ ضرور نہیں +

پس ثابت ہوا کہ اِنجیل میں بہت سی کتابیں شامل ہیں جو پہلی صدی میں تصنیف ہوئیں اور آج تک ویسی ہی ہیں جیسی پہلے لکھی گئیں +

چوتھا خط

نیا عہد نامہ۔ اُس کا مضمون اور اُس کی مُعتبری

ای عزیز دوستو۔ میں نے گذشتہ خط میں از روئے دلایل اِنجیل کی قدامت اور اصلیت ثابت کی ہر سو توریت کی باتوں کے ثبوت میں بھی ویسا ہی سلسلہ دلایل عمل میں لایا جا سکتا ہی مگر فی الحال صرف اِنجیل کی تحقیقات کرنا ہی +

اب مقام غور ہی کہ ہم اِس تحقیقات میں کہاں تک پُہنچے ہیں ہم نے دیکھا ہی۔ پہلے یہہ کہ اِنجیل کی کتابیں اُسی زمانے میں جبکہ عیسائی لوگ کہتے ہیں لکھی گئی ہیں۔ دوسرے یہہ کہ جس صورت میں وے لکھی گئیں ویسی ہی ہم تک پُہنچی ہیں +

پس یہاں ایک جلد ہی کہ جو کچھ اُس کا مضمون ہو خواہ دینی تواریخی منطقی یا اَور کچھ فقط اُسکی قدامت ہی کے سبب سے

اُسے معزز اور قدر پسند سمجھنا چاہیئے اِس لئے اُسے کھول کر دیکھیں
کہ اُسمیں کیا ہی +

پہلی بات جو ہم دیکھتے ہیں یہہ ہی کہ اُسمیں متفرق آٹھہ مصنفوں
کی تصنیفیں ہیں - پھر دیکھتے ہیں کہ قریب نصف اِنجیل کے عیسوی
مذہب کے شروع ہونے اور اُسکے پھیلنے کے بیان میں ہی اور
باقی خطوط ہیں جو خصوصاً ایک بزرگ رسول نے جو مذہب عیسوی
کے شروع میں مشہور تھا لکھے ہیں ذرا سا تامل کرنے پر واضح ہوگا
کہ ضرور ایسی کتاب کیا ہی دلپسند ہوگی اگر کوئی ایسی کتاب جسمیں
تواریخ اور خطوط کسی دین کے خواہ ہندو یونانی لاطینی یا چینی کی
جو اٹھارہ سو برس کا عرصہ گذرا کہ لکھی گئی دستیاب ہو تو دانا
اور عالم لوگ تمام دنیا میں ایسی کتاب کو ایک عمدہ خزانہ سمجھکر
بڑے شوق سے لینگے - اکثر علماء ممالک شرقی نے اِس کمی کے
سبب سے جو مشرقی ملکوں کی قدیم تواریخی نوشتوں میں پائی جاتی
ہی افسوس کیا ہی اور خطوط تو فی الحقیقت موجود ہی نہیں ہیں - چنانچہ

یہی باعث ہی کہ قدیم ہندوستان فارس عرب اور اور بہت ملکوں پر
تاریکی چھا رہی ہی جسکی بابت اہل علم کمال افسوس کرتے اور اُسکے
دور کرنے کی کچھہ اُمید نہیں رکھتے - فرض کرو کہ اِس وقت ایک
ایسی کتاب پائی جاوے جسکی بابت یہہ ثابت ہو کہ قریب اُس
وقت کے لکھی ہوئی ہی جبکہ زوراسٹر یا بدھ ظاہر ہوئے اور جسمیں
اُنکی مفصل کیفیت اور صاف احوال اور نیز خطوط جو اُن شخصوں
کے شاگردوں کی طرف سے لکھے گئے مندرج ہوں - تو اِس
اِنکشاف سے کیسی تحریک اور کیسی سرگرمی عالموں کے درمیان
ہوگی کہ اُس بے بہا بقیہ کا بیان اور ترجمہ و تفسیر کریں - لیکن اگر ایسی
سرگرمی اُس کتاب کی بابت جو کہ زوراشٹ اور بدھ کے مذہبوں سے
متعلق ہی ضرور ہی تو کتنی زیادہ سرگرمی اُس کتاب کی بابت جو مذہب
عیسوی کے بے رسم کے شروع اور پھیلنے پر بیحد روشنی بخشتی ہی ظاہر
ہونی چاہیئے جس نے اِنسانی عقل کی ترقی اور بنی آدم کے انجام
پر خواہ سچا خواہ جھوٹھا اثر کیا ہی اور یوں ہی تاثیر کرتی رہیگی +

یہہ نادر کتاب ہم کو کیا سکھلاتی ہی اور اسمیں کیا خبر ہی۔ اِس میں علاوہ اَور باتوں کے عیسیٰ مسیح کی پیدایش۔ حالات زندگی و موت۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور آسمان پر صعود کر جانیکا احوال مندرج ہی۔ وہ ہمیں خبر دیتی ہی کہ مسیح معجزانہ کنواری کنیا سے پیدا ہوا اور اُس نے عجیب و عمدہ تعلیم دی اور بنی آدم کے گناہوں کے لئے اپنے تئیں کفارے میں گذران دیا اور موت کے بعد زندہ ہو کر اپنے شاگردوں پر ظاہر ہوا اور بعد اسکے اُنہیں یہہ حکم دیکر کہ تمام قوموں میں جا کر میری اِس تعلیم کی منادی کرو اُنکی نظروں کے سامھنے آسمان پر چڑھ گیا سوائے اِسکے ہمیں آگاہی بخشتی ہی کہ کس طرح سے اُسکے شاگرد اپنے اُستاد کے آسمان پر چڑھ جانے کے بعد اُسکے نام میں منادی کرنے اور بپتسما دینے میں مشغول رہے اور یہہ بھی کہ کس طرح عیسوی مذہب دُنیا میں پھیل گیا ✦

اب اُن حقیقتوں کی معتبری جو کہ انجیل میں مندرج ہیں غور طلب ہی۔ آیا وہ کتاب سچی ہی یا جھوٹی یہہ تو پایہ ثبوت کو پہنچا ہی کہ وہ قدیمی

ہی مگر اُس سے ثابت نہیں ہوتا کہ سچی ہی اور یہہ بھی کہ وہ تواریخی ہی پر سب تواریخیں سچی نہیں ہوتیں۔ پس یہہ کتاب صحیح تواریخ ہی کہ نہیں ✦

انجیل کی اصلیت و معتبری دلائل ذیل سے ثابت ہوتی ہی ✦

اوّل اِس بات سے ثابت ہی کہ مسیح کی کیفیت چار متفرق تواریخیں ہیں یہہ ایک دوسری سے کچھہ تعلق نہیں رکھتی ہیں اور ظاہرا ایک دوسری کی نقل بھی نہیں ہیں تو بھی اُنکی کیفیت اور ماجروں میں عجیب مطابقت ہی اگرچہ علیحدہ علیحدہ الفاظ سے ایک احوال کو بیان کرتی ہیں تاہم اُنمیں مطلقاً ناموافقت نہیں ہی۔ اکثر کسی تواریخ کو معتبر سمجھا جاتا ہی جب کہ اُس کیفیت کی فقط ایک ہی کتاب ہی مثلاً رومی سپہ سالار سپیو افریکنس کی لڑائیوں کا بیان فقط ایک اُسکے ہم وقت مصنف یعنی پالیبس نے لکھا اور اُسکے اِس باعث سے معتبر مشہور ہی کہ پالیبس سپیو کا رفیق تھا اور اُس کیفیت کے بیان کو جس کو بچشم خود دیکھا۔ مسیح کا بیان اُسکے چار ہم وقت مصنفوں نے لکھا اُنمیں سے دو یعنی متی اور یوحنا مسیح کے مدامی رفیق تھے

اور اُن ماجروں کو بچشم خود دیکھتے تھے ۔ تیسرا مرقس پطرس حواری کا
رفیق تھا اور چوتھا مورخ لوقا پولوس رسول کا مدامی رفیق اور ہم
سفر تھا ÷

ایسا کبھی نہیں ہوا ہی کہ کوئی تواریخی کیفیتوں کا ایسا مفصل
اور صحیح بیان ہوا ہو جیسا کہ اُن ماجروں کا جو کہ مسیح کے احوال میں
شامل ہیں ÷

انجیل میں فقط ایک اور تواریخی کتاب ہی جس کا نام رسولوں کے
اعمال ہیں جسے پولوس کے رفیق لوقا نے لکھا اُسمیں خاصکر پولوس
کا حال جو مصنف کا دوست اور ہم سفر تھا مندرج ہی ÷

دوسرے طور پر انجیل کی اصلیت مصنفوں کے مقام اور
کیفیت سے ثابت ہی ÷

وہ اُن حقیقتوں کے دیکھنے اور معلوم کرنیکا کافی موقع اور وسیلہ
رکھتے تھے اور اُنکے مقام اور درجے ایسے تھے کہ وہ اُس آگاہی کو
درستی سے کہہ سکتے تھے ۔ انجیل کے مصنف کسی قدیم وقت کی بابت

جو کہ ایام سلف کی تاریکی میں چھپا اور جسکی بابت فقط تھوڑا سا بدرستی
ہاں یا نہیں کہا جا سکتا نہیں لکھتے ہیں اور نہ کسی دور ملک وغیرہ
کی بابت بلکہ برعکس اُسکے اُنکی تواریخ میں وہ باتیں ہیں جو کہ اُسیوقت
واقع ہوئیں اور جنکو اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں
سے سُنا اور یہہ باتیں نہ صرف لکھنے والوں کو معلوم تھیں کیونکہ وہ
ماجرا کونے میں نہیں ہوا بلکہ خاص وہ واقعہ جنکا وہ بیان کرتے
ہیں یروسلم اور یہودیہ دیس کے اور شہروں میں ہوا جبکہ وہ رومی
سپاہیونکی حراست میں تھے اور رومی حاکم بڑی خبرداری سے اُنکی
حفاظت کرتے تھے ۔ یہہ ماجرے جنکا بیان ہوا ہی ہزاروں
آدمیوں کے روبرو جو اُنکی تحقیق کرنے کے قابل اور اپنی گواہی دینے
پر تیار تھے واقع ہوئے ۔ تم فوراً اس اظہار کی قدر معلوم کروگے جبکہ
میں ایک بات کا جو اُسکے برخلاف محمد صاحب کے احوال میں ہی ذکر
کرونگا ۔ محمدیوں کا بیان ہی کہ محمد صاحب ایک ہی رات میں مکے
سے یروسلم کو اور وہاں سے آسمان پر پہنچکر اور طرح طرح کے عجائبات

دیکھکر پھر لوٹ آئے - اِس پر یہہ سوال اُٹھتا ہی کہ کِس طرح سے یہہ بات ثابت ہو سکتی ہی - کِس نے اُنکو دیکھا یا کون اُس عجیب سفر میں محمد صاحب کے ساتھہ رہا کیا اُنکے اصحابوں میں سے کوئی اُنکے ساتھہ گیا یا اُنہیں سے جو اُس کا بیان کرتے ہیں کسی نے دیکھا - جواب یہہ ہی کوئی نہیں غور کرو میں تو اِس احوال کی بابت نہ اِقرار کرتا ہوں نہ اِنکار فقط اِتنا کہتا ہوں کہ یہہ احوال بہ آسانی سچ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ فی الحقیقت یہہ کونے میں واقع ہوا اور جو اُس پر یقین رکھتے ہیں صرف محمد صاحب کے کہنے سے اور یہہ یقین غلط ہی +

اگرچہ چند اُن عجیب حقیقتوں میں سے جو خداوند عیسیٰ مسیح کی بابت لکھی گئی ہیں پوشیدگی میں واقع ہوئیں جیسے اُسکی آزمایش بیابان میں تو بھی اُنمیں سے بہتیری آشکارا عمل میں آئیں اُسنے ہزاروں آدمیوں کے سامہنے علانیہ تعلیم دی اور معجزے دکھلائے - پس جب اُسکے شاگردوں نے اُسکی تعلیم دینے کا احوال قلمبند کیا ہی ہزارہا کہہ سکتے تھے کہ اُنکا بیان صحیح تھا یا نہیں مسیح کے معجزے ظاہرا کئے

گئے اور اکثر لوگ گواہی دے سکتے تھے کہ اُس نے حقیقتاً اندھوں کو دیکھنے اور لنگڑوں کو چلنے اور بہروں کو سُنلنے کی طاقت بخشی - سوائے اِسکے مسیح کے حالات میں مورخوں نے اپنی اپنی کتابوں کو مُلک یہودیہ میں جاری کیا یعنی اُسی مُلک میں جہاں پہلے سب ماجرے واقع ہوئے پس اِس وجہ سے یہودی اور رومی جو مُلک یہودیہ میں رہتے تھے ہر ایک غلطی کو جو اُنکی تصنیفوں میں پاتے دریافت کرکے فاش کر سکتے تھے +

اگر ایسا قابو پاتے تو وہ بیشک کرتے - اگر اِنجیل نویسوں کی تصنیفوں میں کوئی بھی غلطی ظاہر ہوتی تو یہودی لوگ جو عیسائیوں کے جانی دشمن تھے اور اب بھی ہیں کیونکہ اُنہوں نے خود مسیح کو مروا ڈالا اور مسیحی مذہب کو تمام روئے زمین سے اُڑا دینا چاہتے تھے فوراً اُس غلطی یا ماجرا خلاف واقع کو مشہور و عیاں کردیتے - غیر قوم بھی اُس زمانے میں عیسائیوں کو ستاتے اور اُنکے اِعتقاد اور اِیمان پر حملہ کرتے تھے پس اگر اِنجیل کے مصنف حق سے زیادہ فقط

ایک ہی بات میں قدم بڑھاتے یا اگر وہ اُن باتوں کو جو مذہب مسیحی
کو فضیلت بخشتی ہیں کچھ زیادہ کر کے بیان کرتے یا اگر ایسی باتوں کو
جو بظاہر بےعزتی کا باعث معلوم دیتی ہیں ایک لفظ یا ایک ہی نقطہ
تک کم کرتے یا اگر وہ مسیح کی بابت ایسے معجزے دکھلانے کی طاقت
کا جو اسمیں نہ تھیں دعویٰ کرتے یا چال وچلن میں کچھ مبالغہ کرتے
تو عیسوی مذہب کے دشمن ایسی غلطیوں کو بڑی سرگرمی سے گرفت
کرتے تاکہ مصنّفوں کی معتبری پر حرف لاویں ـ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ
اُنکے دشمن ایسا کام بالکل نہ کر سکے ـ تیسرے طور پر انجیل کی
اصلیت اور معتبری مصنّفوں کی خصلت اور آبرو سے ثابت ہوتی ہے ـ
ہم دیکھ چکے ہیں کہ وہ اُن حقیقتوں کی واقفیت کا جو اُنہوں نے بیان
کیں کافی موقع رکھتے تھے ـ میں اب بیان کرونگا کہ وہ بالیقین مشتاق
تھے کہ اُن موقعوں کو اچھی طرح سے صرف میں لاویں اسلئے کہ وہ معتبر
اشخاص تھے ✚

یہہ بات اُنکی کُل تصنیفوں سے ثابت ہے ہر ایک بےتعصب

پڑھنیوالے کے یہہ بات خاطر نشین ہوگی کہ اُنکی تمام تصنیفات
میں صفائی و بیریائی صاف دلی و سچائی محبت اور خلوصیت و بےغرضی
و بےتعصبی صاف صاف ظاہر و عیاں ہے وہ نہ کسی بات کو مبالغہ سے
بیان کرتے اور نہ کسی کو کم کر کے چھپاتے ـ اپنے اُستاد کی فروتن
پیدائش اور اُسکی مفلسی اور اپنی پست حالی اور سُست اعتقادی
اپنے اُستاد کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دینا اور اُس کا انکار کرنا اور
اُسکی صلیبی موت جسے کہ یہود اور غیر قوم دونوں تمام زمانوں میں
مسیح اور مسیحیوں کے حق میں بڑی شرم کی بات سمجھتے ہیں و نیز اور
ایسی باتیں جو باوجودیکہ انسان کی طبعی شان و شوکت کے
خلاف ہیں انجیل نویس صاف صاف بے کم و کاست بیان کرتے
ہیں اگر ہم اُنکی معتبری اُن قاعدوں سے جانچیں جس سے ہم اور
لوگوں کی معتبری جانچتے ہیں تو بےشبہ وہ بڑے معتبر اور راست
گفتار ٹھہرتے ہیں ✚

پس یہہ بات اُنکی کُل عبارت اور اُنکی تمام چال وچلن

سے ثابت ہی۔ وہ بھی مثل اَور پیروان مسیح کے اپنے اعتقاد کے سبب بیشمار سخت مصیبتوں میں گرفتار ہوئے یعنی اخراج بدنام ہونا ستایا جانا قید میں پڑنا طرح طرح کی اذیتوں کے ساتھ جان سے مارا جانا اُس وقت کے عیسائیوں کا حصہ تھا۔ یقین ہی کہ پڑھنیوالے قدیم زمانہ کی تواریخ سے آگاہ ہونگے پس اگر ایسا ہی تو وہ جانتے ہیں کہ یہہ باتیں عموماً مانی جاتی ہیں۔ عزیز دوستو تم بخوبی جانتے ہو کہ تمہارے دیس کے لوگوں کو جو اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے عیسائی ہو جاتے ہیں کیسی کیسی سخت مصیبتیں سہنا پڑتا ہی اُنہیں مصیبتوں کو سوچکر بہت سے جوان جو مذہب عیسائی کی سچائی سے بخوبی قایل ہیں اُسکے قبول کرنے سے عذر کر کے مسیح سے بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ مگر حال کے نو مریدوں کی مصیبتیں ہندوستان میں اُن مصیبتوں سے جو قدیم زمانے کے مریدوں پر پڑتی تھیں نہایت ہی کم ہیں جن کا ذکر میں کر چکا ہوں +

اِن سب باتوں سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ نو مرید بے شُبہ

راست و صاف گفتار تھے وہ دھوکھہ دینیوالے اور ریاکار نہ تھے جن باتوں کا وہ اِقرار کرتے تھے بالیقین اُنکو سچ بھی جانتے تھے۔ جب کوئی شخص اپنا اعتقاد ثابت کرنیکے واسطے اپنی جان دیتا ہی تمام دنیا میں کوئی اُسکو ریاکار نہ کہیگا کوئی شخص اِس بات پر شک نہیں لا سکتا کہ ایسا شہید جو کچھہ کہتا ہی صدق دل سے کہتا ہی +

اب ہم دریافت کریں کہ کس بات کے واسطے عیسیٰ مسیح کے شاگردوں نے ایسی ہولناک مصیبتیں سہیں اور وہ کونسی بات تھی جس پر اُنکا یقین تھا۔ میں تم سے اِلتماس کرتا ہوں کہ یاد رکھو کہ اُن حقیقتوں پر اعتقاد رکھنے کے سبب سے اُنہوں نے وہ مصیبتیں سہیں یعنی وہ باتیں جن کو اُنہوں نے بچشم خود دیکھا اور اپنے ہی کانوں سے سُنا قیاسی باتوں اور حقیقتوں میں بڑا فرق ہی یعنی اُن باتوں میں جو فقط قیاسی ہیں اور اُن کیفیتوں میں جو کہ معین جگہ اور وقت پر واقع ہوئیں۔ اب فرض کرو کہ کسی فیلسوف پر جو خدا یا اِنسان کے فہم کی بابت کچھہ عجیب رائے رکھتا ہی دشمنوں کی طرف سے یہہ اِلزام لگایا جاوے جیسا کہ سُقراط پر

ہوا کہ وہ خطرناک تعلیم دیتا ہی۔ اور یہہ بھی فرض کرو کہ فیلسوف مذکور
اِس بات سے آگاہ ہی کہ اگر وہ اِس تعلیم کو ترک نہ کریگا تو جان سے
مار ڈالا جائیگا۔ ایسے امر میں تین باتیں ممکن ہیں۔ پہلے اگر فیلسوف مذکور
اپنے اقرار پر ثابت نہ ہوا اور درحقیقت اپنی تعلیم کو حق نہیں جانتا تو وہ
بیشک اُس کا اِنکار کریگا اور اپنے تئیں بچاویگا۔ دوسری اگرچہ وہ اپنے
دل میں سچ یقین کرتے تو بھی پیش آیندہ موت کے ڈر سے اپنی جان
بچانے کے لئے اُسے ترک کریگا جیسا مشہور گلیلیوں کے حق میں ہوا۔
مگر ایک تیسری بات بھی ممکن ہی یعنی وہ فیلسوف نہ صرف راستباز
ہی بلکہ اپنے اعتقاد پر ثابت قدم ہو کر اُسکے ترک کرنے کی نسبت اپنی
جان دینا قبول کرتا ہی۔ پھر فرض کرو کہ شنکر اچارج کو جس سے تم
بخوبی واقف ہو بدھ یا جینس کے لوگوں نے جنکے ساتھ وہ اکثر
مباحثہ کرتا تھا قید کیا اور اُسے یہہ خبر دی گئی کہ علم ویدانت کو ترک کرے
نہیں تو جان سے مارا جاویگا۔ الغرض فرض کرو کہ یہہ شخص اپنے اقرار پر
قایم رہا اور یہہ تہدید انجام کو پہنچی یعنی وہ جان سے مارا گیا۔ اِس سے کیا

ثابت ہوتا ہی۔ بیشک یہہ ثابت ہوتا ہی کہ عالم مذکور صادق اور اپنی
رائے پر ثابت قدم تھا اور جو کچھ وہ کہتا تھا اُسے سچ و یقین جانتا
تھا۔ تو بھی اُس سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم ویدانت سچا ہی عالم نے اِس
رائے کے واسطے اپنی جان دیدی۔ خیر شاید اُس نے اِیسی رائے رکھنے
میں غلطی کی تاہم اُسکی کُل صداقت اور راستبازی کی تعریف کرتے
ہیں۔ مگر اُسکی رائے کی درستی اَور بات ہی کیونکہ باوجود ان سب باتوں کے
شاید اُس نے اپنی جان ناحق دیدی اور دھوکھے میں مر گیا یوں ہی
ہوتا ہی جب کوئی شخص فقط رائے کے واسطے مرجاتا ہی۔ مگر خداوند عیسی مسیح کے
شاگرد ایک حقیقت کے ثبوت میں مشہور ہوئے۔ وہ بڑی حقیقت جس کے
واسطے مسیح کے شاگردوں نے موت تک کی مصیبتیں اُٹھائیں یہہ تھی
کہ اُنکا اُستاد مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا اور بعد جی اُٹھنے کے وہ
لوگوں کے بڑے گروہ پر ظاہر ہوا اور اُنکی نظروں کے سامنے آسمان
پر چڑھ گیا۔ یہہ صرف رائے کی بات نہ تھی بلکہ ایک مقدمہ آشکارا تھا
اور محسوس چیزوں کی بابت جو حواس خمسہ سے آزمائے جانے کے لایق

قابل تھا۔ انجیل نویس اس بڑی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یعنی جسے ہم نے سُنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اور غور سے دیکھا اور ہمارے ہاتھوں نے چھوا اُسی کی بابت ہم تم کو خبر دیتے ہیں۔ یوحنا کا پہلا خط پہلا باب پہلی آیت پھر اور ہم نے دیکھا ہے اور گواہی دیتے ہیں۔ یوحنا پہلا خط ۴ باب ۱۴ آیت پھر اور ہم نے جب اُسکے یعنی مسیح کے ساتھ مقدس پہاڑ پر تھے یہہ آواز آسمان پر سے آتے ہوئے سنی۔ پطرس کا ۲ خط پہلا باب ۱۸ آیت اور اُنکی ایسی صاف عبارت ہے +

کیا لوگوں کو اپنے حواسوں پر اعتبار رکھنا چاہئیے کہ نہیں یعنی اُن باتوں پر جو وہ اپنی آنکھہ کان اور ہاتھہ سے معلوم کرتے ہیں یقین کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ اگر نہیں تو دنیا کے سب کاروبار یکلخت بند ہو جائینگے۔ پس ہم مجبور ہو کے اپنے حواسوں پر اعتبار رکھتے ہیں کیونکہ دوسری طرح سے کچھہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے خالق کی مرضی ہے کہ ہم ایسا کریں اور اگر ہم اپنے حواسوں پر اعتبار نہ کریں تو ہم دنیا میں نہیں رہ سکتے لیکن شاید کوئی شخص اس دلیل میں خلل اندازی کے لئے بڑی

کوشش کر کے یہہ اعتراض کرے کہ ممکن ہے کہ نہایت ضعیف العقل اور متعصب لوگوں نے فقط خیال کیا ہے کہ ہم نے ایسی چیزوں کو دیکھا یا سُنا یا چھوا ہے جنہیں حقیقت میں اُنہوں نے کبھی بھی دیکھا نہ سُنا نہ چھوا تھا۔ خیر جسقدر ہو سکے ہم اس اعتراض کو قبول کریں۔ یہہ تو سچ ہے کہ لوگوں نے بڑی حیرانی میں ہو کے خیال کیا ہے کہ ہم نے ایسی چیزوں کو دیکھا یا سُنا جو کہ حقیقت میں موجود نہ تھیں جیسا کہ وہمی لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم بھوتوں کو دیکھتے ہیں اور دیوانے تصور کرتے ہیں کہ ہم بہت سی باتوں کو دیکھتے اور سُنتے ہیں جنہیں اور لوگ نہ دیکھہ سکتے نہ سُن سکتے ہیں۔ تو بھی یہہ بات مسیح کے قدیمی شاگردوں کے حال سے کچھہ نسبت نہیں رکھتی ہے۔ شاید بسبب سخت موسم کے تنہائی اور تاریکی میں وہمی لوگ تصور کرتے کہ میں بھوت کو دیکھتا یا سُنتا ہوں مگر بھوت صبح ہوتے یا کسی دوسرے شخص کے آنے پر کافور ہو جاتا ہے لیکن مسیح کے شاگرد گواہی دیتے ہیں کہ وہ اپنے جی اُٹھنے کے بعد چالیس دن تک ہم پر ظاہر ہوتا رہا اور اکثر ہمارے ساتھہ بیٹھتا چلتا پھرتا بات چیت کرتا اور ہمارے سب شبہے اپنے جی اُٹھنے کی بابت

رفع کرتا رہا چنانچہ ایک بار پانسو ناظرین حاضر تھے پس جبتک ہم یہہ مانیں کہ مسیح کے تمام شاگرد دیوانے تھے تبتک یہہ ماننا ناممکن ہی کہ اُنہوں نے جیسا دکہتے ہیں درحقیقت دیکھا سنا اور چھوا ہی۔ کون حاکم یا پنچائت اُنکی گواہی نامنظور کریگی ٭

اِن تمام باتوں کا نتیجہ یہہ ہی کہ مسیح کے تمام شاگردوں نے اُن حقیقتوں پر جنکی بابت اُنہوں نے فریب نہ کھایا گواہیاں دیں۔ ہم دیکھچکے ہیں کہ وہ نہ فریب کھلانیوالے اور نہ فریب کھانیوالے تھے پس ایسی حالت میں یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اُنکی گواہی سچ ہی یعنی انجیل کی تواریخ کی اصلیت و معتبری ثابت ہوئی ٭

چوتھے یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نہ صرف انجیل نویسوں اور مسیح کے رسولوں کی گواہی رکھتے ہیں بلکہ اُن تمام شخصوں کی بھی جنہوں نے عیسوی مذہب کے ابتدا زمانے میں اُس پر اعتقاد رکھا پھر اِس امر میں بھی ثابت ہو سکتا ہی جیسا کہ اُوپر ہوا کہ وہ بھی نہ فریب کھانے اور نہ کھلانیوالے تھے۔ نہ فریب کھلانیوالے کیونکہ وہ بھی ستائے گئے

قید ہوئے اور مارے گئے۔ نہ فریب کھانیوالے کیونکہ ازروئے قاعدے گواہی کے اِن سب باتوں کی تحقیق کر سکتے تھے جو مسیح کی بابت کہی جاتی تھیں اور ہم اِس بات میں کچھ شک نہیں لا سکتے کہ جب مال و آزادگی اور زندگی اِس امر کے فیصلے پر منحصر تھی تو اُنہوں نے بغیر قوی دلیلوں کے اعتبار کیا ہو ٭

پانچویں انجیل کی معتبری اِس حقیقت سے بھی ثابت ہی کہ اکثر لوگوں نے جو عیسائی نہ تھے اُسکے حالی مضامین کا صاف صاف اِقرار کیا ہی۔ چھوٹا پلینی قریب ستر برس بعد وفات مسیح کے عیسائی لوگوں کا یوں بیان کرتا ہی کہ صرف صوبہ تھنیا ہی میں اُنکا ایک بڑا گروہ ہی اور وہ مسیح کو خدا سمجھکے اُسکی عبادت کرتے ہیں۔ اور مورخ طاسیٹس بیان کرتا ہی کہ عیسائی لوگ روم میں بادشاہ نیرو کے ہاتھ سے سخت ستائے گئے تھے یہہ قریب ۳۴ع بعد وفات مسیح کے واقع ہوا وہی مورخ صاف ذکر کرتا ہی کہ عہد نیابت پنطوس پیلاطوس اور عہد سلطنت بادشاہ طیبریاس کے مسیح خاص ملک

یہودیہ میں مارا گیا۔ مورخ ٹیسیٹس بھی ایسی حقیقتوں پر گواہی دیتا ہی۔ یہودی مورخ یوسیفس بہت سی سرگذشتوں کا جو کہ انجیل میں مندرج ہیں ذکر کرتا ہی +

صرف یہی نہیں بلکہ دین عیسوی کے جانی دشمنوں نے بھی قدیم زمانوں میں جرأت نہ کی کہ انجیلی احوال کی سچائی کا انکار کریں۔ یہہ عجیب بات ہی کہ عیسوی مذہب کے پہلے مخالف خواہ یہود خواہ غیر قوم صاف اقرار کرتے ہیں کہ وہ بڑی حقیقتیں جو مسیح کی حالت زندگی میں واقع ہوئیں ویسی ہی ہیں جیسا کہ اُنکا بیان انجیل میں ہوا۔ وہ ایسا اقرار کبھی نہ کرتے اگر یہہ حقیقتیں درحقیقت راست نہ ہوتیں +

چھٹویں اُن بڑے ماجروں کی خاص گواہی کے سوائے جو انجیل میں مندرج ہیں ہم اُس میں بہت سی کیفیتیں دیکھتے ہیں جو کہ یونانی اور لاطینی مصنفوں کی کتابوں سے بخوبی ثابت ہیں مثلاً اکثر شہر اور قوموں کا ذکر انجیل میں ہی جنکا مفصل بیان قدیم مورخوں نے کیا ہی جیسے شہر یروشلم قیصریہ دمشق انطاکیہ ترسس

اسکندریہ فلپی کارنتھہ روم وغیرہ شہروں کا ذکر اِس میں مندرج ہی۔ پھر اُنکے ملکی قانون دستور تواریخ مذہب اور اور بہت سی باتوں کا ذکر اسمیں ہی اگر انجیل اُس زمانے میں جس کا دعویٰ وہ کرتی ہی تصنیف نہ ہوتی تو ایسے ایسے ماجروں کا صحیح بیان محض غیر ممکن ہوتا۔ مگر سچ بات تو یہہ ہی کہ جسقدر ہم خبرداری سے انجیل کی کیفیت اور ماجروں کو اُنسے جو لاطینی اور یونانی مصنفوں نے بیان کیا ہی مقابلہ کرتے ہیں اُسیقدر ہم اُنکی صحت کے قائل ہوتے ہیں +

ساتویں نہ صرف قدیم یونانی اور رومی مصنفوں کی گواہی اِس مضمون پر ہی بلکہ اُس زمانے کے مقبرے اور طرح طرح کی یادگاریاں مثل سکہ تمغہ وغیرہ ابتک موجود ہیں۔ یہہ یادگاریاں اکثر عجیب طرح سے انجیل کی کیفیت اور ماجروں کو مستحکم کرتی ہیں۔ سکے ابتک زمین سے نکالے جاتے ہیں جو اٹھارہ سو برس سے زمین میں گڑے تھے ہر ایک پر وہی نوشتہ پایا جاتا ہی جس کا ذکر انجیل میں موجود ہی

اور سب باتوں میں اُسکی سچائی کے موافق ہیں ان یادگاریوں کی گواہیاں
نہایت ہی معتمد تصوّر کی گئیں +

میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پیشتر دو تین مثالیں لکھونگا
جو اُس دلیل کو جو تواریخ اور مقبرے موجودہ حال سے انجیلی احوال
کے ثبوت میں ملتی ہے صاف صاف ظاہر کرینگی۔ رسولوں کے اعمال
کی کتاب میں گالیو اخیا کا صوبہ دار کہلاتا ہے بعضے محققوں کی رائے
میں اُسکا لقب نایب ہونا چاہئے کیونکہ اگرچہ اخیا شروع میں صوبہ
اہل مجلسی تھا اور اُسکے حاکم کا لقب صوبہ دار تو بھی شہنشاہ طیبیریس نے
اخیا کو بادشاہی صوبہ گردانا تھا اس سبب سے اُسکے حاکم کا لقب بھی
بدلنا چاہئے ۔ مگر سوتونیس مورخ کی تصنیف میں ایک جملہ پایا جاتا
ہے جو انجیل کی کیفیت کو صحیح ٹھہراتا ہے کیونکہ اُس سے ظاہر ہے کہ شہنشاہ
کلاڈیس نے اس صوبہ کو پھر اہل مجلسی کیا اسلئے اُسکے حاکم کا خاص لقب
پھر صوبہ دار ہوا +

رسولوں کے اعمال کی کتاب میں ایک آیت ہے جو کچھ ایک

ابتری کا باعث تھی سرجیس پولوس آن ٹی پی ٹاس یعنی کپرس کا
صوبہ دار کہلاتا ہے حالانکہ عام یقین ہے کہ کپرس شہنشاہی صوبہ تھا اور
اس سبب سے اُس کا حاکم صرف نایب ہو سکا۔ مگر چند روز گذرے ایسے
سکّے دستیاب ہوئے ہیں جو سرجیس پولوس کے جانشین پرکلس کے
عہد میں ضرب لگائے گئے تھے اور اُس کا وہی لقب یعنی آن ٹی پی
ٹاس اُن سکوں پر پایا جاتا ہے۔ لاطینی تصنیفوں میں بھی کئی ایک جملے ہیں
جنسے ثابت ہے کہ وہ بیان جو رسولوں کے اعمال کی کتاب میں ہے
صحیح ہے +

ان دونوں باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالموں نے ایسی
باتوں کا کیسا سخت امتحان کیا ہے اور انجیل کی سچائی کیسی غالب
آئی ہے +

پانچواں خط

دین عیسوی کے معجزانہ ثبوت

ای عزیز دوستو- دلیلیں جو خطوط گذشتہ میں پیش کی گئیں میری دانست میں ہر ایک تامل کرنیوالے اور کشادہ دل کے قائل کرنے کو کافی ہیں کہ انجیلی تواریخ صحیح ہی جبتک کہ تمام قدیمی تواریخ کو نامعتبر نہ جانیں انجیلی تواریخ کو معتبر سمجھنا پڑیگا اور جبتک ہم اُن حقیقتوں کا بالکل انکار نہ کریں جو افلاطون اور ڈیماستھینس کی بابت یونانی تواریخ میں اور کیٹو اور سسرو کی بابت لطینی تواریخ میں مندرج ہیں تبتک ہم ان حقیقتوں کا جو عیسوی تواریخ میں خداوند عیسی مسیح اور اسکے رسولوں کی بابت مندرج ہیں ضرور اقرار کرینگے ۔

مگر یہ کہنا کافی نہیں کہ ہم اُن حقیقتوں کی بابت جو انجیل میں مندرج ہیں اتنی مضبوط دلائل رکھتے ہیں جتنی کہ اُن ممتاز شخصوں

کے حق میں جو یونان اور روم کے قدیم زمانے میں مشہور تھے کیونکہ حقیقتاً پہلے ماجرے پر بہت زیادہ اور قوی دلیلیں بہ نسبت دوسرے کے رکھتے ہیں- مثلاً ہم اُن باتوں پر جو انجیل میں مسیح کی زندگی اور موت کی بابت لکھی ہیں یقین کرنے کا زیادہ عمدہ سبب رکھتے ہیں بہ نسبت اُن باتوں کے جو زرکسس اور لیانہ داس کی لڑائی کی بابت لکھی ہیں جو مقام تھرمابلی پر واقع ہوئی یا قیصر جولیس کی بہادری کے کام جو ملک گال میں کئے گئے- تین جدا جدا قوموں کے علوم گویا ایک ہم مرکزی نقطہ بنکر اپنی پیوستہ روشنی اُن ماجروں پر دیتے ہیں جو خداوند عیسی مسیح کے زمانے اور اُسکے دین کے شروع میں واقع ہوئے یعنی لاطینی یونانی اور یہودی علوم باہم ملکر اُس معزز وقت کو روشن کرتے ہیں +

اب تواریخ کی بڑی باتیں اُن تینوں علموں میں سے صرف ایک ہی کی معتبری پر قابل یقین جانی جاتی ہیں بلکہ کبھی کبھی بعضے ماجروں کا بیان فقط ایک ہی شخص نے کیا ہی تو بھی اُنکی بابت کوئی

شک نہیں کرتا زن ذقن کے ماتحت دس ہزار آدمی کا پس پا ہونا صرف ایک ہی شخص بیان کرتا ہی تو بھی عام یقین ہی کہ وہ بیان سچا اور دلچسپ ہی +

پس انجیل کی تواریخ کی اصلیت نہایت ہی نادر ہی وہ بہت صاف اور قوی دلیلوں سے ثابت ہی اور کوئی قدیمی کتاب انجیل کے برابر اعتبار کے لایق نہیں ہی چاہیئے کہ ہر ایک ہندوستانی جوان ایسے یقین اور دلسوزی سے انجیل کا مطالعہ شروع کرے +

جب وہ یوں انجیل کو پڑھیگا تو اسکی حقیقتوں کی عجیب خاصیت پر جلد متوجہ ہوگا اور نیز اُس پر واضح ہوگا کہ خداوند عیسی مسیح نے کثرت سے معجزے دکھائے جیسے بیماروں کو چنگا کرنا اندھوں کو بینائی بخشنا بہروں کو سُننے کی طاقت دینا مُردوں کو زندہ کرنا اور خود مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور آسمان پر چڑھ جانا۔ یہہ اور بہت سے اور ایسے ماجرے جو انجیل میں مندرج ہیں اُن عجیب واقعات سے جنہیں ہم نے بچشم خود کبھی دیکھا ہو بالکل ناموافق ہیں۔

الغرض انجیل میں اکثر معجزوں کا بیاں پایا جاتا ہی دیکھا چاہیئے کہ ہم معجزے کا صاف اور آسان بیان کر سکتے ہیں کہ نہیں +

جب ہم اُن چیزوں پر جو ہمارے چاروں طرف دنیا میں موجود ہیں بغور نگاہ کرتے ہیں تو خواہ مخواہ قایل ہوتے ہیں کہ **خدا ہی** اور کہ اُسکی صفتوں میں قدرت اور دانائی مہربانی شامل ہی سوائے اِسکے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی تمام خلقت میں ہمواری اور موافقت صاف صاف بہ ترتیب دکھلائی پڑتی ہی۔ دن و رات آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کی گردش اور متفرق موسمیں اور ہزارہا چیزیں ہیں جو ایک معین ترتیب کے موافق عجیب اور غیر متبدل طور سے ہوتے جاتے ہیں۔ چٹان اُونچے سے کھلکر لڑھکے ہوئے غار میں گر پڑتے ہیں ندیاں برابر بلند زمین سے نشیب کو بہتی جاتی ہیں پس ہم ایک چیز کو دیکھکے دوسرے کو بتلا سکتے ہیں یعنی اُس کا اثر معلوم کر سکتے ہیں۔ اِس ہمواری کو خلقت کی ترتیب کہتے ہیں اور یہہ سب باہم معین قاعدے کے موافق جسے

خدا نے اپنی مرضی سے اپنے ہاتھہ کے کاموں کے واسطے مقرر کیا ہو
واقع ہوتی ہیں +

مگر انجیل صاف صاف بیان کرتی ہو کہ ایسے ماجرے واقع ہوئے
ہیں جو خلقت کے عام سلسلے سے باہر ہیں مثلاً جب کہا جاتا ہو کہ مسیح
نے مُردوں کو زندہ کیا ہر ایک جانتا ہو کہ یہہ اُن ماجروں سے جو ہم
دیکھتے ہیں بالکل الگ ہی کیونکہ مُردہ جہانتک کہ ہمارا تجربہ پہنچتا ہو ہرگز
جی نہیں اُٹھتا +

پس معجزے سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ ایسی قدرت عمل میں لائی
جائے جو خلقت کی عام ترتیب کی تبدیل کے قابل ہو +

میں عام معجزے خاص کر کے مسیح کے معجزے کی بابت جو کچھہ
بیان کرنا ضرور ہی تین فصلوں میں لکھونگا +

فوراً اعتبار کر لینا نہ چاہئے کہ معجزہ دکھلایا گیا جبتک کہ کافی
اور خاطر خواہ دلیلوں سے ثابت نہ ہوا ہو +

دُنیا میں اکثر قوموں کے لوگ نہایت ہی زود اعتبار ہوتے

ہیں چنانچہ جس ماجرے کو تم معجزہ کہنا چاہتے ہو کسی ناخواندہ ہندو سے
اُس کا ذکر کرو وہ فوراً اُسے معجزہ یقین کریگا - ہندوؤں کی کتابیں
عجیب قصّوں اور ماجروں سے بھری ہوئی ہیں جنہیں زمانہ حال کے
لوگ تجربے کے خلاف سمجھتے ہیں پڑھے ہوئے ہندو ان عجیب کہانیوں
کے سوحصّے میں سے ایک پر بھی اعتبار نہیں رکھتے جو وہ اپنے
دیوتاؤں اور اُنکے کاموں کی بابت سُنتے ہیں ویسا ہی یونانی اور
لاطینی تصنیفوں میں بہت سی عجیب حکایتیں شامل ہیں جنکو کوئی شخص
اعتبار کے لائق نہیں سمجھتا - مؤرّخ یہودی بہت عجائبات کا بیان
کرتا ہی بلکہ طاسی ٹس بھی جو لاطینی علوم کا سب سے زیادہ صاحب تمیز
مصنّف گِنا جاتا ہی اِس عیب سے محفوظ نہیں ہی مثلاً وہ بیان کرتا ہی
کہ شہنشاہ وسپشین نے دو شخصوں کو جنمیں سے ایک اندھا اور دوسرا
لنگڑا تھا شہر اِسکندریہ میں چنگا کیا اگرچہ ہم کو یقین ہی کہ مؤرّخ خود اُن
عجیب علاجوں کی اصلیت پر اعتبار نہیں رکھتا تھا تو بھی ہم جانتے ہیں
کہ وسپشین کے زمانے میں اکثر لوگ انہیں حقیقی جانتے تھے - زمانہ

حال میں کتاب ٹاسی ٹس کا کوئی پڑھنیوالا اس بات کو بیدریغ کہدیگا کہ اُس ماجرے میں کوئی معجزہ واقع نہیں ہوا۔ فی الحقیقت یونان اور روم کی تواریخ کو پڑھتے ہی ہم ایسے عجیب فسانوں کو گویا مٹا ڈالتے ہیں اور باقی پر اعتبار کرتے ہیں +

اور یہہ اسواسطے ہی کہ اکثر اوقات ہم کوئی کافی اور خاطر خواہ ثبوت نہیں پا سکتے ہیں کہ ایسے عجائبات حقیقت میں کبھی واقع ہوئے جب گواہوں کو بلا کے انکا امتحان لیتے ہیں جیسا کہ کچہریوں میں اکثر ہوتا ہی تو دلیلیں جو دعوی کئے ہوئے معجزوں کے ثبوت میں لائی جاتی ہیں بیفائدہ ٹھہرتی ہیں مثلاً محمدی لوگ بیقین جانتے ہیں کہ محمد صاحب سے بہت معجزے ظہور میں آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ بادل کا سایہ اُنکے اوپر رہتا تھا اور کھانا اور پھل اُنکے پاس آسمان سے لایا جاتا تھا اور یہہ بھی کہ جانور پہاڑ اور درخت و پتھر اطاعت کرکے اُنکی ثنا و تعریف کرتے رہتے تھے وغیرہ۔ یہہ سب کتاب حیات القلوب میں لکھا ہی +

اِس پر یہہ سوال اُٹھتا ہی کہ آیا کوئی قطعی ثبوت ہی کہ یہہ باتیں حقیقت میں ہوئیں۔ بعد تحقیق کے معلوم ہوتا ہی کہ وہ سب باتیں اُن حدیثوں میں شامل ہیں جو کہ محمد صاحب کی بابت مندرج ہیں سوائے اِسکے ہم دریافت کرتے ہیں کہ کوئی حدیث قلمبند نہیں ہوئی مگر محمد صاحب کی وفات کے ایک سو برس بعد بلکہ اُنہیں سے اکثروں کا سُراغ زمانہ حال سے تین یا چار سو برس تک ملسکتا ہی پھر ہم جانتے ہیں کہ زبانی حدیثیں نہایت ہی قابل تبدیل ہیں اور گر محمد صاحب کی وفات کے بعد ایک ہی سو برس کے عرصہ میں اُنمیں بڑی تبدیل واقع ہوئی ہوگی۔ الغرض ہم دریافت کرتے ہیں کہ محمدی فرقے اُن حدیثوں کی بابت آپسمیں بہت مختلف الرّاے ہیں بعضوں کے نزدیک اُنمیں سے ایک لاکھ سچ ہیں بعضے ۵،۲،۲ سچ مانتے ہیں بعضے ۵۲۶۵ اور بعضے فقط ۴۸۴۴ اور اَور ہیں جو کُل حدیثوں کی کتاب پر شک رکھتے ہیں پس ہم اِس اتفاق میں نہایت ہی گھبرا جاتے ہیں اور وہ

شخص فی الحقیقت زود اعتبار ہوگا جو کسی حکایت کو اس واسطے سچ جانتا ہے کہ وہ محمدی حدیثوں کی کتاب میں مندرج ہے +

اس بیان سے تم بآسانی پہلی بات کی ضرورت دیکھو گے یعنی یہہ کہ بڑی خبرداری سے اُن دلیلوں کی تحقیق کیجائے جو کسی فرضی معجزہ کے ثبوت میں لائی جاتی ہیں۔ اُن معجزات کی بابت بھی جو انجیل میں مندرج ہیں ہم نہایت ہی خوش و آرزومند ہیں کہ ایسی تحقیق ہو اور اس مضمون کی تحقیقات بخوبی کیجائے اور کسی بات پر جبتک مناسب اور قوی دلیلوں سے ثابت نہ ہو اعتبار نہ کیا جائے خود عیسوی مذہب ایسی تحقیقات چاہتا ہے چنانچہ اسکی تعلیم یوں ہے سب باتوں کا امتحان کرکے بہتر کو اختیار کرو +

پچھلے خط میں ہمنے عام طور پر انجیل کی معتبری کا بیان کیا اب ہم خاص کرکے اُسکے معجزوں کی معتبری پر غور کرینگے۔ دونوں حالتوں میں اکثر دلائل کسیقدر یکساں ہیں اِس دوبارہ ذکر کرنے سے باز رہنے کے لئے یہاں اُن دلیلوں کا مختصر بیان کیا جائیگا لیکن میں

تم سے التماس کرتا ہوں کہ چوتھا خط پھر مطالعہ کرو اور اُسکی دلیلیں اِس مضمون پر ملاؤ +

دوسرے ہم کامل اور قطعی گواہی رکھتے ہیں کہ وہ معجزے جو انجیل میں خداوند عیسیٰ مسیح سے منسوب کئے گئے فی الحقیقت ظہور میں آئے +

بیانات ذیل سے ایسی گواہی پائی جاتی ہے +

۱۔ مسیح نے صاف ذکر کیا کہ یہہ معجزے گواہ ہیں کہ میں خدا سے بھیجا گیا۔ اور عموماً کہا کہ اُنکی حقیقت پر تحقیقات کیجائے +

۲۔ اُسکے معجزے بہت ہی صاف اور صریح تھے اِسلئے اُنکی حقیقت یا فریب آسانی سے آزمایا جاسکتا۔ سوائے اِسکے مسیح نے اپنے معجزے نہ صرف دوستوں بلکہ دشمنوں کے روبرو عام میں کھلائے +

۳۔ اُسکے شاگردوں نے اُن معجزوں کو حقیقی جانا اور اُنکی سچائی کے ثبوت میں اپنی جان دیدی +

۴۔ یہودی اور غیر قوم لوگوں میں سے مسیح کے معجزوں کے

حقیقی ہونے پر قائل ہوئے اور وہ انکی حقیقت کے ثبوت میں شہید
ہوئے +

۵- اُسکے دشمنوں نے بھی اُسکے معجزوں کے حقیقی ہونیکا اقرار کیا +

انجیلی احوال کی سچائی کی بابت دشمنوں کے اقرار کا بیان جو
گذشتہ خط میں مذکور ہوا سو اُسکے معجزوں کے بیان پر بھی درست
آتا ہے مگر ایسے بھاری مضمون پر ذرہ اور بیان بھی ضرور ہے +

مسیح کے جیتے جی یہودیوں کا اقرار تھا کہ یہہ مرد بہت
معجزے دکھاتا ہے یوحنا کی انجیل ۱۱ باب ، ۴۷ آیت اُسکی موت
اور جی اُٹھنے کے بعد اُسکے شاگردوں نے اُسکے معجزوں کا ذکر کیا
جیسا کہ ان حقیقتوں کا ذکر ہوتا ہے اعمال ۲ باب ، ۲۲ آیت ایسا خیال
کرنیکا کوئی سبب نہیں کہ مسیح کے شاگردوں کی ایسی باتیں خواہ زبانی
خواہ تحریری عیسوی مذہب کے پہلے زمانے میں کبھی تردید کی گئیں +

بعد اسکے یہودیوں کی رائیں تالمود وغیرہ کے نوشتوں میں
شامل ہیں کتاب تالمود میں مذکور ہے کہ عیسی نے بہتیرے عجیب کام

دکھلائے اور کہ اُسکی قدرت جادوگری سے منسوب کی گئی بلکہ یہودیوں
کے سبب سے عداوتی نوشتوں میں جو خلاف مسیح ہیں صاف لکھا
ہے کہ وہ کوڑھیوں کے چنگا کرنے اور مُردوں کو زندہ کرنیکی
قدرت رکھتا تھا +



سیلسس اور بے دین مخالف مذہب عیسوی کے مسیح کے
کاموں سے نہایت پریشان ہوئے سیلسس نے چاہا کہ اُنکو
غیر حقیقی ٹھہراوے مگر وہ بھی مثل یہودیوں کے بار بار بیان کرتا ہے کہ
مسیح نے اُنکو جادوگری سے کیا یا اَور کسی طور سے بیان کرتا ہے۔ اُرجن
کہتا ہے اگر سیلسس جب انکار نہ کر سکا کہ مسیح سے عجیب کام حقیقت
میں واقع ہوئے کہتا تھا کہ وہ نظر بندی کی حیلے بازیاں ہیں تو بھی
اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُنکے واقع ہونیکا اقرار کرتا تھا +

جولین بھی اسی طرح اُن حقیقتوں کا اقرار کرتا ہے لیکن یہہ چاہا کہ
اِس دلیل کو جو مسیح کی الوہیت پر اُنسے نکلتی ہے اُڑا دے بیان کرتا

ہو کہ لنگڑوں اور اندھوں کو چنگا کرنا اور ناپاک روحوں کو آدمیوں پر سے دفع کرنا کچھ عجیب کام نہیں ہو +

پس ہم سیلسس اور جولین کے یہہ اقرار ان حقیقتوں کی بابت قبول کرتے ہیں پر اُس نتیجے کی بابت جو اُنسے حاصل ہوتا ہو بعد اسکے کچھ بیان کرینگے +

۶۔ سب سے نادر معجزوں کی یادگاری میں اُنکے واقع ہونے پر آئین دین ورسم مقرر ہوئے اور وہ اُس وقت سے زمانہ حال تک چلے آئے ہیں +

یوں ہفتے کے پہلے روز کو مقدس رکھنا اور اُس دن کو خدا کی عام عبادت کے واسطے جمع ہونا مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی یادگاری میں مقرر ہوا +

رسم بپتسما اور عشاء ربانی مسیح کی موت اور جی اُٹھنے سے متعلق ہو انجیل میں لکھا ہو کہ مسیح نے عشاء ربانی کو مقرر کیا اور اِس رسم کو ہمیشہ ماننے کا حکم دیا۔ یہہ دلیل قطعی ہو۔ ان رسموں کا اُسوقت کے

بعد مقرر ہونا غیر ممکن تھا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ہر شخص گواہی دیسکتا کہ یہہ رسم نئی ہو اور اُس کا جدید ہونا اُسکے جھوٹھے ہونے پر کافی دلیل ہوتی اور یہی دلیل دوسری رسوم کی بابت بھی صادق آتی ہو +

ای عزیزو مجھے یقین ہو کہ اِنمیں سے ایک ہی دلیل مسیح کے معجزوں کو حقیقی ثابت کرنیکے لئے کافی ہو اور جو سب کو باہم ملا دیں تو لاجواب ٹھہرینگی پس اِنمیں سے ایک چن لیں اور اُس پر تھوڑی دیر تک غور کریں۔ مثلاً تیسری دلیل مذکورہ بالا۔ اب ہم خیال کریں کہ ایسے ماجرے اگر آج کل واقع ہوتے تو ہم اُنکو کسطرح شمار کرتے۔ فرض کرو کہ بارہ شخص جنکی معتبری اور ہوشیاری کا مجھے کامل یقین ہو اور میں اُنہیں مدت سے جانتا ہوں تحمل سے ایسے عجیب کام کا تفصیلوار بیان کریں جو اُنکی آنکھوں کے سامنے واقع ہوا اور جس میں اُنکا فریب کھانا غیر ممکن ہو اگر ملک کا حاکم اُس احوال کی خبر سُنکر اُنکو اپنے حضور طلب کرکے یہہ تہدید کرے کہ تم اِس عجیب کام میں یا تو فریب ہونیکا اقرار کرو ورنہ تم کو پھانسی دی جائیگی اور اگر وہ ہم آواز ہوکے

فریب یا دغابازی ہونیکا اِنکار کریں حالانکہ یہہ خوف اُنکو الگ الگ
سنایا گیا ہو اور تو بھی اُنکے اثر میں کچھ فرق نہ ہوا اور آخر کو وہ خوف
انجام کو پہنچے اور اگر میں اُنکو متواتر دیکھتا رہتا ہوں کہ وہ سچائی کا اقرار
کرنے اور اُس کا اِنکار کرنے کے عوض شکنجے میں کھینچا جانا اور پھانسی
پانا منظور کرتے رہے تو کیونکر میں اُس عجیب کام کی حقیقت میں
واقع ہونیکا اِنکار کرسکوں اور مجھے یقین ہے کہ دُنیا میں کوئی ایسا
شخص نہیں جو اُنپر اعتبار نہ کرے - بیان مذکورہ بالا مسیح کے معجزوں
کے حقیقی ہونے پر دلیل قطعی ہے - دو اَور بھاری باتیں ہیں جنپر کچھ اَور
تامّل کرنا چاہیئے اگرچہ وہ مضمون بالا کے مطابق قوی نہیں ہیں ؞

۷- مسیح کے معجزے اُن عجائبات سے جنکا ذکر غیر قوموں کی
دینی کتابوں میں خواہ قدیمی خواہ زمانہ حال کی ہیں پایا جاتا ہے بالکل
وہ مختلف ہیں +

یہہ فرق صاف صاف واضح ہوگا اگر میں تمسے اُن معجزوں کا
ذکر کروں جو ہندو مانتے ہیں جیسے اگست منی سمندر کا سیر بھر پانی

پی لینا اور جب وہ سب پانی اُسکے بدن سے باہر نکل آیا تو وہی
کھارا ہو جاتا ہے +

شیو نے اپنے بیٹے گنیش کا سر کاٹ ڈالا اور اُسکے بدلے
ہاتی کا سر لگا دیا اور کرشن نے اپنے دوستوں کو پانی کے طوفان سے
بچانے کے لئے اُنکے سروں پر ایک پہاڑ کو اپنی اُنگلی پر سنبھال
رکھا - اور جو عجائبات قدیم یونانی اور رومی کتابوں میں مندرج ہیں
ہندوؤں کے عجائبات کے برابر ہیں +

محمدی لوگوں کی حدیثیں اُنکے نبی کے معجزوں کی بابت ویسی
ہی ہیں محمد صاحب نے چاند کو دو ٹکڑے کرکے اُن ٹکڑوں کو اپنی
دونوں آستینوں میں لیا علی ہذالقیاس +

میں نہیں چاہتا کہ ایسی خاص دلیل سے تمہیں عاجز کروں
کیونکہ اگر وہ تمہارے خاطر خواہ نہ ہو تو ہمیں اُس سے باز آنے میں کچھ نقصان
نہیں ہے - مگر تم صاف صاف دریافت کروگے کہ ایسے مضمون میں
بعضی باتیں نہایت ہی وہمی اور مضطرب کرنیوالی ہیں کیونکہ اُن

عجائبات میں معجزوں کی فراوانی بلکہ فضولی معلوم ہوتی ہے اور اُنکے سُننے سے حواس پریشان اور عقل سرگردان ہوتی ہے وہ مثل اُن عجیب باتوں کے ہیں جو آدمی خواب میں دیکھا کرتے ہیں اور وہ دریائے قوت کی پریشان موجیں ہیں اُنکے سُننے سے یہہ خیال از خود پیدا ہوتا ہے کہ اُن سبھوں کی علت غائی کسی اور آسان اور سہل طریقے سے حاصل ہو سکتی تھی ٭

مسیح کے معجزے ایسے نہ تھے وہ کبھی بے موقع اور خیالی نہ تھے وہ حقیقتاً بڑی قدرت کے ظہور تھے جو صحیح و اعلیٰ تھے۔ اُسنے بیماروں کو چنگا کیا اندھوں کو بینائی بخشی بہروں کو سُننے اور لنگڑوں کو چلنے کی طاقت عطا فرمائی اور مفلسوں کی ضروریات رفع کی اور بعضے خاص موقعوں پر اُس نے مُردوں کو بھی زندہ کیا یہہ معجزے اُن عجائبات سے جو مذکور ہوئے کیسے مختلف ہیں ٭

۸۔ ایک بات اور قابل غور کے ہے یعنی اُن مقصدوں کی قدر جنکے لئے مسیح کے معجزے ظہور میں آئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ انکے بغیر مناسب سبب

کے معجزے کیوں دکھلائے جاویں۔ مگر اکثر اُن عجائبات میں سے جو ہندو دیوتاؤں سے منسوب ہیں باقرار لیلا یعنی کھیل اور بعضے بغیر کسی خاص سبب کے دکھلائے گئے۔ برعکس اسکے مسیح کے معجزے بڑے مقصد کے واسطے یعنی اُسکی الوہیت اور رسالت کے ظہور اور ثبوت میں دکھلائے گئے وہ اُسکی قدرت اور مہربانی کے قوی دلائل تھے اُسنے خود اپنے کاموں کی نسبت دعوی کیا کہ یہہ قطعی ثبوت ہیں کہ میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں ٭

پس دیکھو یہہ سب باتیں اُسکی الہٰی رسالت پر کیسا علاقہ رکھتی ہیں ٭

تیسرے۔ چونکہ معجزے جو مسیح کی طرف منسوب ہیں حقیقت میں واقع ہوئے اِسلئے اُنسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے ٭

اُسکے کام ظاہراً فوق الانسانیت تھے۔ ظاہر ہے کہ کوئی انسانی طاقت کسی شخص کو جو چار روز سے مُردہ قبر میں پڑا ہو جلا نہیں سکتی اور نہ کوئی نرا انسان اپنے تئیں مُردوں میں سے اُٹھا سکتا ہے

جیسا کہ خداوند عیسی مسیح نے کیا ایسے کاموں میں کوئی بھی شک نہیں رکھہ سکتا کہ قادر مطلق خدا کا ہاتھہ اُنمیں تھا۔ پس ہم مجبور ہوکر اقرار کرتے ہیں جیسا کہ ایک یہودی نے مسیح سے کہا کہ کوئی یہہ معجزے جو تو دکھاتا ہے دکھا نہیں سکتا جب تک کہ خدا اُسکے ساتھہ نہ ہو یوحنا کا ۳ باب ۲ آیت +

غیر معتقد یہودیوں کے اعتراضوں کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہیئے اکثروں نے اِن عجیب کاموں کو جنہیں مسیح نے کیا دیکھا اور اقرار کیا پر اِس بات کے قبول کرنے پر راضی نہ تھے کہ یہہ اُسکے خدا کی طرف سے ہونے پر ثبوت ہیں +

پھر اُنہوں نے کہا کہ وہ دیوؤں کے سردار کی مدد سے دیوؤنکو نکالتا ہی متی ۹ باب ۳۴ آیت۔ اُنہوں نے دیکھا اور اقرار کیا کہ اُسکے کام اِنسان کی طاقت سے باہر ہیں پس اِسلیئے کہ وہ قبول کرنا نہیں چاہتے تھے کہ یہہ سب کام خدا کی طرف سے ظاہر ہوتے ہیں شیطان کی طرف منسوب کرنے کے سوائے اُنہیں اور کچھ موقع

نہ ملا۔ مسیح نے خود کہا کہ میرے سب کام شیطان کی بادشاہت کو نیست کرنیوالے ہیں وہ سب کام مہربانی اور پاکیزگی کی مراد سے کیئے گئے تھے اِس سبب سے کسی بدخواہ اور ناپاک وجود سے سرزد نہیں ہو سکتے یہہ دلیل قاطع ہے۔ مسیح کے سب کام اور باتیں خدا کے جلال اور بنی آدم کی نیکبختی کے بڑھانے کے واسطے تھیں وہ صداقت کے خدا کی مطلقاً شایان اور جھوٹھہ کے بانی کی خاصیت کے بالکل خلاف تھیں یہہ بیان نہیں کیا جا سکتا کہ ناپاک روحوں کی طاقت اور دانائی کسقدر ہے۔ شاید وہ اِنسان سے بہت زیادہ دانائی اور طاقت رکھتی اور اِستعمال میں لاتی ہیں اِسلیئے جب ہم کوئی طاقت اِنسانی طاقت سے زیادہ دیکھتے ہیں تو بالیقین نہیں کہہ سکتے کہ وہ حرکت خدا سے ہوئی۔ وہ اِنسانی طاقت سے بیشک فوقیت رکھتی ہے لیکن شاید فرشتوں کی وہ طاقت سے باہر نہیں اور قادر مطلق کا ہاتھہ اُسمیں نہ تھا اور اگر وہ فرشتہ کی طاقت سے واقع ہوئی تو ہم کیونکر معلوم کریں کہ اُسکا بانی نیک یا

بدفرشتہ تھا۔ اُسکا جواب دینا مشکل نہیں ہے۔ اگر اُس کام میں فوق الانسانیت کے ساتھہ اخلاقی خوبی بھی دیکھی جاتی ہے جو ہمارے دلوں میں خدا کے شایاں علوم دیتی ہے تو ہم اُسکو خدا کا کام بوسیلہ یا بے وسیلہ کہنے میں کچھہ شک نہیں رکھہ سکتے اور اگر اُس کام کو فرشتہ نے بھی کیا ہو تو ضرور وہ فرشتہ پاک تھا جس نے خدا کے حکم کے مطابق کیا اور غیر ممکن ہے کہ وہ فرشتہ جن ہو +

یہودیوں کے اِس اعتراض پر ذرا غور کرنا چاہئیے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اِس بھاری مضمون کی تحقیق میں ہر ایک مشکل تمہارے سامنے سے دور کیجائے۔ تم جانتے ہو کہ ہندوستان میں اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ بڑے بڑے کام بعضے اشخاص سے واقع ہوتے ہیں جو بھوتوں سے دوستی رکھتے ہیں یا جن میں بھوت بستے ہیں جہانتک میرا تجربہ ہے ایسا خیال کرنیکا کوئی سبب میں نے نہیں پایا کہ یہہ خلل اور کام اور باتیں جو اُنکے ساتھہ ہوتی ہیں ذرا بھی فوق الانسانیت ہیں +

مگر یہہ بات کہنی کہ کسی شخص پر ہندوستان میں آج کل بھوت نہیں سماتا ہے بے لحاظی ہے اور یہہ کہنا کہ ایسی بات کبھی واقع نہیں اور نہ ہوسکتی ہے نہایت گستاخی ہوگی۔ پس ایسے شیطانی اختیار کے ماجروں کو خواہ حقیقی خواہ ریائی تحقیق کرو اور تم دیکھوگے کہ جتنا فرق روشنی اور تاریکی میں ہے اُتنا ہی فرق مسیح کے معجزے اُن ماجروں سے رکھتے ہیں۔ جو کام ہندوستان میں بھوتوں سے منسوب کئے جاتے ہیں اکثر خلاف عقل در ہنسنے کے لایق ہیں بعضی حالتوں میں بدخواہی کے لایق ہیں اور شاید کبھی کبھی وحشت کے خیالات پیدا کرتے ہیں اور بعض حالات میں کراہت کے موجب ہیں الغرض ہر حال میں وہ زشت اور ناپسندیدہ ہیں۔ اور مسیح کے بزرگ اور مہربانی کے کاموں سے کیسے نامشابہ ہیں جنسے آسمانی پاک روشنی چمکتی ہے جو ہر ایک دل کو جو گناہ کی تاریکی کو پیار نہیں کرتا قایل کرتی اور کھینچتی ہے پس اب ہم اِس بات کے مضمون پر غور کرکے نتیجہ نکالیں +

عیسی المسیح کے کام طاقت فوق الانسانیت اور نیز مہربانی اور

پاکیزگی کے صاف ظہور تھے اور اِس بات کا انکار کرنا کہ وہ شخص جس نے اِن کاموں کو کیا خدا کی طرف سے بھیجا نہ گیا تھا محض عقل کے خلاف ہی۔ غیر معتقد یہودیوں کا یہہ اعتراض کہ وہ کام شیطانی طاقت سے کئے گئے نامعقول ہی کیونکہ اگر ہم یہہ اقرار کریں کہ خدا شیطان کو ایسے عجیب کام کرنے کی کافی طاقت دے سکتا ہی تو بھی یہہ خیال کرنا کہ شیطان نے ایسا کام کیا یہہ سمجھنا ہی کہ گویا شیطان پاک و نیک و مہربان شخص تھا یعنی کہ شیطان شیطان نہیں ہی +

ضمیمہ خط بالا

تعلیم یافتہ جوانوں کو دو تین اَور باتیں اِس مضمون پر مفید ہونگی +

وہ کام جو مسیح سے واقع ہوئے انجیل میں متفرق ناموں سے لکھے گئے ہیں جیسا کہ کام نشان قدرتیں اور عجائبات +

وہ نہ فقط اسکی الوہیت کے ثبوت میں کئے گئے مگر وہ اسی

کے ظہور تھے اور اسکی قدرت دانائی نیکی محبت پاکیزگی کے بھی ہاں آفتاب صداقت کے جلال کے خروج تھے ۔ وہ اکثر گویا تعلیم کے وجود تھے جو دیکھنے اور معلوم کرنے کے لائق تھے +

عیسوی مذہب کے دشمنوں نے معجزے کا بیان یوں کیا ہی کہ وہ خلقت کے قاعدے کو توڑ دینا ہی یہہ تفسیر بالکل بیجا ہی +

کبھی کبھی عیسوی مذہب کے دوستوں نے معجزوں کا بیان یوں کیا ہی کہ وہ خلقت کے قاعدے کا روکنا ہی یہہ تفسیر موافق نہیں ہی بہر حال نکمی اور مغلق ہی +

لفظ معجزہ حقیقت میں دو مطلب پر استعمال کیا جاتا ہی کبھی کبھی اُس سے یہہ مراد ہی کہ کوئی کام جو فوق الانسانیت ہی یعنی وہ کام جو انسان کی طاقت سے باہر ہی۔ اور کبھی کبھی اُس سے مراد ہی وہ کام جو کہ صرف الہٰی قدرت سے ہو سکتا ہی اِس معنے کی تفاوت پر خوب غور کرنا چاہیئے +

جب خلقت کے ربط کو خدا سے روکے جانے اور معجزے

واقع ہونے کی بابت کہتے ہیں تو یہہ ظاہر ہو کہ ان دو طوروں میں سے ایک یا دوسرا ہو سکتا ہی +

پہلے وہ خدا کے خاص چاہنے سے ہو +

دوسرے اُسکی قدرت سے خلقت کے ایک قاعدے پر ایسا اثر ہو کہ وہ اَور کسی دوسرے قاعدے کو رُوکے +

اِس دوسرے کی مثال کے واسطے ہم اُس بڑے ماجرے کا ذکر کریں جو بنی اِسرائیل کے واسطے بحیرۂ قلزم پر واقع ہوا۔ لکھا ہی کہ خداوند نے بسبب شدت شرقی آندھی کے تمام رات میں بحیرہ کا پانی پیچھے کی طرف کو چلایا اور اُسکو خشک کر دیا اور پانی کو دو حصے کیا اور بنی اسرائیل بحیرہ کے بیچ میں سے سوکھی زمین پر ہو کے گذر گئے اور اُنکے دہنے اور بائیں پانی کی دیوار تھی۔ پانی کا بذاتہٖ پیچھے کو ہٹنا ثند ہوا سے رُک گیا خلقت کا ایک قاعدہ دوسرے سے باز رکھا گیا تو بھی معجزہ حقیقی اور عجیب تھا گویا خدا نے صرف اپنی مرضی سے اُسے بلا وسیلہ کیا تھا +

چھٹواں خط

دین عیسوی کی گواہی نبوت سے

اَی عزیز دوستو۔ دین عیسوی کی سچائی کی ایک بڑی دلیل اُن نبوتوں میں سے جو بَیبل میں درج ہیں نکلتی ہی۔ عہد عتیق اور عہد جدید دونوں میں اُن واقعات کا بیان ہی جو کہ وقت بیان سے آیندہ ہونیوالے تھے۔ اور یہہ باتیں یہانتک بکثرت ہیں کہ اُن باتوں کی سچائی کے لئے کافی وقطعی دلیل ٹھہرتی ہیں۔ پس اگر یہہ باتیں اُس پیشین گوئی کے مطابق پوری ہوئی ہوں تو اُسکے منجانب اللہ ہونیکا انکار غیر ممکن ہی ورنہ اُسکو جھوٹھا ٹھہرانا اور رد کرنا چاہئے +

نبوت سے پیشین گوئی مراد ہی یعنی کسی آنیوالی بات کو قبل از وقوع بیان کرنا جو کہ انسان کے فہم اور دریافت سے باہر ہی انسان میں طاقت نہیں کہ آیندہ ماجروں کو دریافت کرے وہ تو صرف

گذشتہ اور حال کی باتوں سے کچھ نتیجہ نکالکے بذریعہ اُسکے ایسی آنیوالی باتیں بیان کرسکتا ہے جنکا پورا ہونا اغلب ہے۔ دُنیا میں سب سے عقلمندوں سے بہت تھوڑے ہیں جو اُن واقعات کی پیشینگوئی میں کچھ بھی جرأت کرسکتے ہیں جو اُنکے زمانے سے بہت مدت بعد ظہور پاوینگے +

مگر بیبل میں صدہا ماجروں کی بابت جوکہ اُس وقت سے بہت زمانے کے بعد ہونیوالے تھے صاف اور آشکارا بیان ہے +

یہہ قول راست ہے کہ پیشین گوئی معجزہ ہے۔ اکثر معجزے تو قدرت کے ہیں مگر پیشین گوئی علم کا معجزہ ہے قدرت اور علم کے معجزوں میں یہہ تفاوت ہے کہ اوّل کا ثبوت اُسکے واقع ہوتے ہی ظاہر ہوتا ہے پر دوسرے کا ثبوت اُس وقت ہوتا ہے جب وہ پیشین گوئی پوری ہوتی ہے +

پس ہم دریافت کریں کہ پیشین گوئی دین عیسوی میں کیا درجہ رکھتی ہے مذہب کا مختصر انتظام عہد عتیق اور جدید کے مطابق یہہ

ہے کہ انسان بذاتہ گناہ کی پریشانی میں پڑا ہے اور کہ پھر خدا کی مہربانی حاصل کرنے کے لئے خدا مسیح میں مجسم ہوا جسکی پاک زندگی اور کفارہ کی موت نے معافی اور آسمانی مبارکبادی کی راہ کھولدی اور یہہ ظہور الوہیت انسان میں بعد چار ہزار برس گذشتہ ہونے بنی آدم کے واقع ہوا اور بیبل کے مطابق مسیح ٹھیک وقت پر یعنی خدا کے خاص ارادہ پورا کرنے کے واسطے بنی آدم کی رہائی کے لئے عین وقت پر آیا۔ تاکہ جو لوگ بزمانہ ماضی دُنیا میں تھے اپنا ایمان اور بھروسا اُس قادر نجات دہندہ پر رکھیں جوکہ ہنوز نہ آیا تھا اور ضرور تھا کہ پیشین گوئیاں بھی ہوں یعنی اُسکے آنے اور کاموں اور مرتبے وحالت زندگی وموت اور جی اُٹھنے کا بیان ہو بغیر اِن پیشین گوئیوں کے اُن لوگوں کا مذہب جو قبل از آمد مسیح تھے اِن لوگوں کے مذہب سے جو بعد اُسکے آنیکے ہوئے بالکل تفاوت رکھتا اور نجات کا بندوبست دُنیا کے سب زمانوں میں یکساں نہ ہوسکتا جسطرح تواریخ ہمارے کام میں آتی ہے اُسیطرح پیشین گوئیاں اُن

لوگوں کے کام میں آئی تھیں جو قبل ظہور مسیح کے تھے۔ پہلے ایمان دار آمد مسیح کے منتظر تھے اب ہم اُسکے پیرو ہیں لیکن بہرحال مسیح وہی منظر و مرکز ہی جس پر سب ایمانداروں کی آنکھیں لگ رہی ہیں +

بعضی اور پیشین گوئیاں بنی اسرائیل اور اُن قوموں کی بابت جنکے علاقے میں وہ آئی تھیں مذکور ہیں جیسا کہ ملک مصر و ارام و ادوم و بابل و سور وغیرہ ان پیشین گوئیوں کا مطلب جیسا کہ قدیم ایماندار لوگ سمجھتے تھے ایک آسان مثال سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہی۔ فرض کرو کہ کوئی بیٹا جو ابتک اپنے باپ کے گھر اور خبرگیری اور حفاظت میں رہا ہو کسی دور کے ملک میں جہاں ہر قسم کی برائیاں ہوں جانیکا قصد کرے اور وہاں ہر وقت اُنکو دیکھے اور امتحان میں پڑے تو اُس کا باپ کیسا فکرمند ہوگا کہ بیٹے کو جانے سے پیشتر اُن سب خطروں سے جو اُسے پیش آوینگے صلاح و آگاہی دیوے اور اگر جانے کہ بیٹا کیسی مصیبت میں مبتلا ہوگا تو ضرور پہلے ہی بتاویگا۔ اسی طرح خدا بھی اپنے لوگوں سے سلوک کرتا ہی اور جب وہ مناسب سمجھتا ہی اُنہیں آگاہ

کرتا اور پیشین گوئی دیتا ہی کہ کونسے ماجرے اُنپر اور سب قوموں پر گذرینگے۔ اب دیکھئے کہ وہ پیشین گوئی جو پہلے ایک بھاری کام کے واسطے ہی بعدہٗ ایک اور مطلب جو اوّل سے کچھ کم قدر نہیں ہی اُس سے نکلتا ہی یعنی جب کوئی پیشینگوئی پوری ہوتی ہی وہ کہنیوالے کے علم کی فوقیت پر ایک خاطرخواہ اور قطعی دلیل ہوتی ہی۔ مثلاً اسطرح وہ پیشینگوئیاں جب دی گئیں یہودیوں کو نہایت مفید اور باعث ترقی و ہدایت تھیں اب عیسوی مذہب کی سچائی پر خاطرخواہ دلیل ہیں ہر ایک برکت کا وعدہ جو کہ فرمانبرداری پر موقوف تھا اور ہر ایک تہدید سزا جو نافرمانی پر موقوف تھی جب وہ پیشینگوئی پوری ہوئی تو پاک نوشتوں کی سچائی پر ایک قوی دلیل ٹھہرتی ہی +

پس پاک نوشتوں میں خود پیشینگوئی کی کیفیت اس طرح پائی جاتی ہی۔ چنانچہ تم بہ آسانی سمجھوگے کہ پیشینگوئیاں جو پاک نوشتوں میں درج ہیں ضرور بکثرت ہونگی اور نہایت ضرور تھا کہ قدیم کلیسیا اُس آنیوالے بزرگ منجی سے بخوبی آگاہ ہو اور اُن خاص

ماجروں سے جو کہ اُس کلیسیا اور گرد نواح کی قوموں پر آنیوالے تھے صاف خبر پاوے ۔۔

الغرض پیشینگوئی کی دلیلیں بافراط ہیں یہانتک کہ اُنکا مفصل بیان اِس چھوٹی کتاب میں نہیں ہو سکتا +

بلکہ وہ پیشینگوئیاں بھی جو صرف مسیح کی بابت ہیں یہاں درج نہیں ہو سکتی ہیں ۔ پادری مارن صاحب کے انٹروڈکشن یعنی ایک چھوٹی کتاب میں جس سے بہت ہندوستانی لوگ آگاہ ہیں صرف مسیح کی پیشینگوئیاں معہ اُنکے پورے ہونے کے پندرہ ورقوں میں مندرج ہیں پس صرف چند سب سے مشہور پیشینگوئیوں کا یہاں بیان ہو سکتا ہے +

پہلے اُن پیشینگوئیوں کا ذکر کریں جو خود مسیح نے فرمائیں وہ چار درجوں پر ہیں ۔ ۱ پیشینگوئیاں جو اُسکی موت اور اُن ماجروں سے جو اُسکی موت سے علاقہ رکھتے ہیں متعلق ہیں ۲ پیشینگوئی اُسکے جی اُٹھنے اور عروج کی بابت ۳ پیشینگوئی اُسکے شاگردوں

کے احوال میں ۴ پیشینگوئی شہر یروسلم کے غارت ہونے کی بابت +

اپنی موت اور اُن ماجروں کی بابت جو اُس سے متعلق تھے مسیح نے صاف کہدیا ۔ پہلے جگہ جہاں وہ ہونیوالی تھی جیسا متی کی انجیل ۱۶ باب ۱۲ آیت میں درج ہے ۔ اُس وقت یسوع اپنے شاگردوں کو خبر دینے لگا کہ ضرور ہے کہ میں یروسلم کو جاؤں اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں سے بہت دُکھ اُٹھاؤں اور مارا جاؤں اور تیسرے دن جی اُٹھوں ۔ دوسرے اُس کا وقت اور ماجرے جو اُس سے متعلق تھے یعنی ایک شاگرد کی بے ایمانی اور دوسروں کا بھاگ جانا اور سردار کاہن اور فقیہوں کی صلاح بد جیسا کہ آیندہ آیتوں سے یہہ سب باتیں صاف ظاہر ہونگی ۔ دیکھو متی کی انجیل ۲۰ باب ۱۸ آیت اور جب یسوع یروسلم کو جاتا تھا راہ میں بارہ شاگردوں کو الگ لیجا کے اُنسے کہا دیکھو ہم یروسلم کو جاتے ہیں اور ابن آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں کے حوالے کیا جائیگا اور وہ اُسے

قتل کا حکم دینگے - پھر مرقس کی انجیل کے ۱۴ باب ۱۸ آیت - جب وہ
بیٹھکے کھانے لگے یسوع نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایک تم
میں سے جو میرے ساتھ کھاتا ہی مجھے پکڑوائیگا - پھر یوحنا کی انجیل ۱۶ باب
۳۲ آیت دیکھو وہ گھڑی آتی ہی بلکہ آچکی کہ تم میں سے ہر ایک پراگندہ
ہوکے اپنی راہ لیگا اور تم مجھے اکیلا چھوڑ دوگے تو بھی میں اکیلا نہیں
کیونکہ باپ میرے ساتھ ہی - پھر اُسنے اپنی موت کی طرح یعنی صلیبی بتائی
پوشیدہ نہ رہے کہ اس طرح کی موت یہودیوں کے بیچ میں بالکل
نامعلوم تھی - رومیوں نے فقط اپنے غلاموں کے لیے مقرر کی تھی
تو بھی مسیح نے صاف کہا کہ مجھ پر یہی موت واقع ہوگی دیکھو متی کی
انجیل ۲۰ باب ۱۹ آیت یعنی مسیح کو غیر قوموں کے حوالے کرینگے
تاکہ ٹھٹھوں میں اُڑاویں اور کوڑے ماریں اور صلیب پر کھینچیں - اُسنے اپنے
جی اُٹھنے کی پیشینگوئی کی جیسا کہ مرقس کی انجیل ۱۰ باب ۳۴ آیت میں
درج ہی اور وہ اُسے یعنی مسیح کو ہنسی کرکے کوڑے مارینگے اور اُس پر
تھوک کے قتل کرینگے اور وہ تیسرے دن جی اُٹھیگا - یہہ

پیشینگوئی ایسی صاف تھی کہ اُسکے دشمنوں نے اُسے سمجھکے خوب
کوشش کی کہ پوری نہ ہونے پاوے - متی کی انجیل ۲۷ باب ۶۲ سے
۶۶ آیت تک درج ہی دوسرے روز جو تیاری کے دن کے بعد ہی
سردار کاہنوں اور فریسیوں نے پلاطوس کے پاس جمع ہوکے کہا
ای خداوند ہمیں یاد ہی کہ وہ دغاباز اپنے جیتے جی کہتا تھا کہ میں تین
دن کے بعد جی اُٹھونگا پس حکم کر کہ تیسرے دن تک قبر کی نگہبانی کی
جاوے مبادا اُسکے شاگرد رات کو آکر اُسے چرا لیجاویں اور لوگوں سے
کہیں کہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہی تو پچھلا فریب پہلے سے بڑا ہوگا
پلاطوس نے اُنہیں کہا تمہارے پاس پہرا ہی جاؤ اور جیسا جانو
نگہبانی کرو سو وے گئے اور پتھر پر مُہر کرکے اور پہرا بٹھا کے قبر کی نگہبانی
کی - اُسنے اپنے صعود کی بھی پیشخبری دی جیسا کہ یوحنا کا ۶ باب
۶۲ آیت پس اگر انسان کے بیٹے کو اوپر جہاں وہ آگے تھا چڑھتے
دیکھو تو کیا ہوگا اور اُسنے صاف بتلایا کہ میرے شاگردوں کی
حقارت کیجاویگی اور وہ اپنے ہموطنوں اور اَور لوگوں سے نکالے

اور ستائے جاوینگے اور انمیں سے بہت مارے جائینگے دیکھو یوحنا
کی انجیل ۱۵ باب ۱۹ آیت اگر تم دُنیا کے ہوتے تو دُنیا اپنوں کو
پیار کرتی پر اِس لئے کہ تم دُنیا کے نہیں ہو بلکہ میں نے تمہیں دُنیا
سے چُن لیا ہی اِس واسطے دُنیا تم سے عداوت رکھتی ہی پھر انجیل یوحنا
کا ۱۶ باب ۲ و ۵ آیت وہ تم کو عبادت خانے سے نکالدینگے بلکہ وہ گھڑی
آتی ہی کہ جو کوئی تمہیں قتل کرتا ہی گمان کریگا کہ خدا کی بندگی بجا لاتا ہوں
لیکن میں نے تمہیں یہہ باتیں کہیں تاکہ جب وہ گھڑی آوے تم یاد
کرو کہ میں نے تمہیں کہا - پس ہم یہاں غور و تامل کرکے دریافت کریں
کہ کس مکار نے کہیں جُرأت کی کہ اپنے جی اُٹھنے اور آسمان پر چڑھنے
کی پیشینگوئی کرے - اور سوائے مسیح کے کس نے اپنے شاگردوں کو
جتایا کہ مجھ پر ایمان لانے سے شرم اور دُکھ و موت اُٹھانا پڑیگا حقیقت
میں کوئی مکار شاگرد جمع کرنے کے لئے کبھی اُس طور پر کوشش
نہ کرتا ✢

انجیل کی سب سے بڑی اور عجیب پیشینگوئیوں میں سے ایک

یروسلم کے غارت ہونے کے باب میں ہی دیکھو لوقا کی انجیل ۲۱ باب
اور متی کی انجیل ۲۴ باب - یہہ پیشینگوئی قریب ۴۰ برس پیشتر پورا
ہونے کے کہی گئی اور اُس وقت بقدر رسائی فکر انسان کے کوئی
احتمال نہ تھا کہ ایسی بات واقع ہوگی شہر یروسلم اُس وقت رومیوں
کے تحت و تصرف میں تھا اور یہودی لوگ بالکل مغلوب اور مطیع تھے
تس پر بھی مسیح نے شہر و ہیکل کے غارت ہونے اور اُن ماجروں
کی جو اُس سے متعلق تھے خبر دی اور یہہ باتیں عموماً کہی نہ گئیں بلکہ
نہایت ہی صاف اور خاص بیان کیا ہی - یہودی مورخ یوسیفس نے
اِن سب باتوں کے ٹھیک پورے ہونیکا بیان کیا ہی اور مخفی نہ رہے
کہ اُسنے حتی المقدور ایسی باتوں کے لکھنے سے جنسے عیسوی مذہب کی
سچائی ثابت ہوتی تھی اپنا قلم باز رکھا مسیح نے کہا کہ شہر یروسلم کے غارت
ہونے سے پیشتر جھوٹھے مسیح یعنی ایسے شخص جو دعوی کرینگے کہ ہم وہی
مسیح ہیں جسکی خبر عہد عتیق میں ہی اُٹھینگے اور یہہ بھی خبر دی کہ وقت
پیشینگوئی سے شہر کے غارت ہونے تک بڑی بڑی مصیبتیں پیش

آوینگی ۔ اُسنے لڑائیوں اور لڑائیوں کی افواہ و اکال و مری اور بھونچالوں کی بھی خبر دی اور اُسنے اپنے شاگردوں سے صاف کہا کہ یہہ کال وغیرہ مصیبتوں کا شروع ہوگا تب وہ تمہیں اذیت میں ڈالینگے اور یہہ بھی فرمایا کہ یہہ سب مصیبتیں میرا مذہب دور تک پھیلنے سے باز نہ رکھینگی اور اُسنے ایک صاف نشان بھی بتا دیا تاکہ وہ قبل از وقوع آفت شہر سے بھاگ سکیں یعنی جب شہر فوجوں سے گھیرا جاوے باشندوں کی مصیبتیں ۔ اور شہر و ہیکل کے بالکل تباہ ہونے کی بھی خبر دی ۔ بلکہ اُسنے اور زیادہ باریک باتوں کی بھی آگاہی بخشی اور صاف کہا کہ اس بڑی آراستہ ہیکل کا پتھر پر پتھر نہ رہیگا اور تمام شہر بالکل مسمار ہوگا اور برگزیدہ لوگوں کی خاطر وہ محاصرہ تھوڑے دن تک رہیگا اور یہودی مقید ہوکر تمام دوسری قوموں میں بھیجے جائینگے چنانچہ یہہ سب ماجرے واقع ہوئے ۔ تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ عیسائی لوگ جو یروسلم میں رہتے تھے اُن دہشتناک مصیبتوں سے جو یہودیوں پر واقع ہوئیں بچ گئے اِسواسطے کہ مسیح

کی باتوں پر اعتقاد رکھکے اُس مردود شہر سے اُن نشانوں کو جسکی خبر مسیح نے دی تھی دیکھتے ہی بھاگ نکلے ۔ اُن پیشینگوئیوں اور اُنکے پورا ہونے کے درمیان ایسی موافقت تھی کہ یوسیبیس ایک قدیم مسیحی مصنف نے یوسیفس کی تواریخ یہود سے بہت باتیں انتخاب کرکے ثابت کیا ہی کہ یہہ پیشینگوئیاں حقیقت میں الہام الہی ہیں اور مسیحی مذہب کی اُسی پر کافی دلیل ہی +

عہد عتیق میں بھی ایسی پیشینگوئیاں بافراط ہیں جنکے پورے ہونے سے دین عیسوی کی سچائی بخوبی ثابت ہوتی ہی ان خطوں کے انتظام کے مطابق چاہیے کہ عہد عتیق کی تحقیق انجیل کی تحقیق کے بعد ہووے اِس سبب سے اُن پیشینگوئیوں کا مفصل بیان یہاں نہیں ہو سکتا تو بھی ایسے بھاری مضمون کو بغیر کچھہ غور کیے چھوڑنا مناسب نہیں ہی پس اِس کتاب کے تتمہ کو کھولکر اُن باتوں کو جو عہد عتیق کی قدامت اور اصلیت اور اعتبار کے باب میں لکھی ہیں پڑھے بعد اُسکے اُن باتوں کی طرف جو کہ اُن پیشینگوئیوں کے پورے

ہونیکے باب میں اُس میں درج ہیں رجوع کیجئے۔ شاید اُس وقت کے لئے یہی کافی ہی کہ تم یاد رکھو کہ عہد عتیق کم سے کم تین سو برس مسیح کی پیدایش سے پیشتر لکھا گیا کیونکہ اُس کا ایک ترجمہ عبرانی سے یونانی زبان میں جو ملک مصر میں ۲۸۵ برس قبل از مسیح ہوا اور جلدی اُن سب ملکوں میں جہاں یونانی زبان بولی جاتی تھی یہودی لوگوں کے مطالعہ میں آیا ہمارے مطلب کے لئے یہی کافی ہی کیونکہ کوئی شخص اِس بات کا اِنکار نہیں کر سکتا کہ اُنکی پیشینگوئیوں کا پورا ہونا بعد تین سو برس اُنکے کہے جانے سے ثابت کرتا ہی کہ لکھنے والے اِلہامی طاقت رکھتے تھے بات ایک ہی ہی خواہ پیشینگوئی ماجرے کے واقع ہونے سے دوسو یا ہزار برس پیشتر ہوئی کیونکہ دونوں حالت میں علم غیب ثابت ہی +

عہد عتیق میں پیشینگوئیوں کا خاص مضمون خود مسیح ہی جب کوئی شخص اُن پیشینگوئیوں کا جو کہ مسیح کے حق میں ہی بیان کرنا شروع کرتا ہی تو وہ اُنکی کثرت سے نہایت متعجب ہوتا ہی کیونکہ وہ حقیقتاً صدہا

ہیں ہیں اُنمیں سے چند ایک بطور نمونہ کے لکھتا ہوں بیبل کے شروع میں ایک نجات دہندہ والے کی خبر ہی جسکے باب میں لکھا ہی کہ وہ عورت کی نسل سے پیدا ہوگا دیکھو پیدایش یعنی موسیٰ کی پہلی کتاب ۳ باب ۱۵ آیت اور اُسی آیت سے گلتیوں کے ۴ باب ۴ آیت کو مقابلہ کرو اِس میں لکھا ہی جب وقت پورا ہوا تب خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہو کے شریعت کے تابع ہوا پھر لکھا ہی کہ وہ ابراہیم کی نسل یہودا کے فرقے اور داؤد کے خاندان سے معین وقت پر شہر بیت اللحم میں دوسری ہیکل کے غارت ہونے سے پیشتر پیدا ہوگا دیکھو پیدایش کی کتاب ۲۲ باب ۱۸ آیت اور گلتیوں کا ۳ باب ۱۶ آیت پھر پیدایش کی کتاب ۴۹ باب ۱۰ آیت پولوس کا خط عبرانیوں کو ۷ باب ۱۴ آیت اشعیاہ نبی کا ۱۱ باب ۱ آیت یرمیاہ نبی کا ۲۳ باب ۵ و ۶ آیت میکاہ نبی ۵ باب ۲ آیت متی کی انجیل ۲ باب ۱ آیت پھر لکھا ہی کہ ایک شخص الیاہ نبی کی مانند اُسکے آنے کے پیشتر ظاہر ہوگا ملاکی نبی کی کتاب ۴ باب ۵ آیت میں مرقوم ہی

کہ دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں الیاہ
نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا اِس آیت سے متی کی انجیل ۱۱ باب
۱۴ آیت کو مقابلہ کرو۔ اور اِس نجات دینیوالے کے باب میں لکھا ہے
کہ وہ کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اُسکا نام عمانوئیل
رکھینگے۔ پھر وہ بڑے معجزے دکھلاویگا جنسے اُسکی بیحد قدرت اور
حکمت ظاہر ہوگی اشعیاہ نبی کا ۶۱ باب ۱ سے ۳ آیت تک دیکھو اور
اس پیشینگوئی کے پورا ہونیکا بیان لوقا کی انجیل ۴ باب ۱۷ آیت سے
۲۱ آیت تک درج ہے اور پھر خبر دی کہ وہ اپنے لوگوں سے رد کیا جائیگا
دیکھو اشعیاہ نبی کی کتاب ۵۳ باب ۲ و ۳ آیت اور یوحنا اِس
پیشینگوئی کے پورے ہونے کی بابت اپنی انجیل میں یوں لکھتا ہے
کہ وہ اپنوں پاس آیا اور اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ پھر نبیوں نے
صاف بتلایا کہ لوگ اُسے ٹھٹھوں میں اُڑاکے کوڑے مارینگے اور اُس پر
تھوکینگے اور اُسکے ہاتھ پانوں چھیدے جائینگے اور وہ نہایت سختی سے
مارا جائیگا تو بھی وہ سڑنے نہ پائیگا اور نہ قبر کی بند میں رہیگا

دیکھو اشعیاہ نبی کا ۵۳ باب ۸ آیت۔ دانیال کا ۹ باب ۲۶ آیت۔
کتاب زبور ۱۶ باب ۱۰ آیت اور رسولونکا اعمال ۲ باب ۲۹ و ۳۱ آیت۔
یہہ بات قابل غور ہے کہ یہ پیشینگوئیاں مسیح کے حق میں ظاہراً
ایسی مختلف معلوم دیتی ہیں کہ پڑھنے کے وقت شاید کوئی کہیگا کہ
یہہ سب باتیں ایک ہی شخص میں پوری نہیں ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ ایک
جگہ میں وہ فتحمند بادشاہ کہلاتا ہے اور دوسری جگہ میں مظلوم
اور غمزدہ اور کہ وہ قتل کیا جائیگا۔ پھر ایک جگہ میں وہ مرد غمناک
اور آشنائے رنج کہلاتا ہے اور دوسری جگہ میں خدائے قادر۔ تو
بھی یہہ سب ظاہری مختلف باتیں مسیح میں عجیب طور پر ملتی ہیں۔
اب اشعیاہ نبی کی کتاب کے ۵۳ باب کو کھولو اور اُسے شروع
سے آخر تک بغور پڑھو۔ سوائے مسیح کے وہ اور کسی کی طرف
اِشارہ نہیں کرتا مگر اُسی کے حق میں عجیب طور پر پورا ہوتا ہے
اُسی ایک باب نے بہت منکروں کو قائل کیا ہے کہ پاک نوشتے
یعنی بائبل منجانب اللہ ہیں۔ مثلاً جان ومت ارل راچسٹر ایک نہایت

ہی نصیحت تو بھی فاسق منکر شخص جو انگلستان کے بادشاہ چارلس دوم
کے زمانے میں مشہور تھے اکثر دین عیسوی کو ٹھٹھے میں اڑایا کرتا تھا
مگر مرنے سے چند روز پیشتر مسیح کا معتقد ہوا۔ لحاظ کیجیے کہ اُس نے
صاف صاف اقرار کیا کہ باب مذکورہ بالا کے پڑھنے سے میرا فہم
بخوبی قایل ہو کے میرا دل مسیح کی طرف رجوع ہوا +

عہد عتیق میں بہت سی پیشینگوئیاں اُن مشہور قوموں کی بابت
بھی ہیں کہ جنکی تواریخ کو ہم اُن پیشینگوئیوں سے مقابلہ کر کے اُنکی
سچائی کی تحقیق کر سکتے ہیں مثلاً بنی اسرائیل کے پراگندہ ہونے کی
خبر استثنا کی کتاب کے ۴ باب ۲۷ آیت میں یوں پائی جاتی ہے کہ
خداوند تم کو پراگندہ کریگا اور تم قوموں کے درمیان جہاں خداوند تمہیں
ہانک لیجائیگا تھوڑے سے رہجاؤگے۔ اور یرمیاہ نبی کی کتاب
۴۶ باب ۲۸ آیت میں خبر ہے کہ اگرچہ وہ قومیں جنکے بیچ میں بنی اسرائیل
اسیری میں نیست و نابود ہونگے یہہ خاص قوم یعنی بنی اسرائیل بچ
رہیگی اور ویسا ہی ہوا۔ پھر مصر کی بابت اگرچہ وہ قدیم بادشاہتوں میں

نہایت مستقیم شہر تھا پیشینگوئی ہے کہ اُسکی سلطنت یہاں تک گھٹ
جائیگی کہ ساری مملکتوں میں زیادہ حقیر ہوگی یہہ پیشینگوئی بھی
وقوع میں آئی۔ اسور کے عالیشان دارالسلطنت نینوہ کے حق میں
نبی صفنیاہ کی کتاب کے ۲ باب ۱۳ آیت میں لکھا ہے کہ وہ یعنی
خدا نینوہ کو ویران اور جنگل کے مانند خشک کر دیگا اور مخفی نہ رہے
کہ یہہ پیشینگوئی بہت دن گذرے ٹھیک ٹھیک پوری ہوئی کیونکہ
شہر نینوہ بالکل تباہ اور ویران ہو گیا۔ بابل کی بابت جو کہ قدیم
شہروں میں سب سے نامور اور سرفراز تھا اشعیاہ نبی کی کتاب ۱۳ اباب
۱۹ و ۲۰ آیت میں یہہ عجیب پیشینگوئی ہے۔ اور بابل جو مملکتوں کی حشمت
اور کسدیوں کی بزرگی کی رونق ہے سدوم اور عمورا کی مانند ہوجائیگی
جنکو خدا نے اُلٹ دیا وہ ابد تک آباد نہ ہوگی اور پشت در پشت
کوئی اُس میں نہ بسیگا۔ بموجب ان باتوں کے مسافر لوگ جو اُس
جانب گذرتے ہیں یہہ بیان کرتے ہیں کہ اُسکے کھنڈروں میں قبرستان
کی سی خاموشی رہتی ہے۔ اور شہر صور کی بابت جس کا بازار تحفہ اور

تجارت کے سبب تمام دنیا میں مشہور تھا اور جسکے سوداگر شہزادے
اور جسکے بیوپاری دنیا کی عزت والے بنے لکھا ہی کہ میں اُسے ننگی
چٹان کردونگا وہ سمندر کے درمیان جال بچھانیکا مقام ہوگا۔ بموافق
اِس پیشینگوئی کے سور کا عمدہ اور مشہور بندر بالکل نیست و نابود
ہوگیا یہانتک کہ صرف مچھووں کی چھوٹی چھوٹی ڈونگیاں بمشکل داخل
ہوسکتی ہیں اور بروس صاحب سیاح سور کے بیان میں لکھتا ہی
کہ وہ ایک چٹان ہی جس پر مچھوے اپنے جالوں کو سکھایا کرتے ہیں +

اور پیشینگوئیاں بھی ہیں جو کہ پوری ہونے کے سبب اُنکی
مانند عجیب اور قابل لکھنے کے ٹھہری ہیں مگر ہمارے مطلب کے لئے
کافی ہیں +

اِس بات کا زیادہ تحقیق کرنا بیفائدہ معلوم دیتا ہی کیونکہ اگر
کوئی کتاب جسکی سچائی ایسی دلیلوں سے ثابت ہوتی ہی سچ نہیں
ہی تو تمام دنیا میں کونسی کتاب قابل یقین اور برقرار ٹھہر سکتی ہی +

ای عزیز دوستو میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم ایسی قایل کرنیوالی

دلیلوں سے اپنے دلوں کو سخت نہ کروگے مگر بائبل کی خود عبارت
سے اقرار کروگے کہ نبوت کی بات آدمی کی خواہش سے کبھی
نہیں بلکہ خدا کے مقدس لوگ روح القدس کے وسیلے بولتے تھے +

ساتواں خط

دین عیسوی کے الہامی ہونے کے باطنی ثبوت

عزیز دوستو۔۔ دین عیسوی کی ظاہری دلیلوں کے بیان میں
گذشتہ خطوط کافی ہونگے۔ اب میرا مقصد فقط یہہ ہی کہ ان بھاری
اور مقدم دلیلوں کا مختصر بیان کروں جنسے انجیل کی سچائی
ثابت ہوتی ہی اور اگرچہ گذشتہ بیان نہایت ہی اختصار کے
ساتھ ہوا تو بھی میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ کافی ہوگا ہر ایک متلاشی جو سچائی
حاصل کرنیکا مشتاق ہی اور سرگرمی سے ہدایت الہی کا خواستگار ہی اپنے

دل میں یقین کریگا کہ اِن چند ورقوں سے دین عیسوی کے الہامی ہونے کی سچائی ثابت ہوتی ہے ◆

ابھی ہمارا کام نصف بھی پورا نہیں ہوا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ ہم نے ابتک صرف ظاہری دلیلوں پر غور کیا ہے۔ پر اب باطنی دلیلوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۔۔

ظاہری اور باطنی ثبوت کا تفاوت جیسا کہ چاہیئے بیان ہو چکا ہے اِس تفاوت پر لحاظ کرنا ضرور ہے پر جدا جدا دلایل لکھنا کچھہ ضرور نہیں فی الواقع ایسا کرنا دشوار ہے۔ اِسواسطے کہ کبھی کبھی وہی دلیل کسی قدر ظاہری اور کسی قدر باطنی ہوتی ہے اور جب کہ ہم مذہب عیسوی کے باطنی ثبوت کی تحقیق کرتے ہیں تو گویا اُسی کی حقیقت دریافت کرتے ہیں ہم یہہ نہیں پوچھتے کہ پیغام کس طرح پہنچایا گیا یا پیغامبر کون ہے مگر اس بات کو دریافت کرتے ہیں کہ یہہ پیغام کیسا اور کیا ہے آیا یہہ پیغام ایسا ہے جیسا قادر مطلق سے ہونا چاہیئے اور کیا یہہ مذہب اُسکی پاک ذات کے لائق ہے کہ نہیں ؟

شاید تم کہو گے کہ ایسے سوالوں کا جواب دینا مشکل ہے۔ تم نے بٹلر صاحب کے علم فلاسفہ کا کچھہ مطالعہ کرکے معلوم کیا ہے کہ پیشتر سے بتانا کہ خدا کیا کریگا اور کیا نہ کریگا بہت دشوار ہے مگر تم نے درحقیقت اِنسانی جہالت کی بابت کچھہ دریافت کیا ہے۔ میں بھی اقرار کرتا ہوں کہ ایسے سوالونکا جواب دینا آسان نہیں ہے مگر ایک اور بات سے معلوم ہوگا کہ جس قدر تم اُسکو مشکل سمجھتے ہو ویسا نہیں ہے مسیحی مذہب یا تو خدا سے ہے یا اِنسان سے ہے۔ ہم کئی وسیلوں سے خدا کی ذات اور طریقوں کی بابت بہت جانتے ہیں اور متفرق وسیلوں سے اِنسان کی ذات اور اُسکے طریقوں کی بابت بہت زیادہ جانتے ہیں ◆

پس دو کسوٹی ہیں جن سے ہم مسیحی مذہب کو جانچ سکتے ہیں۔ پہلے ہم اُسکو اُن باتوں سے مقابلہ کرسکتے ہیں جنہیں ہم خدا کی بابت جانتے ہیں اور یوں دریافت کریں کہ آیا اغلب ہے کہ یہہ مذہب منجانب اللہ ہے کہ نہیں۔ دوسرے ہم اُسکو اُن باتوں سے جو کہ اِنسان کی بابت

جانتے ہیں مقابلہ کر سکتے ہیں اور یوں دریافت کریں کہ آیا یہہ مذہب انسان کا بنایا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ نہیں +

اس تحقیق کے شروع میں ہم پہلے دریافت کریں کہ مذہب مسیحی صرف انسان کا بنایا ہوا معلوم دیتا ہی کہ نہیں +

دین عیسوی کے پہلے منادی کرنیوالے یہودی تھے اور ہم جانتے ہیں کہ اس زمانے کے یہود لوگوں کے کیا خیال تھے۔ وہ اپنے اسلاف یعنی آباو اجداد اور ملک اور دین اور ہیکل اور اپنے ہر ایک طریقے پر متفاخر تھے اور رومیوں سے شکست کھا کر اس اجنبی حکومت کے تحت میں جیسے ہو کے ہمیشہ باہم سازش کرتے تھے کہ رومیوں کی حکومت غارت کر کے اپنی قدیمی عملداری قایم کریں اور وہ نہ صرف رہائی چاہتے تھے بلکہ امید قوی رکھتے تھے کہ وہ مسیح جس کا ذکر عہد عتیق میں درج ہی دنیاوی فتحمند کے طور پر آکے ہمارے سب دشمنوں کو شکست دیگا اور تمام دنیا کی حکومت یہودی قوم کو عنایت کریگا۔ سوا اسکے انکا نہ صرف یہہ خیال تھا کہ ہمارا اکیلا مذہب سچا

ہی بلکہ یہہ بھی کہ وہ اپنی سب سے باریک خصوصیت کے ساتھہ ابد تک قایم رہیگا +

پس اگر مسیحی مذہب انسان کا بنایا ہوا ہوتا تو یہہ بات سمجھنا بہت مشکل ہی کہ کیوں رسولوں نے خود ان دایوں کو قبول کیا جن کے بیان اور جاری کرنے میں مشغول رہے کیونکہ وہ انجیل میں صاف بیان کرتے ہیں کہ مسیح کی بادشاہت اس دنیا کی نہیں ہی اور رعایا کو حکم دیتے ہیں کہ اپنے حاکموں کے مطیع رہیں۔ اور انکی تصنیفات میں ایسی تعلیم بالکل پائی نہیں جاتی کہ یہودی لوگ تمام دنیا کی قوموں پر بادشاہت کرینگے۔ علاوہ اسکے وہ یہودی مذہب کے طریقے ماننے کی قطعاً ممانعت کرتے ہیں۔ یہہ باتیں یہودیوں کو حد سے زیادہ بُری لگتی تھیں اور بخوبی معلوم ہی کہ وہ بہ نسبت غیر قوموں کے مذہب مسیحی کے سخت دشمن تھے۔ وہ تبدیل جو رسولوں نے جاری کی صرف دینی اصلاح نہ تھی بلکہ یہودی لوگوں نے اُسے انقلاب سمجھا بقول انکے دنیا کا زیر و زبر کرنا پس یہاں ایک دوہری دلیل

پائی جاتی ہی پہلے اگر حواری ایک مذہب ایجاد کرتے تو ایسی رائیوں کو جو عقیدہ یہود سے بالکل برخلاف تھیں اختیار کرنا نہایت مشکل ہوتا۔ دوسرے وہ کبھی ایسا مذہب جاری نہ کرتے جو بضرورت اُنپر اُنکے ہموطنوں سے سخت حقارت لاتا +

مگر شاید اُنہوں نے ایسے مذہب کو ایجاد کیا جو غیر قوموں کے بیچ بہت ہی پسندیدہ ہوتا۔ دیکھا چاہئیے غیر قوموں کے بعضے علماء نے اپنا گمان مسیحی مذہب کی بابت اپنی کتابوں میں درج کیا اور اُنکی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہی کہ یونانی اور رومی فیلسوفوں نے مدت تک اس مذہب کو حقیر جانکے اُسکا شدت سے سامھنا کیا کسواسطے کہ پہلے اِس مذہب نے اُنپر حملہ کیا اُن وہمی قیاس اور مباحثوں کے درمیان جنسے علما لوگ ایسی بہت خوشی پاتے تھے دین مسیحی یوں تھا کہ خداوند فرماتا ہی کہ اس جہان کی حکمت خدا کے آگے بیوقوفی ہی مسیحی منادوں نے روم اور اتھینی کے فاخر فیلسوفوں کو سمجھایا کہ تم بھی عوام کی مانند کمبخت گنہگار اور قہرِ خدا میں گرفتار ہو اور اسی سبب سے اُس نجات

کے محتاج ہو جسے مسیح نے تمہارے اور سبھوں کے لیے صلیب پر حاصل کیا۔ اِن باتوں سے اُنکے دل غصہ سے بھر گئے۔ اور وہ فی الفور مسیحی مذہب کے برخلاف بولنے اور لکھنے لگے۔ پھر غیر قوموں کے عوام الناس اُس مذہب سے نفرت رکھتے تھے عیسائی غیر قوموں کے معبودوں کی مخالفت کرتے تھے اور اِسواسطے کہ وہ ظاہری صورت کی پرستش نہیں کرتے تھے غیر قوم کے جاہل عوام الناس نے اُنکو دہریا اور بیدین شمار کرکے خیال کیا کہ اُنکے قتل کرنے سے ہمارے معبود بہت خوش ہونگے۔ پس اگر حواری ایسے مذہب کو ایجاد کرنا چاہتے جو غیر قوموں کو پسند آتا تو وہ دین مسیحی کی ایسی رسمیں کبھی جاری نہ کرتے +

جو کچھ میں نے اُس مخالفت کی بابت جو یہود اور غیر قوموں نے دین مسیحی سے کی بیان کیا تواریخ سے صاف و آشکار ہی تین سو برس تک عیسائی حقارت میں رہے اور سختی سے ستائے اور بیرحمی سے مارے گئے اور ہمیشہ اپنی جان کے خطرے میں رہے کیونکہ وہ نہیں

جانتے تھے کہ کس وقت عوام الناس خفا ہو کے اپنے دستور کے
موافق چلاویں کہ عیسائی لوگوں کو شیروں کے سامھنے لیجاؤ۔ بالیقین
اگر فرض کیا جائے کہ حواریوں نے ایسی غلطی کی کہ ایسے نامعقول مذہب
کو ایجاد کیا تو جب اُنکو معلوم ہوتا کہ ہم اُسی کے سبب حقارت اور
قید اور موت کے خطرے میں پڑے ہیں تو بالضرور فوراً اُسے تبدیل
کرتے۔ کوئی شخص کم بخت ہونا نہیں چاہتا ہے مگر ظاہراً قدیمی عیسائی
سارے آدمیوں سے زیادہ کم بخت تھے یہہ بات سمجھ سے بعید ہے
کہ ہوشمند آدمی اپنے تئیں ایسا کم بخت بناوے بجز اطاعت خدا
اور اِس اعتقاد کے کہ اُسکا فضل زندگانی سے بہتر ہے یہہ محال ہے +

پس صاف و آشکار ہے کہ اگر کوئی شخص اُس حالت میں ہو کے
جس میں کہ دین مسیحی کے جاری کرنیوالے تھے ایک نیا مذہب ایجاد
کرنا چاہے تو ہرگز وہ ایسا مذہب جاری نکرتا نہ یہہ کہ ایسا مذہب
ہے کہ انسان کسی حالت میں اُسے ایجاد کرتا بلکہ وہ بالکل انسانی غرور کے
خلاف ہے کیونکہ انسان اپنے فہم اور علم پر فخر کرتا ہے گر مسیحی مذہب اُسکو

سکھلاتا ہے کہ اگر وہ حقیقت میں عقلمند ہونا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ پہلے
اپنے تئیں وہ نادان سمجھے اور پھر خدا سے دانائی مانگے بیبل کی مانند
تمام دنیا میں کوئی کتاب غرور کے مٹانیوالی نہیں ہے۔ وہ قبائی
دعوی باطل انسان کو اُتار کر اُسکو برہنہ کر دیتی ہے کیا یہہ گمان ہو سکتا ہے
کہ ایسا طریقہ انسان کا بنایا ہوا ہے +

پس ثابت ہے کہ مسیحی مذہب انسان سے نہیں ہے۔ اب ہم
اُن دلیلوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ جیسا خدا سے ہونا چاہئے
ویسا ہی مسیحی مذہب ہے +

پہلے وہ کامل مطابقت جو بیبل کے تمام نوشتوں میں پائی جاتی
ہے اُسکے منجانب اللہ ہونیکی ایک کامل دلیل ہے +

مسیح کا تذکرہ چار جدا جدا مصنفوں نے لکھا ہے تو بھی اُنکے
بیان میں کچھ اختلاف پایا نہیں جاتا۔ اور فی الحقیقت اُنکی عبارت
میں کچھ فرق ہے مگر اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک نے دوسرے کی
تصنیف سے نقل نہیں کی ہے لیکن اُنکے مضمونوں میں باہم ایسی مطابقت

پائی جاتی ہی کہ ثابت ہوتا ہی کہ وہ مصنف اُن واقعوں سے جنکا بیان وہ کرتے تھے بخوبی آگاہ تھے - پھر ایک اور کتاب موجود ہی جس میں رسولوں کے اعمال کا ذکر ہی اور بہت خط جنہیں پانچ نے اُن رسولوں میں سے لکھا اور اُنہیں مصنفوں کا اکثر تذکرہ ہی اور ان سب کتابوں کی تحقیق بار بار ہوئی ہی گواہوں کی مانند کچہری میں بار بار اُنکی آزمایش اور بازپرسی ہوئی تاکہ معلوم ہو کہ اُنکی گواہی ٹھیک مطابقت رکھتی ہی یا نہیں مگر امتحان خواہ دوستوں یا دشمنوں سے جب کبھی کہ ہوا ہمیشہ ایک ہی نتیجہ نکلا بلکہ بجائے تفاوت کے آزمایش کے وقت عجیب موافقت ظاہر ہوئی - انگریزی میں سب سے دلچسپ کتابوں میں سے ایک کتاب پادری پیلی صاحب کی تصنیف ہوری پالینی نام ہی جس میں صاحب موصوف نے کتاب اعمال کی حقیقت اور ماجروں کو اُن احوالوں سے جو رسولوں کے خطوط میں مندرج ہیں مقابلہ کیا ہی اور وہ موافقت جو اُسنے نکالی بہت عمدہ اور نادر ہی گویا

گواہوں کا پختہ امتحان ہوا اور اُنکی سب باتوں میں کامل موافقت نکلی +

ایسی مطابقت بیبل کے سب دینی مسایل میں پائی جاتی ہی +

اِس دلیل کی تقویت اُس وقت ظاہر ہوتی ہی جب ہم دیکھتے ہیں کہ ازابتداے تحریر بیبل تا تمامی پندرہ سو برس سے زیادہ گذرے اور کہ اُسکے مصنف ایک قسم کے آدمی نہ تھے کیونکہ بعضے بادشاہ و کاہن و جنگی و وزیر اور بعضے طبیب اور چوپان اور مچھول لینوالے اور مچھوے اور بعض اُنمیں سے عالم اور بعضے غریب اور کم علم تھے - مخفی نہ رہے کہ ہندوؤں کے شاستر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں پارسی لوگوں کی کتاب ویسی ہی مختلف ہی قرآن میں بھی جو صرف ایک آدمی کی تصنیف ہی بہتیری باتیں پائی جاتی ہیں جو ایک دوسرے کے صریح برخلاف ہیں +

دوسری وہ موافقت جو بیبل خلقت کے سارے کاموں کے ساتھ رکھتی ہی اُسکے منجانب اللہ ہونے کی ایک قوی دلیل ہی -

ساری خلقت خدا سے ہے پس اگر مسیحی مذہب بھی خدا کی طرف سے ہو تو ضرور اُس میں اُس طرح کے کام پائے جائیں جو خلقت میں نظر آتے ہیں۔ الغرض اگر خلقت اور الہامی کتابیں خدا کی طرف سے ہیں تو ہم بضرورت کچھہ ثبوت تلاش کریں کہ وہ دونوں ایک ہی خالق سے ہیں کہ نہیں ✣

یہہ باریک اور مشکل تحقیق ہے اور فرصت نہیں کہ ہم جیسا چاہئے اُس میں مداخلت کریں علاوہ اِسکے اے عزیزو اغلب ہے کہ ایسی پیچیدار تحقیقات تمہاری سمجھہ سے باہر ہو پس اِس مضمون کا مختصر بیان ہمارے مطلب کے لئے کافی ہوگا جن جن زمانوں میں بیبل تصنیف ہوئی متفرق علوم جواب مشہور ہیں ناتمام اور اکثر نامعلوم تھے پس اگر مصنف بیبل صرف اِنسانی حکمت سے لکھتے تو اغلب ہے کہ اُن زمانوں کی عام رایونکے مطابق علم کا بیان کرتے۔ آیندہ خطوں سے ظاہر ہوگا کہ ہندوؤں کی کتابوں اور قرآن کے اکثر مضمون میں جو متفرق علوم سے تعلق ہیں محض غلطی ہے برعکس اِسکے یہہ

عجیب بات ہے کہ بیبل میں کوئی علمی غلطی دکھائی نہیں دیتی ہے یہہ ہندو اور غیر قوموں کے مصنفوں نے جس زمانے میں کہ بیبل تصنیف ہوئی اپنی اپنی تصنیفات میں وہی باتیں اور چند ماجروں کا بیان حقیقت کے طور پر کیا جو وقت ترقی علم فلاسفہ کے بالکل باطل ٹھہرے۔ مگر انجیلی تصنیفات میں ایسی باتیں پائی نہیں جاتیں یہہ بھی اسکے منجانب اللہ ہونے کی ایک قوی دلیل ہے ✣

تیسری وہ مطابقت جو بیبل زراعتی یا خدا کی اخلاقی حکومت سے رکھتی ہے اُسکے منجانب اللہ ہونیکا ایک اور ثبوت ہے۔ یہہ مضمون بھی مثل گذشتہ کے بہت عمدہ اور دلپذیر ہے اور جب تم علم میں زیادہ ترقی پاؤگے تو اَور بھی عجیب وغریب مطابقت بیبل اور خدا کی اخلاقی حکومت کے درمیان دریافت کرسکوگے۔ پس میں اِسبات کا طول بیان نہ کرونگا مگر تم آیندہ باتوں سے دلیل کی خاصیت سمجھوگے ہندوستانی جوان دین مسیحی کے باب میں اکثر یہہ اعتراض پیش لاتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا کہ مسیحی مذہب

ساری خلقت خدا سے ہے پس اگر مسیحی مذہب بھی خدا کی طرف سے ہو تو ضرور اُس میں اُس طرح کے کام پائے جائیں جو خلقت میں نظر آتے ہیں۔ الغرض اگر خلقت اور الہامی کتابیں خدا کی طرف سے ہیں تو ہم بضرورت کچھ ثبوت تلاش کریں کہ وہ دونوں ایک ہی خالق سے ہیں کہ نہیں ÷

یہہ باریک اور مشکل تحقیق ہے اور فرصت نہیں کہ ہم جیسا چاہئے اُس میں مداخلت کریں علاوہ اِسکے ای عزیزو اغلب ہے کہ ایسی پیچیدا تحقیقات تمہاری سمجھ سے باہر ہو پس اِس مضمون کا مختصر بیان ہمارے مطلب کے لئے کافی ہوگا جِن جِن زمانوں میں بیبل تصنیف ہوئی متفرق علوم جو اب مشہور ہیں ناتمام اور اکثر نامعلوم تھے پس اگر مصنف بیبل صرف انسانی حکمت سے لکھتے تو اغلب ہے کہ اُن زمانوں کی خام رایوں کے مطابق علم کا بیان کرتے۔ آیندہ خطوں سے ظاہر ہوگا کہ ہندوؤں کی کتابوں اور قرآن کے اکثر مضمون میں جو متفرق علوم سے تعلق ہیں محض غلطی ہے برعکس اِسکے یہہ

عجیب بات ہے کہ بیبل میں کوئی علمی غلطی دکھائی نہیں دیتی ہے یہودی اور غیر قوموں کے مصنفوں نے جس زمانے میں کہ بیبل تصنیف ہوئی اپنی اپنی تصنیفات میں وہی باتیں اور چند ماجروں کا بیان حقیقت کے طور پر کیا جو وقت ترقی علم فلاسفہ کے بالکل باطل ٹھہرے۔ مگر انجیلی تصنیفات میں ایسی باتیں پائی نہیں جاتیں یہہ بھی اسکے منجانب اللہ ہونے کی ایک قوی دلیل ہیں ÷

تیسری وہ مطابقت جو بیبل رزاقی یا خدا کی اخلاقی حکومت سے رکھتی ہے اُسکے منجانب اللہ ہونیکا ایک اور ثبوت ہے۔ یہہ مضمون بھی مثل گذشتہ کے بہت عمدہ اور دلپذیر ہے اور جب تم علم میں زیادہ ترقی پاؤگے تو اَور بھی عجیب و غریب مطابقت بیبل اور خدا کی اخلاقی حکومت کے درمیان دریافت کرسکوگے۔ پس میں اِس بات کا طول بیان نہ کرونگا مگر تم آیندہ باتوں سے دلیل کی خاصیت سمجھوگے ہندوستانی جوان دین مسیحی کے باب میں اکثر یہہ اعتراض پیش لاتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا کہ مسیحی مذہب

تمام دُنیا کے لوگوں کے واسطے ہو تو مدت سے وہ ضرور ساری قوموں
پر نازل کرتا اور وہ یوں تقریر کرتے ہیں اسلئے کہ بہت لوگ اِس
مذہب کو نہیں جانتے جب تک کہ کوئی اُنکو نہ سکھلاوے اور کہ
بہتوں نے زمانہ حال تک اُسکی خبر بھی نہ سُنی تھی تو اِس سے ثابت
ہوتا ہے کہ خدا کو منظور نہ تھا کہ یہہ مذہب عالمگیر ہووے اب دریافت
کرنا چاہیے کہ خدا کی عام رزاقی اِس مضمون پر کیسی روشنی ڈالتی
ہے۔ اِس بات پر ہم بہت آسان مثالیں پیش کرینگے مثلاً خلقت
کے بیچ خدا کے اِنعاموں میں سے ایک نہایت ہی مفید لوہا ہے تو بھی
بعضے ملکوں میں کان آہن پائی نہیں جاتی کیا اور ملکوں میں سے
وہاں لوہا لانا بُری بات ہے۔ پھر بعضی مفید دوائیاں تھوڑے
دنوں سے پائی گئی ہیں کیا یہہ کہنا درست ہے کہ خدا نے اُسکی
پہچان ہزار ہا برس تک نہیں دی اِس سبب سے وہ نہیں چاہتا
ہے کہ یہہ دوبات واسطے فایدہ عوام کے اِستعمال میں لائی جاویں
ظاہر ا یہہ قول کہ جو کچھ خدا چاہتا ہے کہ لوگ اُسکی بابت سمجھیں وہ

ہمیشہ بغیر وسیلہ اِنسان ظاہر کریگا اُسکی عام رزاقی کے خلاف ہے۔
خدا کی مرضی ہے کہ بنی آدم اُسکے حکموں کو سمجھیں اور مانیں تو بھی اگر
لڑکوں کو والدین اور مربی اُنکو ایسا کرنا نہ سکھلاویں اور وہ راست
پر تربیت نہ کریں تو وہ بالضرور بحالت غفلت اور بدی ہی میں سیانے
ہو جاوینگے ۔ ویسے ہی خدا عیسائیوں کو حکم دیتا ہے کہ ساری
قوموں کو سکھلاویں اگر عیسائی ایسا نہ کریں تو قومیں جاہل و بدکار
او کمبخت رہینگی ۔ پھر جس طرح کہ تم نے نہ خدا سے بے وسیلے مگر والدین
او اُستاد کی معرفت لڑکپن میں سیکھا کہ جھوٹھ بولنے اور چوری کرنے
سے باز رہو اُسی طرح پر تم نجات کی خبر نہ خاص کر کے خدا سے بلکہ
پادری صاحبوں کے وسیلے سے سُنتے ہو۔ پس یہہ بات کہنی کہ
اگر خدا چاہتا کہ ہم مسیح پر ایمان لاویں تو وہ ضرور آسمان سے بآواز
بلند حکم دیتا بعینہ اُسکی مانند ہے کہ ہم کہیں کہ اگر خدا چاہتا کہ ہم
چوری نہ کریں وہ خود آسمان پر سے بآواز بلند ہم کو منع کرتا +
اوپر کے ماجروں سے خدا کی رزاقی یا اخلاقی حکومت اور

مسیحی مذہب کے بیچ ٹھیک موافقت دکھلائی دیتی ہی خدا کی رزاقی
اور اسکی الہامی کتابیں ایک ہی قسم کے حروف اور ایک ہی ہاتھ
سے لکھی ہوئی ظاہر ہیں وہ متفرق خاصیتوں میں ایک دوسرے
سے مشابہت رکھتی ہیں جنکو بعضے اشخاص قابل اعتراض سمجھتے ہیں
فی المثل بیبل کا یہہ دعویٰ کہ اولاد اکثر اپنے والدین کے گناہ کے
سبب دکھہ اٹھاتی ہی ایک قول ہی جسے بہتیرے منکروں نے
سچائی کے خلاف سمجھہ کر بیبل کے رد کرنے کے لئے پیش کیا ہی۔
مگر یہی بات خدا کی عام رزاقی میں اکثر دکھلائی دیتی ہی۔ شریر باپ
اپنے لڑکے کا نقصان کر سکتا یا اسے مار ڈال سکتا ہی یا اگر وہ اسکے
بدن کو ضرر نہ پہنچاوے تو بھی وہ اسکی روح کو ناپاک اور گمراہ
کر سکتا ہی۔ حقیقت میں لڑکا اکثر اوقات بالضرورت اپنے والدین
کے گناہ کے سبب سے دکھہ اٹھاتا ہی مثلاً باپ جس نے شہوت
پرستی سے اپنے جسم کو کمزور کر دیا ہی اپنی اولاد کو تیز طبع اور زور آور نہیں
کر سکتا ہی اگر پوچھا جائے کہ کس واسطے ہی تو جواب دینا پڑتا ہی کہ ہم کو

اچھی طرح سے معلوم نہیں۔ مگر حقیقت یہی ہی اور ہمارے مطلب
کے لئے یہہ کافی ہی +

پس دلیل سابق الذکر کا مختصر بیان یہی ہی اور دین عیسوی کی
اکثر باتیں خدا کی رزاقی سے عجیب طرح کی مطابقت رکھتی ہیں اور
وہی مطابقت خدا کے ان امورات میں بھی پائی جاتی ہی جن کے
ادراک سے ہماری عقل و فہم قاصر و متحیر ہی اسی طرح پر دین عیسوی
کی مشکلات بھی اسکی سچائی پر قوی دلایل ہوتی ہیں اگر انسان اس کا
بانی ہوتا وہ کبھی ایسی مشکلات استعمال میں نہ لاتا جب انسان کوئی
مذہب جاری کرتا ہی تو کوشش کرتا ہی کہ اسمیں اعتراض پائے نجاویں
مگر خدا سچائی کو ہرگز نہیں چھپاتا ہی خواہ انسان ضعیف العقل اسکو
تمام و کمال سمجھے یا نہ۔ پس جب تک خدا کی رزاقی میں بہت عمیق
بھید ہیں جنکی تھاہ تک ہم پہنچ نہیں سکتے ہیں تب مذہب میں
بھی بہت باریک بھید ہونگے جو ہماری سمجھہ سے باہر ہونگے +

آٹھواں خط

دین عیسوی کا مذہب طبعی سے مقابلہ کئے جانے کے بیان میں

عزیز دوستو۔ دین عیسوی کی باطنی دلیلوں کے تحقیق کرنے میں پیش قدمی کرکے ہم اُسے مذہب طبعی سے مقابلہ کریں۔ مذہب طبعی سے خدا کی اُن حقیقتوں سے مراد ہے جنکی دریافت انسان اپنی عقل سے کرسکتا ہے۔ یہہ مضمون خطوط متذکرہ بالا کی کیفیتوں سے نسبت رکھتا ہے مگر توبھی نہایت ہی لایق تحقیق کے ہے +

ہم اقرار کرتے ہیں کہ بغیر الٰہی الہام کے خدا کی پہچان کسیقدر ہوسکتی ہے ایک علم ہے جسے ہم خلقت کی روشنی کہتے ہیں اُس سے مراد ہے خدا کی وہ ساری پہچان جو خلقت کے کاموں اور خدا کی رزاقی اور عقل کی مناسبت سے دریافت ہوتی ہے جب ہم اُن

تعلیمات کو جو اِن باتوں سے خدا کی بابت حاصل ہوتی ہیں ایک قاعدے میں جمع کرتے ہیں تو اُسے ہم مذہب طبعی کہتے ہیں مگر میں تم کو ایک غلطی سے جسمیں بہت لوگ اِس مضمون پر اکثر پھنس جاتے ہیں آگاہ کرتا ہوں بعضوں نے خیال کیا ہے اِس سبب سے کہ خلقت کی روشنی خدا کی بابت حقیقتیں دکھلاتی ہے بنی آدم اُنکو آسانی پہچان سکتے ہیں وہ تصور کرتے ہیں کہ جب کبھی خلقت بولتی ہے بنی آدم سُنتے ہیں مگر یہہ صحیح نہیں ہے خلقت کی آواز پکارتی ہے کہ خونریزی مت کرو توبھی اکثر قومیں ہیں جو بجز لڑائی و خونریزی کے اور کسی شغل سے خوشی نہیں پاتے ہیں ہاں بلکہ بعضی قوم آدم خوار بھی ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ خلقت بولتی ہے توبھی بنی آدم اکثر اپنے کانوں کو بند کرکے اُسکی آواز نہیں سُنتے ہیں۔ پس تمہیں ہرگز خیال کرنا نہ چاہئے کہ کوئی ایسی قوم تھی جسنے یہہ سب حقیقتیں جو ہم مذہب طبعی میں شامل کرتے ہیں بالکل مانیں۔ ہاں بلکہ قدیم فیلسوفوں میں بھی کسی نے اِس

مذہب کے سارے آئین قبول نہ کئے عوام النّاس کی رائے تو اکثر
حال کے قاعدے سے محض خلاف تھی +

ایک اور بات کی طرف غور کرنا چاہئے یہ سب عیسائی اور بعضے
منکر بھی متفق الرّائے ہیں کہ قادر مطلق خدا نے بنی آدم کو اُنکی پیدایش
کے چند روز بعد الہام بخشا اور اُس اصل الہام کی بعضی مفید باتیں
بت پرستوں کے قاعدوں میں اکثر پائی جاتی ہیں اس قول کے مطابق
اکثر اُن حقیقتوں میں سے جو غیر قوم خدا کی بابت مانتے ہیں وہ انہوں
سے حاصل ہوئیں نہ ایجاد سے +

پس اُن ماجروں پر لحاظ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب
طبعی میں خدا کی بابت وہ مسائل شامل ہیں جنکی طرف خلقت کی سرشت
اشارہ کرتی ہے مگر باوجود اس اشارے کے اکثر سمجھ سے بعید ہے
اسواسطے یقین کامل ہے کہ اگر الہام کی مدد نہ ہوتی تو ہم آواز خلقت
سے فقط چند دنی باتیں پہچانتے اور اُسکی دلچسپ اور عمدہ تعلیمات
ہم سے بالکل مخفی تھیں - اور جب ہم مذہب طبعی کا ذکر کرتے ہیں تو ہم

اُن ساری باتوں کو جو بنی آدم اپنے ہر طرح کے وسیلوں سے خلقت
میں پاسکتے ہیں شامل کرتے ہیں - دین عیسوی اور سب دوسرے
مذہبوں کی ساری گواہی سُننے کے بعد لوگ اُن حقیقتوں کا بیان
کرتے ہیں جنکے اشارے خلقت میں پائے جاتے ہیں +

میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون پر اپنا مطلب اور بھی صاف
ظاہر کروں اس سبب سے کہ اکثر ہندوستانی جوان خیال کرتے ہیں
کہ وہ حقیقتیں جو مذہب طبعی کے حال کے رسالوں میں مندرج ہیں فہم
انسان سے بغیر مدد دین عیسوی کے ایجاد ہوئی ہیں یقیناً اُنکا وہ
خیال محض غلطی پر ہے - ایک مثال ہے فرض کرو کہ ایک شخص مدّت سے
کسی تاریک جگہ میں محبوس رہا ہو اور دروازہ اپنے نکلنے کے واسطے
بالکل نہ جانتا ہو - پھر فرض کرو کہ تھوڑی دیر کے واسطے اُس تاریک
مکان میں روشنی نمودار ہو اور اُسکے ذریعہ سے دروازہ دریافت
ہو جائے - اب حقیقتاً وہ شخص ایسی جہالت میں نہیں ہے جیسے کہ قبل
از نمود روشنی کے تھا اور واقعی اگر وہ شخص کہے کہ روشنی کو بیجا ر

مجھے کچھ فایدہ نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہی تو از روئے عقل وہ شخص بیہودہ بیوقوف اور لاف زن ٹھہریگا تو بھی اکثر ہندوستانی جوان دین مسیحی کی بابت ایسے خیال رکھتے ہیں یہی باتیں یاد رکھکے ہم دین عیسوی کو مذہب طبعی سے مقابلہ کرینگے +

۱ - اِس مضمون پر میرا پہلا قول یہہ ہی کہ دین عیسوی ہر ایک حقیقت اور فرض کو جو دین طبعی سے معلوم ہوتا ہی بخوبی سکھلاتا ہی +

خدا کی بابت کوئی مسئلہ پیش کرو جسے مذہب طبعی کے مصنف اکثر قبول کرتے ہیں کہ عقل کے مطابق ہی میں بے تامل قبول کرتا ہوں کہ وہی مسئلہ زیادہ صاف اور عمدہ عبارت کے ساتھ بیبل میں دکھلا دونگا یا علم اخلاق کا کوئی فیلسوف جو انسان کے ضمیر کو تفریق کرتا اور اُس سے اخلاقی واجبات کے قواعد نکالتا ہی کسی فرض کو خواہ واسطے فایدہ عام یا خاص کے ہو جس کا تسلیم کرنا انسان کو قوی دلیلوں سے واجب ہو بیان کرے میں اُسی فرض کو مسیحی الہامی کتابوں کے اوراق پر اظہر من الشمس دکھلاؤنگا +

درحقیقت ایک بھاری مسئلہ ہی جسے گذشتہ بیان کے ساتھ شامل کرنا چاہیئے اگرچہ وہ قول سابق الذکر کو کسی قدر تبدیل کرتا ہی مگر ہرگز اُسکے خلاف نہیں ہی یعنی مسیحی مذہب اگر خدا کی طرف سے ہو تو بالضرور وہ سچائی اور فرض کا کامل قاعدہ ہوگا اور اِس سبب سے کہ سارے دُنیاوی قاعدے ناتمام ہیں تو بضرورت دین مسیحی انسانی رسموں سے ہمیشہ افضل تر ہی کیا ہی عجیب اور دلچسپ کیفیت ہوتی اگر دین عیسوی کے بعضے مسائل جنپر ایک زمانے کے لوگوں نے اعتراض کئے آیندہ زمانے کے زیادہ عقلمند لوگوں کو پسند آئے - بیبل ہمیشہ یکساں رہتی ہی مگر انسانی علم ہمیشہ ترقی پاتا ہی اور بنی آدم رفتہ رفتہ زیادہ دانشمند ہوتے جاتے ہیں - تب کیا یہہ بات سچ ہی کہ دین مسیحی کی بعضی باتیں جو اگلے زمانے میں حقیر جانی جاتی تھیں زمانہ حال میں بلا تعرض مانی جاتی ہیں - بیشک سچ ہی مثلاً مسیحی تعلیم عورتوں کی بابت کہ وہ نہ مردوں کی کنیز ہیں بلکہ اُنکے ہمدرد ہونے کے لئے پیدا ہوئی ہیں اور کثیر الازواجی کی ممانعت جو اِس تعلیم کا

نتیجہ ہے - دین عیسوی کے جاری ہونے کے وقت یہہ نصیحتیں محض
نامعقول گنی جاتی تھیں مگر اب کوئی حق شناس انکو نامناسب نہیں
کہتا ہے بیبل حلیم اور فروتن ہونے کی ہدایت کرتی ہے - سلف کے
لوگوں نے اسکو ٹھٹھے میں اڑایا اور غریب دل شخص کو کمینہ اور چاپلوس
سمجھکر اسکی حقارت کی مگر زمانہ حال کے حق شناس لوگوں میں کون
ہے جو حلم کی تعریف نہیں کرتا ہے - اس مضمون پر اور بہت مثالیں قابل
بیان تھیں مگر ہمارے مطلب کے واسطے یہی کافی ہے کہ مسیحی مذہب
بذاتہ عقل انسان سے سبقت و فضیلت رکھتا ہے - پس اس باعث
کہ اکثر لوگ صرف اپنی نادانی سے بیبل پر اعتراض کرتے ہیں چاہئے
کہ ہم گذشتہ زمانے کے تجربے سے آیندہ کے لئے ہوشیاری کی
نصیحت حاصل کریں - اور ہم خبردار رہیں نہو کہ ایسی دلیلیں پیش
لاویں جنسے آیندہ نسل پر ثابت ہووے کہ ہم نے صرف اپنی نابینائی
کے سبب سے مسیحی مذہب کی عالی فوقیت کو نہ پہچانا - پس ہم مسیحی

مذہب کے بعضے عقاید کا مختصر بیان کریں اور دیکھہ لیویں کہ یہہ مسائل
سب سے عالی عقل کے مطابق ہیں کہ نہیں +

مذہب طبعی کی مشہور تصنیفوں میں خدا کی بابت اس طور پر تعلیم
پائی جاتی ہے - ۱ - اسکی قدامت ابدیت بے نیازی وحدانیت
بے انتہائی غیر متغیری روحانیت قدرت ہر کہیں حاضری علم غیب
پاکیزگی عدالت مہربانی راستی - ۲ - اسنے سب چیزوں کو پیدا
کیا اور وہ سب چیزوں کی حفاظت کرتا اور انپر حکومت کرتا ہے - ۳ - بدی
یا گناہ موجود ہے خدا اس کا بانی نہیں ہے وہ اس سے نفرت رکھتا اور
اسکے مرتکب کو سزا دیتا ہے - ۴ - انسان اس سے مخلوق ہے اور اسی
سے ہر ایک برکت کا محتاج ہے اور حتی المقدور اسکی بندگی کرنا فرض
ہے انسان اخلاقی وجود ہے اس لئے خدا کی اخلاقی حکومت کا
محکوم ہے و عالم عقبی کے لئے مقرر ہے جہاں وہ مستوجب سزا یا جزا کا
ہوگا پھر وہ گنہگار اور متفرق طور پر آفت رسیدہ ہے درمیان اسکے
اور خدا کے ناموافقت ہوئی - یہہ مسایل خدا اور انسان کی بابت

انجیل تصدیق کرتی ہی اور اس میں یوں لکھا ہی - ۱ - دیکھو ۹۰ زبور ۲ آیت
پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئے اور زمین اور دنیا بنی ازل سے
ابد تک تو ہی خدا ہی - خروج کی کتاب ۳ باب ۱۴ آیت خدا نے
موسیٰ کو کہا کہ میں وہ ہوں جو میں ہوں اور اس نے کہا کہ تو بنی اسرائیل
سے کہیو کہ وہ جو ہی اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہی - خدا کا نام اکثر جگہ
انجیل میں یہوواہ پایا جاتا ہی جس سے یہہ مراد ہی کہ ساری موجودات
کا مرکز اور چشمہ ہی - اعمال کی کتاب ۱۷ باب ۲۵ آیت خدا آدمیوں
کے ہاتھ سے خدمت نہیں لیتا گویا کسی چیز کا محتاج ہی کیونکہ وہ تو آپ
سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ بخشتا ہی - پولوس کا خط رومیوں کو
۱۱ باب ۳۶ آیت اسی سے اور اسی کے سبب اور اسی کے لئے
ساری چیزیں ہوئی ہیں - پھر استثنا کی کتاب ۶ باب ۴ آیت
سُن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہی - پہلے سلاطین
کا ۸ باب ۲۷ آیت دیکھ آسمان اور آسمانوں کے آسمان تیری
گنجائش نہیں رکھتے - ایوب کی کتاب ۱۱ باب ۷ آیت کیا تو اپنی تلاش

سے خدا کو پا سکتا ہی - ملاکی کی کتاب ۳ باب ۶ آیت میں خداوند ہوں
میں بدلتا نہیں - پھر یعقوب کا خط ۱ باب ۱۷ آیت ہر اچھی بخشش اور
ہر کامل انعام اوپر ہی سے نوروں کے باپ سے اترتا ہی جس کے
نزدیک بدلنا اور پھر جانیکا سایہ بھی نہیں - یوحنا کی انجیل ۴ باب
۲۴ آیت خدا روح ہی اور اسکے پرستاروں کو فرض ہی کہ روح اور
راستی سے اسکی پرستش کریں - پیدایش کتاب ۱۸ باب ۱۴ آیت کیا
خداوند کے نزدیک کوئی بات مشکل ہی - متی کی انجیل ۱۹ باب ۲۶ آیت
خدا سے سب کچھہ ہو سکتا ہی - یرمیاہ نبی کی کتاب ۲۳ باب ۲۴ آیت
کیا آسمان اور زمین مجھ سے بھرے نہیں خداوند کہتا ہی - ۱۴۷ زبور
اس کا فہم بے انتہا ہی - پولوس کا خط رومیوں کو ۱۱ باب ۳۳ آیت
واہ خدا کی دولت و حکمت اور دانش کی کیسی گہرائی ہی - یشعیاہ
نبی کی کتاب ۶ باب ۳ آیت قدوس قدوس قدوس خداوند
رب الافواج ہی - یرمیاہ نبی کی کتاب ۹ باب ۲۴ آیت میں خداوند
ہوں جو دنیا میں رحمت اور عدالت اور راستبازی سے حکمرانی

کرتا ہوں کہ میری خوشنودی انہیں چیزوں میں ہی خداوند کہتا ہی۔ ۱۴۵
زبور ۹ آیت خداوند سب کے لئے بھلا ہی اور اسکی لطیف رحمتیں اسکی
ساری خلقت پر ہیں یشعیاہ نبی کی کتاب ۲۵ باب ۱ آیت تیری
مصلحتیں قدیم راست اور سچی ہیں ۲ پیدایش کی کتاب ۱ باب ۱ آیت
ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ ۱۴۵ زبور ۱۵ و ۱۶
آیت سب کی آنکھیں تجھ پر لگی ہیں تو انہیں وقت پر روزی دیتا ہی
تو اپنی مٹھی کھولتا ہی اور ہر ایک جاندار کا پیٹ بھرتا ہی۔ ۱۰۳ زبور
۱۹ آیت خداوند نے آسمانوں پر اپنا تخت قایم کیا اور اسکی
بادشاہت سب پر مسلط ہی ۲۔ یوحنا کا پہلا خط ۵ باب ۱۹ آیت
ساری دنیا بُرائی میں پڑی رہتی ہی۔ یعقوب کا خط پہلا باب ۱۳ آیت
جب کوئی امتحان میں پھنسے تو وہ نہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے
امتحان میں پھنسا کیونکہ خدا بدی سے نہ آپ آزمایا جاتا نہ کسی کو
آزماتا ہی۔ امثال کی کتاب ۱۵ باب ۹ آیت شریر کی روش سے
خداوند کو نفرت ہی۔ امثال کی کتاب ۱۱ باب ۲۱ آیت ہرچند ہاتھ

سے ہاتھ ملایا جاوے پر شریر بے سزا نچھوٹیگا۔ ۴۔ اعمال کی کتاب
۱۷ باب ۲۷ آیت اُس سے ہم جیتے اور چلتے پھرتے موجود ہیں۔
پولوس کا پہلا خط قرنتیوں کو ۱۰ باب ۳۱ آیت پس تم کھاتے یا پیتے
یا کچھ کرتے ہو سب خدا کے جلال کے لئے کرو۔ رومیوں ۱۴ باب
۱۲ آیت پس ہر ایک ہم میں سے خدا کو اپنا اپنا حساب دیگا۔ متی کی
انجیل ۲۵ باب ۴۶ آیت اور وے ہمیشہ کے عذاب میں جائینگے پر راستباز
ہمیشہ کی زندگی میں۔ رومیوں کا ۳ باب ۲۳ آیت سبھوں نے گناہ
کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ ایوب کی کتاب ۵ باب ۷ آیت
لیکن آدمی تکلیف کے لئے پیدا ہوتا ہی جس طرح سے چنگاری کی خاصیت
ہی کہ اوپر کو اُڑے۔ پولوس کا خط افسیوں کو ۲ باب ۳ آیت ہم دوسروں
کی مانند طبیعت سے غضب کے فرزند ہیں ✦

غرض آیات مذکورہ بالا میں مسیحی مذہب کی ان تعلیمات کا جو مذہب
طبعی سے مطابقت رکھتی ہیں مختصر بیان پایا جاتا ہی ایسی تعلیم کا
ثبوت اکثر لوگوں کے قولوں میں پایا جاتا ہی اگرچہ وہ لوگ

باہم قوم اور مذہب میں اختلاف رکھتے ہیں سوائے دین مسیحی کے اور کسی مذہب میں یہہ ساری حقیقتیں پائی نہیں جاتی ہیں تو بھی انکو مذہب طبعی کی حقیقتیں شمار کرنا چاہیئے اگرچہ وہ انکو اپنے آپ شاید کبھی نہ پہچانتے تھے تو بھی حق شناس عقل فوراً انکو قبول کرتی ہی۔ پس یہاں تک مسیحی مذہب اور مذہب طبعی باہم مطابقت رکھتے ہیں مگر اتنا فرق ہی کہ مسیحی مذہب قریب ان ساری تعلیموں کو ایسی تمیز اور تاکید سے بتلاتا ہی کہ انکو زیادہ سنجیدہ اور قوی کر دیتا ہی بہ نسبت اسکے کہ کسی فیلسوف نے انکو کبھی بتایا ہو +

۲۔ یہہ خیالات ہم کو ایک اور بڑی حقیقت تک پہنچاتے ہیں یعنی اگرچہ دین مسیحی مذہب طبعی کو کسی طرح رد نہیں کرتا تاہم بہ نسبت اسکے اور بھی بہت حقیقتیں ظاہر کرتا ہی۔ بیشک ایسی بات ہونی چاہیئے۔ جب ہم لفظ الہام استعمال میں لاتے ہیں تو مراد یہہ ہی کہ خدا سے ایسی بھاری حقیقتوں کا ظاہر ہونا جنہیں انسان از خود کبھی نہ دریافت کر سکتا۔ اور اگر دین مسیحی میں بڑی تعلیمات فہم

انسان سے باہر ہیں نہ ہوتیں تو اُسکے نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ الغرض اگر مسیحی مذہب الہامی ہی تو اسمیں ایسی بھاری حقیقتیں ضرور ہونگیں جنہیں انسان کی عقل بغیر مدد کسی کے دریافت نہیں کر سکتی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ وہ ساری حقیقتیں جو مسیحی مذہب سے ظاہر ہوتی ہیں چاہیئے کہ مذہب طبعی سے کامل مطابقت رکھیں۔ سچائی سچائی کے خلاف نہیں ہو سکتی مذہب طبعی اور مسیحی کا تعلق آیندہ مثال سے ظاہر ہوگا۔ دین طبعی اُس عمارت کی مانند ہی جو بالکل ناتمامی کی حالت میں چھوڑی گئی ہو گہری اور کشادہ بنیاد ڈالی گئی ہی جا بجا بھاری دیواریں بنی ہیں ہر ایک چیز معماری کی بڑی اور حیران کرنیوالی بناوٹ پر شروع ہوئی ہی مگر عمارت کا نقشہ نامعلوم ہی اور اکثر حصے ہیں جنکا فایدہ بالکل ہم دریافت نہیں کر سکتے ہیں۔ الغرض یہہ ناکامل عمارت ہم کو گویا معما معلوم ہوتی ہی اور اگر ہم اُس کا نقشہ بھی جانتے تو بھی ہمیں طاقت نہیں ہی کہ اسکے شروع کی شان کے موافق تمام کریں مگر مسیحی مذہب پیش آ کے اُس عمارت کو تمام اور کامل کرتا ہی اور ایک عمدہ

بالاخانہ اُن کشادہ اور مضبوط بنیادوں کے لائق بناتا ہی اور ایک ایک
دیوار اور پتھر کو جو بنے تھے اپنی عمارت میں شامل کرکے ظاہر کرتا ہی
کہ ایک عالیشان اور عمدہ خیال نے اُن سب حصّوں کو جنہوں نے
اپنی اصلی حالت پر ہماری سمجھ کو حیران کیا تھا مرتب کیا۔ اِس مثال
کو برکنار رکھکر خلقت میں بہت ماجرے ہیں جو ہم کو حیران کرتے ہیں
اپنی مذہب طبعی سے بہت سوال سرزد ہوتے ہیں جنکا معقول جواب
مذہب مذکور نہیں دے سکتا۔ مسیحی مذہب اُن حیران کرنیوالے ماجروں کو
روشن اور منور کرتا ہی اور اُن مشکل سوالوں کا کافی جواب دیتا ہی آیندہ
باتوں سے میرا مطلب بخوبی واضح ہوگا۔ مذہب طبعی گواہی دیتا ہی
کہ خدا ابدا گناہ سے نفرت کرتا ہی اور وہ اِس بات کا بھی اقرار کرتا ہی کہ
ہم سب گنہگار ہیں بعد ازاں یہہ سوال کرتا ہی کیا پاک خدا گناہ معاف
کرسکتا ہی اور اگر کرسکتا ہی تو کس طور پر۔ وہ یہہ سوال کرتا ہی اور
اِنسان کا دل معلوم کرتا ہی کہ تمام دنیا میں کوئی ایسا بھاری سوال
نہیں ہی لیکن مذہب طبعی اُس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اِسوقت

مسیحی مذہب پیش آکر جواب دیتا ہی ہاں ایسا جواب جو مذہب طبعی اور
دین مسیحی کی ہر ایک تعلیم کے مطابق ہی اور ہر ایک دل جس نے
تعصّب چھوڑکر کوشش کی ہی کہ موعود معافی کی اصلیت کو دریافت
کرے اُس جواب کی سچائی پر گواہی دیتا ہی۔ مسیحی مذہب کی عمدہ
اور اصلی تعلیم یہی ہی کہ نجات یسوع مسیح کے کفارہ ہونے سے۔
دین عیسوی یہہ نہایت بھاری اور عمدہ حقیقت بتلاتا ہی کہ خدا
باوجودیکہ گناہ سے نفرت رکھتا ہی تس پر بھی چاہتا ہی کہ گنہگار اپنی
سزا اور ناپاکی سے بچ جائے پھر مذہب مسطور اُس طریقے کو ظاہر
کرتا ہی جس سے گنہگار بچ سکتا ہی۔ اُس سے صاف آشکار ہی کہ خدا کا بیٹا
مجسّم ہوا کہ ہم کو ابدی ہلاکت سے بچاوے اگرچہ اُس خدا کی غیرت اور
پاک عدالت ظاہر ہوتی ہی تو بھی اُس میں خدا کی اُس عجیب محبّت
کا بیان ہی جو وہ اِنسان کے ساتھہ رکھتا ہی۔ مسیح اِنسان کے
سکھانے اور اُسکے گناہونکے بدلے مرنے کے واسطے آسمان سے اُترا
اُس جلال والے شخص نے اِنسان کے واسطے نہایت غمگینی اور فاقت

بسر کی اور بے انتہا دکھہ اور جان کندنی ہیں مر اب سب لوگوں کے واسطے معافی پیش کیجاتی ہی- ایمان لاؤ اور بچو- یہہ خدا کی ملاوٹ بلکہ اُس کا حکم سب بیچارے گنہگار اِنسانوں کے واسطے ہی اور کہ اِنسان خدا کا بندہ ہو دو باتیں ضرور ہیں یعنی معافی اور پاکیزگی اور دین مسیحی اُس طریقے کو صاف ظاہر کرتا ہی جس سے یہہ دونوں برکتیں حاصل ہو سکتی ہیں +

اب ایسی تعلیموں کی بابت یہہ ایک عجیب بات ہی کہ وہ مذہب طبعی کی کسی حقیقت کے برخلاف نہیں ہیں وہ اُس سے اعلیٰ ہیں مگر خلاف نہیں اور اُس بنیاد پر جسے طبعی مذہب نے ڈالا ہی بغیر کچھہ نقصان نقشہ اُس عمارت کے قایم ہو سکتے ہیں اور حقیقتًا وہ عمارت اِسنے اپنی گہری اور کشادہ بنیاد کے مطابق نہایت مضبوط اور عمدہ صورت کے ساتھہ پوری ہوتی ہی +

پھر مسیحی مذہب ایسی تعلیموں میں سب مذہبوں سے یکتا اور الگ رہتا ہی اور اِسکے سوائے اور کسی مذہب میں ایسی تعلیم بالکل

پائی نہیں جاتی - اور طریقوں نے بھی مذہب طبعی کی بنیاد پر بنا ڈالی ہی مگر اکثر اُنکے جوڑوں نے عمارت کے نقشہ کو بگاڑا ہی اور سوائے اِسکے عقل کی جس سے ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑتی ہیں- یوں مذہب ہستی خدا کے قایل ہیں مگر ایک اِس بنیاد پر شرک لگاتا ہی اور اکثر بُت پرستی بناتے ہیں بعضے خدا کی ذاتی صفتوں کا اِنکار کرتے ہیں اور بعضے اُسکی رزاقی کے منکر ہیں پھر بعضے باوجودیکہ اقرار کرتے ہیں کہ معافی ضرور ہی تو بھی کہتے کہ اِنسان کو طبیعت بدلنے اور پاک ہونیکی ضرورت نہیں ہی علیٰ ہذا القیاس- پر عقل ایسے باطل جوڑوں کو اُلٹ دیتی ہی +

اگر چاہیں تو ہم مسیحی مذہب اور مذہب طبعی کے دونوں کو اخلاق کے باب میں مقابلہ کر سکتے ہیں جیسا کہ ہم نے اُنکے اعتقاد کے مسئلوں کو مقابلہ کیا ہی - مذہب طبعی اخلاق اکثر ضروری قاعدوں کو سکھلاتا ہی اُسکی تعلیم ہی کہ ہمیں چاہیے کہ خدا کو اپنا خالق اور حافظ و پروردگار سمجھکر اُسکی تعظیم کریں- پھر وہ بتلاتا ہی کہ اپنے ہمجنسوں پر عادل اور مہربان رہیں اور کہ ہم کو لازم اور واجب ہی کہ سچائی اور پاکیزگی

کی تلاش کریں اور اُسے اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ مسیحی مذہب بھی
یہی باتیں سکھلاتا ہی مگر زیادہ صفائی اور تاکید سے۔ وہ اِنسان کے
سب فرایض ایک لفظ یعنی محبت میں ختم کرتا ہی۔ محبت خدا اور اِنسان
کی طرف وہ ہمیں حکم دیتا ہی کہ خدا کو سارے دل اور جان و طاقت و
عقل سے پیار کریں اور اپنے پڑوسی کو جیسا کہ آپ کو۔ وہ یہہ ہدایت
کرتا ہی کہ عوام الناس کو پیار کریں اور حتی المقدور سب کے ساتھ نیک
سلوک کریں۔ وہ دل سے بھی باز پرس کرتا ہی جیسا کہ ظاہری امر سے
اور بتلاتا ہی کہ خواہش بد و خیال نجس اُس امر کی مانند ہی جو کہ بذاتہ
اُنسے پیدا ہوتا ہی۔ اُسکی تعلیم یہہ ہی وہ جو اپنے بھائی سے دشمنی
رکھتا ہی خونی ہی۔ مسیحی مذہب کے موافق ظاہری صفائی اگر اُسکے
ساتھ باطنی پاکیزگی نہ ہو صرف ریاکاری ہی۔ وہ حلیمی و صبر خودی
سے اِنکار اور غریب دلی سکھلاتا ہی +

مسیحی مذہب کا اخلاق بالکل کامل ہی وہ سب سے چھوٹے
گناہ کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا ہی بہت سے لوگوں نے خیال

کیا ہی کہ کبھی کبھی گناہ کرنا مناسب ہی بشرطیکہ نیک ارادے سے
کیا جائے۔ مثلاً جھوٹھ بولنا بعضے موقع پر۔ مگر مسیحی مذہب صاف
بتلاتا ہی کہ اگرچہ ہم ایسی بدی کریں جسکا نتیجہ نیکی بھی ہو تو بھی خدا
ہم کو ملزم ٹھہراویگا پس کوئی شخص یہہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ مسیحی
مذہب جس قدر چاہیئے ویسا پاک نہیں ہی۔ منکر شخص فقط یہہ اعتراض
پیش لا سکتے ہیں کہ اُسکا مرتبہ ایسا اعلیٰ اور پاک ہی کہ رسائی اِنسان
وہانتک نہیں ہو سکتی۔ مگر یہہ صرف ایک ثبوت ہی کہ یہہ مذہب
خدا سے ہی نہ اِنسان سے۔ یہہ بات خلاف قیاس ہی کہ کامل اور پاک
خدا ایسی شریعت دے جس میں کچھہ ناپاکی ہو۔ برخلاف اِسکے اِنسان
اپنی مانند ناتمام اور غلطی آمیز قانون بناتا ہی +

پس ہم نے دیکھا ہی کہ مسیحی مذہب طبعی مذہب سے کامل مطابقت
رکھتا ہی جہانتک کہ مذہب طبعی پہنچتا ہی اور یہہ بھی کہ مسیحی مذہب اُس
سے نہایت سبقت رکھتا ہی۔ وہ دونوں مانند دو خط متساوی کے
ہیں جنمیں سے ایک دوسرے سے لمبا ہی۔ یا وہ سابق الذکر مثال

پھہ پیش لائی جائے کہ مسیحی مذہب اُس عمارت کو پورا کرتا ہی جسکی بنیاد طبعی مذہب نے ڈالی تھی ہاں بلکہ ایسے تجمّل سے پورا کرتا ہی کہ اُسکا عرض عمق کے مطابق ہوئے +

نواں خط

دین عیسوی کی خصوصیت کے بیان میں

عزیز دوستو- گذشتہ خط کا مضمون اِتنا ضرور ہی کہ ہم اُس کا بیان کچھہ اور بھی کرینگے - پس اب ہم اُن کیفیتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جنسے مذہب مسیحی مذہب طبعی سے سبقت رکھتا ہی- یہہ وہ کیفیتیں ہیں جنپر منکر لوگ اکثر اعتراض کرتے ہیں پر عیسائی اُنہیں باتوں کو اپنے مذہب کی خاص رونق سمجھتے ہیں- اِسوقت میرا مطلب صرف اُنکی حمایت کرنا نہیں بلکہ اُنکو بطور دلائل کے مسیحی مذہب

کے ثبوت پر پیش لاتا ہی- منکر لوگوں کا قول ہی کہ یہہ خاصیتیں مسیحی مذہب کے برخلاف ہیں پر میں یہہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اُسکے حق میں ایک ثبوت ہیں دین مسیحی کی خاص تعلیمیں جو مذہب طبعی میں پائی نہیں جاتی یہہ ہیں +

۱- مسئلہ تثلیث کا یعنی الوہیت میں تین جزو ہیں- لحاظ کرنا چاہئے کہ یہہ وہمی یا خیالی حقیقت نہیں ہی بلکہ ہمارا فرض اور سلامتی اُس پر منحصر ہی کیونکہ اُس وجود الوہیت نے جو جلالی تثلیث میں اوّل ہی جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا کہ ہمارے واسطے اپنی جان دے +

اُس وجود الوہیت نے جو جلالی تثلیث میں دوسرا اور خدا کا بیٹا یا کلامِ خدا کہلاتا ہی ہم کو پیار کیا اور ہمارے عوض میں اپنے تئیں قربان کیا- وہ مجسّم ہو کے کفارہ ہوا اور اُس کا لہو ہم کو سارے گناہوں سے پاک کرتا ہی +

وجود الوہیت میں جو جلالی تثلیث میں تیسرا ہی روح پاک کہلاتا

اور سب ایمانداروں کے دلوں کو صاف کرتا ہی اور اُنکے اور خدا کے درمیان میل پیدا کرتا ہی +

۲- مسایل مذکورہ بالا کے ساتھ آیندہ باتوں کو شمار کرتے ہیں انسان اپنی اصلی حالت سے گرا ہوا مخلوق ہی خدا سے منحرف گنہگار کمبخت اور بسبب اپنے گناہ کے واجبطور سے قہر الٰہی کے خطرہ عظیم میں پڑا ہی اُسکی طبیعت تباہی میں پڑی ہی اُسکی عقل اور سب خواہشوں میں خلل پڑا۔ گناہ نہایت بد ہی وہ بالکل مکروہ ہی وہ ہمیشہ زشت اور ہلاک کرنیوالا ہی +

۳- خدا بیحد قدوس ہی وہ نور ہی۔ وہ بدی کو دیکھہ نہیں سکتا۔ وہ بھسم کرنیوالی آگ ہی۔ وہ بیحد عادل ہی۔ پس وہ ہمیشہ گناہ سے نفرت رکھتا ہی اور بالضرور اُسکو سزا دیگا۔ تو بھی وہ گنہگار کی ہلاکت نہیں چاہتا ہی۔ وہ محبت ہی۔ وہ چاہتا ہی کہ گنہگار بچ جاوے یعنی معافی اور پاکیزگی اُسکو ملے اور وہ مبارک ہو۔ مگر وہ جو عادل خدا ہی گنہگار انسان کو کیونکہ بچا سکتا ہی۔ یہہ سوال سب سوالوں سے بھاری ہی کہ

اگر انصاف کیا جائے گنہگار ضرور ہلاک کیا جائیگا اگر محبت استعمال میں لائی جاوے خدا کی عدالت میں خلل واقع ہو کیونکہ گناہ بے سزا رہیگا۔ اور سب مذاہب اِس سوال کے جواب دینے میں حیران ہیں۔ مسیحی مذہب یہہ عجیب حقیقت ظاہر کرتا ہی کہ خدا کا بیٹا مجسم ہوا اور گنہگاروں کے بدلے گناہ کی سزا اپنے اوپر اُٹھالی۔ یہہ مسیحی مذہب کی اصلی تعلیم ہی ہم اور کسی بات کو دریافت نہیں کر سکتے ہیں جو ان دو ضروری حقیقتوں کو ایسے جلال کے طور پر ظاہر کر سکیں۔ پہلے کہ گناہ بڑی ہیبتناک بدی ہی اور سزائے مہیب کے لایق ہی۔ دوسرے کہ خدا بے انتہا رحیم اور محبت سے پُر ہی۔ خدا کے بیٹے کے بے انتہا درد و نزع سے گناہ کا پھل اور خاصیت زیادہ ہیبتناک طور پر ظاہر ہوتی ہی بہ نسبت دنیا کے نیست و نابود ہونے کے۔ اور اِس عجیب محبت کے اظہار سے ہر ایک دل کو جو کہ ملایمت اور مہربانی سے خالی نہیں ہی ایک بیروک دعوت دیجاتی ہی اور محبت الٰہی کی ممتاز دریافت ہم کو حاصل ہوتی ہی اُس ذریعہ سے محبت بہتر طور پر سمجھی جاتی ہی وہ درد و نزع حقیقی تھا

ہوں جسمانی اور دلی بے پایاں دکھہ تھا اور یہہ کہ خدا کے بیٹے نے ایسا دکھہ ہمارے اور تمہارے واسطے اُٹھایا ایک بات ہی جس کو کبھی فراموش کرنا نہ چاہئے کیونکہ یہہ سب سے بھاری اور عجیب حقیقت ہی جس سے [illegible] کم واقف ہیں۔ اگر کوئی شخص اس حقیقت کو بدل وجان یقین کریگا ہمیشہ تک اُسکی طبیعت پر اثر کریگی +

۴۔ عقبیٰ کی بابت مسیحی مذہب بڑی صفائی اور تحقیق سے گواہی دیتا ہی۔ وہ ہم کو سکھلاتا ہی کہ ہم مرنے کے وقت نیست ونابود نہیں ہوتے [illegible] بلکہ روح زندہ رہتی ہی اور ہمیشہ تک زندہ رہیگی۔ اور سوائے اِسکے [illegible] جسم اُٹھایا جائیگا اور روح سے شامل کیا جائیگا۔ مذہب طبعی نے [illegible] بقائے روح کا اعتقاد بتلایا تھا مگر جسم کے جی [illegible] مسیحی مذہب پر موقوف ہی +

۵۔ [illegible] مذہب نے نہ صرف نئے خیالات کو جاری کیا ہی بلکہ [illegible] ہیں وہ خدا اور انسان اور اُنکے رشتے کی بابت [illegible] نام انجیل یعنی خوشخبری خاص مذہب کے واسطے

ایک عجیب نام ہی۔ اُسکے اِصطلاحات جیسا فضل نجات راستبازی ایمان اور راستباز ٹھہرنا تجسّل روح جسم واکثر اور اِصطلاحات اُس مذہب میں ایسے نئے اور عجیب معنے رکھتے ہیں کہ جب وہ پہلے جاری ہوا اُس کا محاورہ سمجھنا مشکل ہوا ہوگا +

پس یہاں بالکل نئے خیال پائے جاتے ہیں اور نیز بہت اصطلاحات جنکے معنے اکثر نئے معلوم ہوتے ہیں۔ ہم اس کیفیت سے بہت متعجب ہوتے ہیں حقیقی نیا خیال پیدا کرنا عوام کا کام نہیں ہی۔ سب سے بڑا فیلسوف فقط کبھی کبھی ایسا خیال پیدا کرتا ہی جو کہ اُس کا طبعزاد ہی مگر اُسکو تفریق یعنی جدا جدا کرکے دریافت کر سکتے ہیں۔ اور وے جو اصل نظر آتے ہیں صرف دو تین پرانے خیال ہیں جو نئے طور پر آمیزش رکھتے ہیں۔ مگر بڑی تعلیمیں جنکا میں نے ذکر کیا درحقیقت نئی ہیں اور وے مذہب مسیحی پر موقوف ہیں کوئی مذہب نہیں ہی جس سے یہہ تعلیمیں اخذ کی جاسکیں +

۶۔ اُن تعلیموں کی نوئیدگی کے ساتھہ اُنکی عجیب مطابقت اور

اور سب ایمانداروں کے دلوں کو صاف کرتا ہی اور اُنکے اور خدا کے درمیان میل پیدا کرتا ہی +

۲- مسایل مذکورہ بالا کے ساتھ آیندہ باتوں کو شمار کرتے ہیں انسان اپنی اصلی حالت سے گرا ہوا مخلوق ہی خدا سے منحرف گنہگار کمبخت اور بسبب اپنے گناہ کے واجب طور سے قہر الٰہی کے خطرہ عظیم میں پڑا ہی اُسکی طبیعت تباہی میں پڑی ہی اُسکی عقل اور سب خواہشوں میں خلل پڑا۔ گناہ نہایت بد ہی وہ بالکل مکروہ ہی وہ ہمیشہ سرشت اور ہلاک کرنیوالا ہی +

۳- خدا بیحد قدوس ہی وہ نور ہی۔ وہ بدی کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ بھسم کرنیوالی آگ ہی۔ وہ بیحد عادل ہی۔ پس وہ ہمیشہ گناہ سے نفرت رکھتا ہی اور بالضرور اُسکو سزا دیگا۔ تو بھی وہ گنہگار کی ہلاکت نہیں چاہتا ہی۔ وہ محبت ہی۔ وہ چاہتا ہی کہ گنہگار بچ جاوے یعنی معافی اور پاکیزگی اُسکو ملے اور وہ مبارک ہو۔ مگر وہ جو عادل خدا ہی گنہگار انسان کو کیونکہ بچا سکتا ہی۔ یہہ سوال سب سوالوں سے بھاری ہی کہ

اگر انصاف کیا جائے گنہگار ضرور ہلاک کیا جائیگا اگر محبت استعمال میں لائی جاوے خدا کی عدالت میں خلل واقع ہو کیونکہ گناہ بے سزا رہیگا۔ اور سب مذاہب اِس سوال کے جواب دینے میں حیران ہیں۔ مسیحی مذہب یہہ عجیب حقیقت ظاہر کرتا ہی کہ خدا کا بیٹا مجسم ہوا اور گنہگاروں کے بدلے گناہ کی سزا اپنے اوپر اُٹھالی۔ یہہ مسیحی مذہب کی اصلی تعلیم ہی ہم اور کسی بات کو دریافت نہیں کر سکتے ہیں جو اِن دو ضروری حقیقتوں کو ایسے جلال کے طور پر ظاہر کر سکیں۔ پہلے کہ گناہ بڑی ہیبتناک بدی ہی اور سزائے مہیب کے لایق ہی۔ دوسرے کہ خدا بے انتہا رحیم اور محبت سے پُر ہی۔ خدا کے بیٹے کے بے انتہا درد و نزع سے گناہ کا پھل اور خاصیت زیادہ ہیبتناک طور پر ظاہر ہوئی ہی بہ نسبت دُنیا کے نیست و نابود ہونے کے۔ اور اِس عجیب محبت کے اظہار سے ہر ایک دل کو جو کہ ملایمت اور مہربانی سے خالی نہیں ہی ایک بیروک دعوت دیجاتی ہی اور محبت الٰہی کی ممتاز دریافت ہم کو حاصل ہوتی ہی اس ذریعہ سے محبت بہتر طور پر سمجھی جاتی ہی وہ درد و نزع حقیقی تھا

ہاں جسمانی اور دلی بے پایاں دکھہ تھا اور یہہ کہ خدا کے بیٹے نے ایسا دکھہ ہمارے اور تمہارے واسطے اُٹھایا ایک بات ہی جس کو کبھی فراموش کرنا نہ چاہئے کیونکہ یہہ سب سے بھاری اور عجیب حقیقت ہی جس سے بنی آدم واقف ہیں۔ اگر کوئی شخص اِس حقیقت کو بدل وجان تقین کریگا ہمیشہ تک اُسکی طبیعت پر اثر کریگی +

۴۔ عقبیٰ کی بابت مسیحی مذہب بڑی صفائی اور تحقیق سے گواہی دیتا ہی وہ ہم کو سکھلاتا ہی کہ ہم مرنے کے وقت نیست ونابود نہیں ہوتے ہیں بلکہ روح زندہ رہتی ہی اور ہمیشہ تک زندہ رہیگی۔ اور سوائے اِسکے کہ جسم پھر اُٹھایا جائیگا اور روح سے شامل کیا جائیگا۔ مذہب طبعی نے مذبذب آواز سے بقائے روح کا اعتقاد بتلایا تھا مگر جسم کے جی اُٹھنے کی تعلیم مسیحی مذہب پر موقوف ہی +

۵۔ مسیحی مذہب نے نہ صرف نئے خیالات کو جاری کیا ہی بلکہ اُس کا محاورہ بھی جس میں وہ خدا اور انسان اور اُنکے رشتے کی بابت ذکر کرتا ہی نیا ہی۔ نام انجیل یعنی خوشخبری خاص مذہب کے واسطے

ایک عجیب نام ہی اُسکے اِصطلاحات جیسا فضل نجات راستبازی اِیمان اور راستباز ٹھہرنا تجمل روح جسم واکثر اور اِصطلاحات اُس مذہب میں ایسے نئے اور عجیب معنے رکھتے ہیں کہ جب وہ پہلے جاری ہوا اُس کا محاورہ سمجھنا مشکل ہوا ہوگا +

پس یہاں بالکل نئے خیال پائے جاتے ہیں اور نیز بہت اصطلاحات جنکے معنے اکثر نئے معلوم ہوتے ہیں۔ ہم اِس کیفیت سے بہت متعجب ہوتے ہیں حقیقی نیا خیال پیدا کرنا عوام کا کام نہیں ہی۔ سب سے بڑا فیلسوف فقط کبھی کبھی ایسا خیال پیدا کرتا ہی جو کہ اُس کا طبعزاد ہی مگر اُسکو تفریق یعنی جدا جدا کر کے دریافت کر سکتے ہیں۔ اور وے جو اصل نظر آتے ہیں صرف دو تین پرانے خیال ہیں جو نئے طور پر آمیزش رکھتے ہیں۔ مگر بڑی تعلیمیں جنکا میں نے ذکر کیا درحقیقت نئی ہیں اور وے مذہب مسیحی پر موقوف ہیں کوئی مذہب نہیں ہی جس سے یہہ تعلیمیں اخذ کی جاسکیں +

۶۔ اُن تعلیموں کی نوئیدگی کے ساتھہ اُنکی عجیب مطابقت اور

باہم متعلق ہونا شمار کرنا چاہیئے۔ مریض کو اکثر خواب میں عجیب خیال نظر آتے ہیں لیکن وہ عجائبات ظاہراً یا وہ گوئیاں ہوتی ہیں کیونکہ وہ باہم کچھ بھی مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ مذہب مسیحی کی تعلیموں میں ایسا نہیں ہی۔ یہہ تعلیمیں ایک مجموعہ ہیں جسکے متفرق حصّوں میں ایک عجیب موافقت پائی جاتی ہی +

پوشیدہ نہ رہے کہ یہہ عمدہ توئیدگی خود مسیحی مذہب کی سچائی پر ایک قوی دلیل ہی۔ جس حالت میں سب سے عمدہ شعروں کی ایجاد مثلاً ملٹن صاحب کی کتاب میں بہت ہنر ہیں تو ایسے بڑے اور خوش اسلوب مجموعہ تعلیموں کے بنانے میں بہت ہی زیادہ ہنر ہوتا اگر انسان کی تصنیف ہوتی +

۷۔ اوپر کے بیان سے تم قایل ہوئے ہوگے کہ دین عیسوی کی مسایل میں عجیب طرح کی اصلیت پائی جاتی ہی۔ وہ اصلیت بھی جو مذہب عیسوی کے اخلاق میں پائی جاتی ہی قابل غور رہی مثلاً قانون بغض اللہ دلی نئے اور عجیب ہیں یعنی اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ جو تم پر لعنت کریں اُنکے

لئے برکت چاہو۔ جو کچھ کہ تم چاہتے ہو کہ اور لوگ تم سے سلوک کریں ویسا ہی اُنسے سلوک کرو۔ اب اِس مضمون کے آگے ورحصّے کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے +

۸۔ یسوع مسیح کی خاصیت پر غور کرو وہ ایک ایسی خاصیت ہی جو تمام دُنیا میں لاثانی ہی۔ وہ بالکل علیحدہ ہی۔ جب ہم سب سے بڑے اور مشہور مصنّفوں کی اُسقدر کا بیان کرنا چاہتے ہیں جہانتک کہ وہ اِدراک ماہیت اِنسان میں پہنچے ہیں تب ہم کہتے ہیں کہ وہ خلقت کے مطابق صحیح اور خوش بیان ہیں یعنی اُنہوں نے کیفیت انسان واجبی طور پر بیان کی ہی۔ جب ہم لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پھر ان مصنّفوں کے بیان پر جو کہ ماہیت اِنسان کے باب میں ہی نظر کرتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ یہہ تصویر اپنی اصل سے مشابہت رکھتی ہی۔ ہومر شیکسپیر ملٹن اِس سے زیادہ تعریف کا دعویٰ نہیں رکھتے ہیں جب ہومر دیوتاؤں کا بھی بیان کرتا ہی وہ صرف اُنکا یوں بیان کرتا ہی گویا کہ وہ بہت بڑے اِنسان ہیں یعنی وہ اِنسانی خیال ہوا و ہوس نیکی و بدی رکھتے

ہیں جب بلند پرواز ملٹن صاحب الوہیت کا بیان کرنا چاہتا ہی تو ذہن کمزور اور پریشان ہوتا ہی اور جب وہ اُس سے جو بیبل میں الوہیت کا بیان ہی آگے بڑھتا ہی تو ہم نہ اسکی تعریف نہ اسکی باتوں پر اعتبار کر سکتے ہیں۔ مگر عیسی المسیح میں ایک ایسی خاصیت جو ایک ہی دم میں الٰہی اور انسانی ہی دیکھتے ہیں اور جو کچھہ وہ کہتا اور کرتا ہی ایسی بے بیان مخفی خاصیت کے بالکل لایق ہی۔ الوہیت کا جلال اور انسانیت کی کمزوری باہم ملی ہوئی ہی ہم اس بات کے کہنے میں جرأت کرتے ہیں کہ ایسی ماہیت کا دریافت کرنا فہم انسان سے خارج ہی اور اُسکے دنیاوی دور کا بعینہ یکساں اور دلچسپ بیان جو انجیل میں شامل ہی خود مسیحی مذہب کی سچائی کے لئے کافی دلیل ہی۔ ای عزیز دوستو میں تمہاری دلسوزی سے منت کرتا ہوں کہ عیسی المسیح کی حالت زندگی اور ماہیت پر ہوشیاری سے غور کرو۔ مذہب کے دشمنوں نے بھی بار بار اقرار کیا ہی کہ وہ ماہیت بالکل کامل ہی۔ جو دل اس عجیب شخص کی خوبی اور ماہیت سے ملایم نہیں ہوتا در حقیقت سخت اور ہر ایک پاک اور عمدہ قوت سے خالی ہی +

۹۔ مسیحی مذہب کی ایک بڑی عمدہ خاصیت یہہ ہی کہ وہ اپنی تعلیموں کو نہ صرف لفظوں سے بلکہ اپنے معتقدوں کی رفتار گفتار سے بھی اُنکی سچائی ظاہر کرتا ہی۔ یہہ مدت سے مانا جاتا ہی کہ جو کچھہ ہم صرف کان سے سُنتے ہیں ہمارے دلوں پر اتنا اثر نہیں کرتا ہی جیسا کہ دیکھنے سے ہوتا ہی مثلاً کسی شخص کی صورت کا حلیہ ہمارے دلوں پر ایسا منقش نہیں ہوتا ہی جسقدر کہ اُسکے یا اُسکی تصویر کے ملاحظہ سے ہوتا ہی۔ ان دو چیزوں کے فرق سے وہ تفاوت بہت انسبت رکھتا ہی جو کہ کسی کی حقیقت سُننے اور اُسکو کسی کی چال چلن میں دیکھنے سے واقع ہوتا ہی۔ اگر خدا اپنی زبان سے فرماوے کہ میں گناہ سے نفرت رکھتا ہوں کچھہ تاثیر تو ضرور ہوگی پر اگر وہ اُسی حقیقت کو کسی کیفیت سے بھی ظاہر کرے مثلاً گناہ کے سبب سخت سزا دے تو بہ نسبت اُسکے زیادہ تاثیر ہوگی۔ یا اگر کوئی زبانی ہم سے کہتا کہ خدا انسانوں کو پیار کرتا ہی یہہ خبر ہم پر ایکطرح کا اثر ضرور کرتی تو بھی اگر ہم ایک یا بہت سے کام اس بات کے ثبوت میں دیکھتے تو وہ

تاثیر کتنی زیادہ ہوتی - فرض کے باب مین بھی ایسا ہی حال ہی مثلاً اگر ہم فلط یہہ سکھلائے جائیں کہ ہم کو چاہئے کہ اوروں کے قصوروں کو معاف کریں اور سب لوگوں کو پیار کریں وغیرہ اُسکی تاثیر دل پر بہت کم گویا نقش برآب ہوتی بہ نسبت اُسکے جو کسی کی چال و چلن میں عفو و محبت دیکھنے سے ہوتی ہی اور وہ ہدایت نہایت ہی عمدہ اور مفید ہوگی اگر وہ شخص جو ہادی ہی بذات خود اُس کا نمونہ دکھلائے +

یہہ اصول بہت ضروری ہدایتیں ہیں - سوائے مذہب مسیحی کے اور کوئی مذہب نہیں ہی جو اُنسے مطابقت رکھتا ہی - مگر یہہ بات بہت ہی عجیب ہی کہ دین عیسوی اُنسے کیسی مطابقت رکھتا ہی - علم فلاسفہ اور مذہب طبعی کے مفسر خدا اور اُسکی صفتوں کا کچھ بیان کر سکتے ہیں مگر اُنکی تعلیمیں بہتوں کو خلاف قیاس معلوم ہوتی ہیں اور اُنسی پر پایدار تاثیر کرنے کے لایق نہیں - یا اگر وہ دشمنوں کو پیار کرنیکی تعلیم دیکر ایک دلچسپ تصویر بنا دیں تو بھی وہ صرف خیالی و بے وجود مثل سراب کے ہوگی ہاں ایک باطل خیال ہے دل بمشکل قبول

کر سکتا ہی - فیلسوف اپنے خیالات کو خدا کی بابت صرف لفظوں سے بیان کرتے ہیں پر الفاظ تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے بمشکل کافی ہیں مگر جاہلوں کے لئے تو بالکل کافی نہیں ہیں +

پس بیبل میں واقعات اور ماجروں کا بطوالت مذکور ہی جیسے ذات الٰہی اور گناہ کی بدی انسان کی حقیقی خاصیت و نیز اور ایسی باتیں اکثر ظاہر ہوتی ہیں - انسان کا فرض بھی اعمال سے ظاہر ہوتا ہی - راستبازی اور پاکیزگی دونوں یسوع مسیح میں ایسی عمدہ اور دلچسپ طور پر دکھلائی دیتی ہیں کہ فیلسوف اور دہقان انسان کے فرض کو سمجھ اور معلوم کر سکتے ہیں - بیبل کے اکثر حصے تواریخ کے طور پر ہیں اور جو ماجرے اُسمیں مندرج ہیں ہم کو ضروری حقیقتیں سکھلانے کے واسطے بہت مناسب ہیں +

پس دریافت ہوتا ہی کہ الہام الٰہی کا وہ طریقہ جو بیبل میں پایا جاتا ہی بالکل اصل اور علم حکمت کے مطابق ہی - میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم میرا مطلب سمجھو گے - اگلے دستور کے موافق یہہ کہنا کہ یہہ

تعلیمیں جنکا بیان کیا اصلی اور سچی ہیں ایک بات ہی اور یہہ کہ اُن کے سکھلانے کا طور اصلی اور عقل سے بھرا ہی بالکل دوسری بات ہی۔ پچھلے قول کا بیان ہوتا ہی +

۱۰- دین عیسوی کی خاصیتوں میں سے ایک یہہ ہی کہ اُس کا مقصد عملی ہی دین مسیحی نہ صرف عقل سے تعلق رکھتا ہی بلکہ اُسکی سچائیاں دل اور چال چلن پر بھی اشارہ کرتی ہیں - دین عیسوی میں قواعد بھی ہیں اور اُن قواعد کا مقصد ہی کہ دل اور گفتگو اور چال چلن پر تاثیر کریں - غرض مسیحی مذہب انسان کی کل طبیعت کو ظاہری اور باطنی عملوں میں درست کرنے کی کوشش کرتا ہی - عملی طور پر مسیحی مذہب ایک دورہ زندگی ہی اور اُسکے مقاصد بنی آدم کی سرحدوں تک پہنچتے ہیں وہ سب سے کمینے کی حقارت نہیں کرتا ہی اور بنی آدم میں سے سب سے بڑے گنہگار کی بابت مایوس نہیں ہی وہ سبھوں کو خدا کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہی اور بعد اُسکے راستبازی اور سلامتی کی طرف +

یہہ عملی خاصیت اور مذاہب میں بہت تھوڑی پائی جاتی ہی اکثر

انہیں خاص کر کے ایسی ظاہری رسموں کو بار بار ماننا سکھلاتے ہیں جو کہ بذات خود بیحد نکمی اور بیفایدہ ہیں - قریب سب مذہبوں میں معافی کا کچھہ بیان پایا جاتا ہی مگر سوائے مسیحی مذہب کے کوئی نہیں جو کہ طبع انسان کی درست ہونے کی ضرورت بتلاتا ہی - فیلسوفوں نے چند برگزیدہ کو سچائی کی پہچان اور محبت کی طرف رجوع کرنے کا بیان کیا ہی مگر یہہ اُنکا بیان غیر مفید رہا ہی عوام الناس کے باب میں وہ ہمیشہ مایوس تھے بلکہ اُنکو جہالت اور بدی میں گرفتار سمجھتے تھے +

۱۱- مسیحی مذہب کی عملی قدرت بھی عجیب طرح کی ہی - اُسکے قواعد اور مدامی پاک ہونیکی ہدایتیں قوی عملی تاثیر کرنے کے لایق ہیں اور اُسکی نصیحتیں دل کے خیالات پر بے شمار اور مضبوط ہیں اور یہیں گناہ سے باز رکھتا ہی وہ سچائیاں جنہیں وہ ظاہر کرتا ہی دل ہی پر اثر کرتی ہیں اور ہماری خواہشوں کو نیکی کی طرف رجوع کرتی ہیں وہ ہماری طبیعت کے سبب سے قوی اصولوں کو بیدار کر دیتی ہیں اور اُنکی معرفت ہمکو پاکیزگی اور فرمانبرداری کی راہ پر چلاتی ہیں -

وہ شخص جو مسیحی مذہب کا معتقد ہی بالضرور اُسکی تاثیر اپنے دل پر معلوم کریگا۔ اگر کسی مجرم کی جان بخشی جائے جب کہ اُسے پھانسی پانے کی اُمید ہی ہم جانتے ہیں کہ اُسکے دل پر بالضرور بہت تاثیر ہوگی۔ مگر مسیحی مذہب کے اظہار اِس سے زیادہ برانگیختہ کرنیوالے ہیں۔ وہ معافی کو پیش کرتا ہی۔ ہاں بلکہ خدا کو خود معافی پیش کرتے ہوئے ظاہر کرتا ہی۔ نہ صرف معافی بلکہ دوستی اور ابنیت۔ پس اُس کی باتیں اگر مانی جائیں بیرو‌ک ہونگی۔ الغرض وہ روح اور زندگی ہیں +

اور مذہب جب اِس عملی انجام کو چاہتے ہیں اِسکے حاصل کرنیکے وسیلے نہیں رکھتے ہیں مثلاً اور مذہبوں نے اِنسان کا حال بیان کیا ہی کہ گویا اُسکے اور خدا کے بیچ ایسا میل ہی جیسا کہ مالک اور نوکر کے درمیان ہی یعنی جیسا نوکر کام کریگا ویسی مالک اُسکو تنخواہ دیگا مگر مسیحی مذہب اُس میل کے بیان میں جسے خدا قایم کرتا ہی بتلاتا ہی کہ وہ اُس میل سے نسبت رکھتا ہی جو کسی باپ اور اُسکے بیٹے کے درمیان ہی اور ہدایت دیتا ہی کہ مسیح کے وسیلے سے معافی

حاصل کرکے اپنے رحیم خدا کو جو آسمانی باپ ہی پیار کرو اور اُسکی خدمت بھی کرو۔ غرض اَور مذہبوں کی یہہ تعلیم ہی کہ خدمت بعد اُسکے معافی مگر مسیحی مذہب یہہ تعلیم دیتا ہی کہ پہلے معافی پھر خدمت۔ اِس بات میں مضمون مذکورہ بالا کے موافق مسیحی مذہب بالکل اصلی ہی۔ فی الواقع معلوم ہوتا ہی کہ وہ سب چیزوں کو اُلٹ دیتا ہی۔ مگر جب ہم اِس مضمون پر غور کرتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہی کہ صرف مسیحی مذہب ہماری طبیعت کی حقیقی خاصیتوں کے مطابق ہی ۱۰

غرض اِس خط کی ساری دلائل کا مختصر بیان کریں۔ ہم مسیحی مذہب کی نوئیدگی اور اِس عجائب اصلیت کا بیان کیونکر کرسکتے ہیں۔ خصوصاً ہم دیکھتے ہیں کہ وہ خاصیتیں جو کہ اصالت کے سبب سے مشہور ہیں اپنی گہری حکمت اور اُس نادر مطابقت سے جو فہم اِنسان سے علاقہ رکھتی ہیں برابر ہیں۔ مسیحی مذہب کے پہلے جاری کرنیوالے بے نظیر لاثانی اور صاحب طبع نہ تھے وہ غریب دل بے ریا غیر تعلیم یافتہ اشخاص تھے۔ افلاطون یا نیوٹن صاحب ایسے مذہب کو ایجاد نہ کرسکتے

تو پطرس یا یوحنا کیونکر کرسکتے جواب صاف ہی کہ اِنسان نے اسکو کبھی ایجاد نہ کیا۔ خود خدا ہاں اُس عالم الغیب وجود نے جو اِنسان کے دل اور اُسکی حاجات اور قواعد کو بخوبی جانتا ہی اور جو قدرت اور فضل کی لاانتہا تدبیریں رکھتا ہی یہانتک کہ وہ اپنے علاجوں کو ہماری طبیعت کے موافق کرسکتا ہی مذہب مذکور اِنسانوں پر نازل کیا +

دسواں خط

مقابلہ دینِ عیسوی کا اُن دینوں سے جو اپنی نسبت دعویٰ اِلہام کا رکھتی ہیں

عزیز دوستو۔ ہم مسیحی مذہب کو اُس طریقے سے جو مذہب طبعی کہلاتا ہی مقابلہ کرتے تھے اور ہم نے دیکھا ہی کہ دینِ مسیحی مذہب طبعی سے نہ صرف ٹھیک مطابقت بلکہ اکثر ضروری باتوں میں سبقت رکھتا ہی۔

اب ہم دینِ مسیحی کو اُن دینوں سے جو منجانب اللہ ہونیکا دعوی رکھتے ہیں مقابلہ کرتے ہیں +

اکثر دلایل جو ۸ و ۹ خطوں میں مندرج ہیں اِس مضمون پر بھی تعلق رکھتی ہیں اُنہیں سے بعض کا مکرر ذکر کرنا ضرور ہی +

۱۔ مسیحی مذہب اور مذہبوں سے جو اِلہام کا دعوی رکھتے ہیں بہت تفاوت رکھتا ہی کہ وہ ہر ایک بات میں خدا کی تعظیم اور توصیف کرتا ہی۔ اُسکی بزرگی پاکیزگی اور مہربانی صاف بلکہ جاہ و جلال کے ساتھ اُس میں ظاہر ہوتی ہی اسی طرح اُسکی حکومت اور رزاقی۔ اور یہہ کہ ساری خلقت اُسکی کمال فرمانبرداری کرے اُس مذہب سے بخوبی آشکار ہوتا ہی۔ اُسکی تعلیم کے موافق الوہیت میں کسی نقص کا نشان بھی پایا نہیں جاتا۔ وہ بے پایاں افضل اور ذوالجلال ہی اُسکی مبارک مرضی کے خلاف کرنا گناہ ہی +

۲۔ مذہب مسیحی اور مذہبوں سے اِس بات میں تفاوت رکھتا ہی کہ وہ اِنسان کے غرور کو فرو کرتا ہی۔ وہ اُسے بتلاتا ہی کہ تو

اپنی حالت اصلی سے برگشتہ ہو کے جاہل تباہ آشفتہ حال اور خدا کا مخالف ہوا اور بسبب اِسکے مستوجب عذاب الٰہی ٹھہرا +

۳ - تاہم دین مسیحی بعضے گمراہ فرقہ فیلسوفوں کی مانند طبع انسان کی حقارت نہیں کرتا - اُس میں اُسکی ذلت کا تذکرہ ہمیشہ غم کے ساتھہ ہی نہ حقارت سے - اُسمیں ایسا بیان نہیں ہو کہ وہ اُمید سے خارج ہو بلکہ یہہ کہ وہ پیشتر ایک عالیشان عمارت تھی جو کہ اب تباہی میں پڑی ہو مگر لایق اِسترداد ہی بلکہ حالت اصلی سے بدرجہ اعلیٰ فایز ہوسکتی ہو - اور اُن سبھوں کو جو اُس کا سخن قبول کریں بحال کرنیکا خود وعدہ کرتا ہی +

۴ - دین عیسوی کی ایک خاصیت یہہ ہو کہ وہ گناہ کی بدی واجبی طور پر ظاہر کرتا ہی اور اُس سے باز رہنے کی سنجیدہ نصیحتیں دیتا ہی +

۵ - دین مسیحی اِس بات سے بھی مشہور ہو کہ وہ گناہ کے بدلے

کفارہ کی ضرورت صاف بیان کرتا اور بتلاتا ہو کہ یہہ کفارہ بہت بڑا ہونا چاہیئے ::

۶ - مسیحی مذہب کی ایک خصوصیت یہہ ہو کہ وہ انسان کے دل کو پاک ہونے یعنی باطنی پاکیزگی کی ضرورت سکھلاتا ہو +

۷ - دین مسیحی اِس بات سے زیادہ مشہور ہو کہ وہ بہ نسبت رسمیات کے اخلاقی قانون کی طرف زیادہ مایل ہو - رسمیات یہاں مراد وہ مذہبی دستور العمل ہو جو بہت سی رسموں اور ظاہری مذہبی طریقوں کو مقرر کرتا اور بتلاتا ہو کہ یہہ طریقے مذہب میں ذاتی ہیں اِس واسطے کہ وہ از خود واجب الاجر ہیں یا کم سے کم خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے واسطے نہایت ہی ضروری شرطیں ہیں - مثلاً دین ہنود میں بہت سی دعائیں اشنان روزہ وغیرہ مقرر ہیں جو نجات حاصل کرنے کے واسطے بالکل ضرور ہیں - دین مسیحی میں ایسی تعلیم بہت کم پائی جاتی ہو - وہ یہیں سکھلاتا ہو بلکہ اکثر سنجیدگی سے یہہ ہدایت کرتا ہو کہ سچا مذہب روحانی ہو یعنی خدا دل پر نگاہ کرتا ہو +

۸- شاید جب یہہ بات سچائی کے ثبوت میں پیش کیجاتی تم متعجب ہوگے اِس سبب سے کہ تم بخوبی سمجھتے ہو کہ اُسکی صاف گواہی اکثر ضروری باتوں پر جنکی بابت اَور مذہب یا تو کچھہ تعلیم نہیں دیتے یا غلطی سے کچھہ کہتے ہیں اُسکی سچائی کی ایک قوی دلیل ہے- تو بھی یہہ ثبوت حقیقت میں بھاری ہے اگرچہ مسیحی مذہب بعضے مضمونوں کی ایسی صاف تعلیم دیتا ہے کہ ہر شخص اُسکی نصیحتیں بخوبی سمجھہ سکتا ہے تاہم اَور مضمون ہیں جنپر وہ کچھہ تعلیم نہیں دیتا ہے+

یہہ دریافت کرنا بہت ہی دلپذیر ہے کہ مسیحی مذہب لوگوں کو کونسی تعلیم نہیں دیتا ہے+

وہ ہم کو فیلسوف بنانیکا ہرگز اقرار نہیں کرتا ہے- اور نہ دنیاوی علم سکھانے کی کوشش کرتا ہے- وہ اُن متعدد طبعی علمی طریقوں کے خلاف میں جو کہ اکثر زمانوں میں جاری ہوئے جیسا جغرافیہ یعنی علم ترکیب زمین تشریح جسم علم ہیئت وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے کچھہ مداخلت نہیں کرتا ہے- اور عقلی علموں کی بابت بھی کچھہ گواہی نہیں دیتا-

بائبل صرف مذہبی کتاب ہے- پھر اکثر سوالات مذہب سے متعلق ہیں جنکے جواب کے بنی آدم بہت مشتاق ہیں مگر بائبل اُنکا کچھہ بھی ذکر نہیں کرتی- جو کچھہ کہ اِنسان کے فرایض اور حاجات سے تعلق رکھتا یا جو کچھہ کہ مذہب کے واسطے مفید ہے بائبل کے اوراق پر اظہر من الشمس ہے مگر جو باتیں کہ صرف خیالی اور فقط اِنسان کی خواہش کے خوش کرنے کے واسطے ہیں قصداً موقوف رکھی گئی ہیں- یہہ سب باتیں اتفاق سے نہیں ہوئی ہونگی- صدہا سوال ہیں جنکی بابت ہر زمانے کے لوگوں نے آگاہی حاصل کرنے کے لئے کوشش کی ہے اور اُس حاصل شدہ آگاہی کو ظاہر کرنے کے نہایت مشتاق تھے اِن سوالوں میں سے بعضے یہہ ہیں- ذات الٰہی کی ہستی- کس طرح دنیا کی پیدایش ہوئی- روح اور بدن کا علاقہ- گذشتہ روحوں کی جگہ اور اُنکے رہنے کا طریقہ- فرشتوں کا شمار اُنکے درجہ بود و باش اور کام عذاب دوزخ کی خاصیت- دوسری دنیاؤں کی ماہیت اور مقصد- یہہ اِنسان کی طبیعت کے مطابق ہے کہ ایسے سوال کرے اور اُنکے

جواب میں کوشش کرے۔ لیکن صاحب کے علم فلاسفہ سے جوکہ ملک یورپ کے سب بڑے بڑے مدرسوں میں مشہور و معروف ہی بہتوں نے سیکھا ہی کہ ایسے سوالوں کو موقوف کریں اِس واسطے کہ وہ ایسے اعلیٰ اور دشوار ہیں کہ عقل انسان اُنہیں کچھ مداخلت نہیں کر سکتی ہی اور سوائے اِسکے اُنسے کچھ عملی فایدہ بھی حاصل نہیں ہوتا ہی۔ تو بھی سوائے کامل تعلیم یافتہ کے اور لوگوں میں اُن سوالوں کی طرف رجوع ہونیکا عجیب طرح کا شوق ہی +

ہم جانتے ہیں کہ وقت تصنیف اِنجیل کے متقدمین ایسے سوالوں پر غور کرنے کے نہایت راغب تھے۔ خاصکر کے دینی کتابوں میں وہ اکثر پائے جاتے ہیں۔ بیبل میں اُنکا پایا نہ جانا کیسی تعجب کی بات ہی بلکہ کیسا بے بیان ہی اگر اِنجیل کے مصنف زمانہ حال کے فیلسوفوں کی مانند تربیت یافتہ نہ تھے تو اُنکی عقل بالضرور خدا سے روشن اور منور ہوئی تھی اور اُنہوں نے اُسکی عین ہدایت سے تصنیف کی۔ مگر ثابت ہی کہ مصنفان اِنجیل فیلسوف نہ تھے اور اُنکی خاموشی

ایسے سوالوں کی بابت سوائے اِسکے کہ وہ الہام سے لکھتے تھے بیان نہیں ہو سکتی +

علم کلام کے بھی مختلف سوالات ہیں جنکے دریافت کرنے میں لوگ نہایت متفکر ہوئے ہیں۔ اُنہیں سے ایک اِس طور پر ہی کہ خدا کے ہر ایک امر میں پیش بینی اور انسان کی فعل مختاری آپسمیں کیونکر مطابقت رکھتی ہیں۔ دینی بیبل اِس بھید کے سکھلانے کا قصد بھی نہیں کرتا +

یہہ بات ثابت کرنا آسان ہی کہ اکثر مذہب جو دعویٰ الہام کا رکھتے ہیں ایسے مضمونوں کے بیان میں بہت غلط تعلیم دیتے ہیں۔ مثلاً اگر تم بہشت اور دوزخ کے اُن بیانوں کو پڑھو جو کہ ہندؤں و پارسی و محمدیوں کی دینی کتابوں میں مذکور ہیں تو تم کو معلوم ہوگا کہ وہ باہم بالکل مختلف اور اکثر باتوں میں نہایت نفرت انگیز ہیں اور اِسطور پر وہ اکثر مضمونِ فیلسوف پر گمان کرتے ہیں مثلاً محمدی کلمہ غلطی سے مسئلہ تقدیر سکھلاتا ہی +

اے عزیز دوستو مجھے قوی امید نہیں ہے کہ یہہ بات اِس وقت تم کو بیبل کی سچائی پر معقول دلیل معلوم ہوگی۔ شاید تم اب تک خیال کرتے ہو کہ اگر بیبل ہم کو دنیاوی علم سکھلاتی جیسا کہ اکثر ہندوؤں کے شاستر سکھلانیکا دعویٰ رکھتے ہیں تو بہت بہتر ہوتا۔ مین یقین جانتا ہوں کہ جیوں جیوں تم علم حکمت میں ترقی پاؤگے تیوں تیوں اِس دلیل کی قوت پہچانوگے۔ اِس وقت بھی تم اِن دو قولوں کی سچائی ضرور قبول کروگے۔ پہلے کچھ ضرورت نہیں کہ خدا ایسی علمی حقیقتیں جنہیں انسان خود اپنی ذہنی قوت سے دریافت کر سکتا ہے از روے اِلہام ظاہر کرے۔ اور اِسلئے اغلب نہیں۔ دوسرے اگر بیبل غیر الہامی شخصوں کی تصنیف ہے تو اُس ملک اور زمانے کی رائیں جو علم طبعی اور علم کلام سے متعلق ہیں بالضرور اُسمیں شامل ہوتیں اور یہہ رائیں اکثر باتوں میں فی الحقیقت غلط ہوتیں۔ اس سبب سے علمی طریقے کا بیبل میں نہ ہونا اُس کے منجانب اللہ ہونے کی ایک قوی دلیل ہے۔ بیان مذکورہ بالا سے آیندہ مضمون متعلق ہے +

۹۔ مسیحی مذہب اَور مذہبوں سے جو اِلہام کا دعویٰ رکھتے ہیں یہہ فرق رکھتا ہے کہ وہ اِس زمانہ کے علمی انکشافوں کے مطابق ہے۔ ساتویں خط میں بیان ہو چکا ہے کہ مسیحی مذہب علم سے موافقت رکھتا ہے اب ہم یہہ حقیقت پیش کرتے ہیں کہ اُسکے سوائے کوئی اور مذہب جو الہام کا دعویٰ دار ہے یہہ فضیلت نہیں رکھتا ہے +

اَور جمیع مذاہب اِس بات پر قاصر ہیں۔ علمی مضمونوں پر ایسی بہت تعلیم دینے سے اُنہوں نے اپنی خاصیت کی کسوٹی کو کثرت سے ضرب دی ہے اور یوں از خود اپنا فریب بخوبی ظاہر کیا ہے اُنکے جغرافیہ علم ہیئت علم نباتات علم حیوانات جسم کی ترکیب طبابت ہزارہا غلطیوں سے معمور ہیں اور اُنکے مصنفوں کے الہامی نہ ہونیکا یہہ صاف نتیجہ ہے +

۱۰۔ دین عیسوی اَور مذہبوں سے جو دعویٰ الہام رکھتے ہیں اِس بات میں بھی تفاوت رکھتا ہے کہ وہ عام مذہب ہونیکے لائق ہے۔ وہ اِس بات کا دعویٰ رکھتا اور فی الحقیقت ایسا ہی ہے کہ فیلسوف

اور بے علم دہقانی امیر و غریب مرد و زن فرنگی و باشندگان ایشیا و افریقہ و امریکا پر وہ برابر تعلق رکھتا ہے۔ وہ بادشاہوں کے محلوں میں حکومت کر سکتا اور اُس نے متفرق جزیروں کے وحشی باشندوں کو عجب طرح کی شائستگی دی ہے۔ بنی آدم کی اُمیدیں اُسکے پھیلنے پر موقوف ہیں۔ وہ ہر قسم کی عقل کے موافق ہے اور سب دلوں پر تاثیر کرتا ہے۔ اُس نے نیوٹن صاحب فیلسوف کے ذہن کو منور کیا اور لڑکوں کو حالت نزع میں خوش کیا ہے +

ضرور نہیں کہ ہم ثابت کریں کہ یہہ بات سچے مذہب کا نشان ہے۔ صرف ایک مذہب سچا ہو سکتا ہے۔ یہہ قول کہ خدا ایک مذہب کو اور دوسروں کو جو اُسکے برعکس ہیں یورپ اور افریقہ میں نازل کرے خلاف ہے +

۱۱۔ مسیحی مذہب اور دعویدار الہامی مذہبوں سے یہہ فرق رکھتا ہے کہ اُسکی دلیلیں سب کی سمجھ کے موافق ہیں مسیحی مذہب کسی بات کو بلا ثبوت ماننے کا حکم نہیں دیتا ہے۔ وہ ہم کو اپنے باپ دادوں کی

رسموں کو بے عذر ماننے کو نہیں سکھلاتا ہے بلکہ حکم دیتا ہے کہ اپنے اعتقاد کی بنیاد کو معلوم کرو اور مسیحی مذہب کے ثبوت اِتنے بہت اور جدا جدا ہیں کہ بعضے اُنمیں سے ہر ایک کی سمجھ کے موافق ہیں ہر ایک عیسائی اگرچہ بہت ہی غریب ہو اپنے مذہب کی سچائی کا معقول ثبوت حاصل کر سکتا ہے +

یہہ سب سے ضروری باتیں ہیں جنمیں مسیحی مذہب اور سب مذہبوں سے جو دعوی الہام رکھتے ہیں الگ ہے۔ اب میں غیر قوموں کے سب سے مشہور اور قدیم مذہبوں کا خصوصاً جو قدیم ملک یونان اور روم میں جاری تھے مختصر بیان کرونگا۔ یونان اور روم کے دیوتا شمار میں تیس ہزار سے کم نہ تھے +

بیان ہو چکا ہے کہ یہہ دیوتے بذاتہ صرف مبالغہ کئے ہوئے اِنسان تھے جنمیں انسانی نیکیاں اور بدیاں کثرت سے تھیں۔ دیوتاؤں کا وہ بیان جو مشہور شاعر ہومر کی تصنیفوں میں پایا جاتا ہے نہایت ہی مکروہ ہے اور بعضوں نے بانصاف پوچھا ہے کہ آیا ہومر سا ذی فہم

شخص ایسے علم الٰہی پر در حقیقت اعتقاد لاتا تھا ذی اوس یا جوپیٹر یعنی اندرا جو دیوتاؤں اور انسانوں کا بادشاہ کہلاتا ہی ایک بھی صفت لایق الوہیت نہیں رکھتا ہی اُسکی قدرت بھی بیحد نہیں ہی۔ ہومر کے بیان کے موافق دیوتا کھاتے پیتے اور آپس میں جھگڑا اور لڑائی کرتے تھے اور کبھی کبھی ایسے خوش دل ہوتے کہ اُنکی بے انتہا خوشی آسمانوں کو ہلاتی۔ پھر وہ متلون اور تند مزاج بدگمان اور کینہ ور ہیں اور اُنپر جو اُنکی حقارت کرتے بیرحم ہیں مگر ہر حالت میں اپنے دوستوں کی طرفداری اور مدد کرتے ہیں۔ تو بھی یہہ ملک یونان کا عام اعتقاد تھا ؀

غیر ممکن تھا کہ ایسا مذہب بے اعتراض رہے جب اُس قوم کی ترقی علم اور طبعی آراستگی ہوئی۔ تجارت اور غیر قوموں کی آمد و رفت اور ترقی علم نے ملک یونان میں عجب طرح کا انقلاب پیدا کیا۔ یونانی لوگ بذاتہ دینی رسومات سے بڑی محبت رکھتے تھے اور عام لوگ خصوصاً دیہات میں اُس قدیم طریقے پر اعتقاد رکھتے تھے جب تک

کہ دین عیسوی اُسکے عوض میں جاری نہ ہوا۔ مگر فیلسوفوں نے فوراً عوام کے قدیم اعتقاد کو بالکل ترک کیا تھا۔ پس زنوفانیز نے پانسو پچیس برس قبل مسیح کے لکھا ہی کہ دیوتاؤں کا عوام پسند بیان فقط بیدینی کہانی ہی اور وں نے بھی اُنکا اسی طرح پر بیان کیا ہی تو بھی اگرچہ فیلسوفوں نے عوام کے اعتقاد کی بیہودگی دیکھی وہ اُس سے بہتر کوئی طریقہ ایجاد نہیں کر سکتے تھے۔ اُنہوں نے اُسکو گرایا مگر کچھ بنا نہ سکے۔ فیلسوف مذکورہ بالا نے اقرار کیا کہ میں خدا کی بابت کچھ نہیں جانتا ہوں ؀

ملک یونان میں فیلسوفوں کی تعلیم سے علم اخلاق میں کچھ ترقی نہ ہوئی۔ ہومر کے وقت میں لوگوں کی رسمیں ناہموار و نامعقول اور اکثر باتوں میں لایق اعتراض تھیں مگر آیندہ زمانوں میں جب خوش سلیقہ ہنر اور عقلی قیاس لطافت کے اعلیٰ درجے تک پہنچے تب لوگوں کے اخلاق اُس سے زیادہ خراب تھے۔ اخلاق کے ساتھ حب الوطنی اور اتحاد نیست و نابود بلکہ ملک کی آبادی بھی کم ہوئی۔ جو شہر پیشتر اقبالمند

اور آراستہ تھے ادنیٰ گانو ہو گئے اور نفرت انگیز بدکاری گویا ناسور ہوئی جس نے ملک یونان کی جان نکالی روم کا حال بھی ایسا ہی ملال انگیز تھا - رومی مذہب اور دستوروں میں یونانیوں کے پیرو تھے کیٹو بلقب محتسب اکثر اپنے ہموطنوں کو یونانیوں کی بابت متنبہ کر کے کہا کرتا تھا کہ وہ ہر بدی کے موجد ہیں مگر اس کا یہہ دعویٰ بیفایدہ نکلا - یونانی علم اور انکے دینی مسائل روم کی تمام اطراف میں بکثرت پھیل گئے اور جاہل رومی بدی میں ایسی شدت سے جو یونانیوں میں معدوم تھی مستغرق ہوئے علم فیلسوف نے اپنے دورے کو ملک یونان میں دوبارہ کر کے قدیمی وہمات کو خارج کیا اور قوم کو یہانتک بے ایمان بنایا کہ کسی معبود پر انکا کچھ بھی اعتقاد نہ رہا - قبل اظہار مسیح کے دو سو برس تک بے دینی اور بدکاری وبا کی طرح چاروں طرف پھیل گئی - روم کے رئیس نہایت شریر ہوئے اور سب سے ذی فہم اشخاص مثل جولیس قیصر سب سے زیادہ خراب ہوئے ؞

پھر بھی ان مذہبوں کی ایک خاصیت تھی - قیصر اگستس کے زمانہ

تک بلکہ اسکی حکومت میں روم کے اندر علانیہ انسانی قربانی ہوتی تھی لڑائیاں نہایت سختی اور خونریزی سے واقع ہوتی تھیں غلامی عموماً تھی اور کم بخت غلام بہ نسبت انسان کے جانوروں کی طرح سلوک کئے جاتے تھے - اکثر عام تماشے ہوتے تھے جن میں شمشیرباز مقابل ہو کے ایک دوسرے کو قتل کیا کرتے تھے اور مرد و زن بکثرت جمع ہوتے تھے کہ ان خون آلودہ تماشوں کو دیکھیں - بعض اوقات بیس ہزار آدمی سے زیادہ ایک مہینے کے عرصہ میں ان تماشوں کے درمیان ہلاک ہوئے بیمار اور محتاجوں کی مدد کے لئے کوئی شفاخانہ و غریب خانہ پایا نہ جاتا تھا - ہر ایک تواریخ دان جانتا ہے کہ جس وقت مسیحی مذہب جاری ہوا بت پرست قوموں کے درمیان دین اور اخلاق کا حال نہایت ہی برا تھا - یونانی اور رومی مصنفوں نے غمگینی سے فریاد کی کہ لوگوں کا اخلاقی حال ان دیوتاؤں کی مانند جنکی وہ پرستش کرتے تھے خراب تھا ؞

اور قوموں کے مذہبوں کا مفصل بیان کرنا ضرور نہیں ملک مصر

میں حیوان پرستی نہایت ذلیل طور پر جلدی عوام کا مذہب ہوئی۔ بلیوں اور گیدڑوں کے سوا لئے بتوں کی پرستش پر قناعت نہ کرکے وہ بلیوں اور گیدڑوں کی پرستش کرنے لگے۔ مصر کا مذہب یونانیوں اور رومیوں کو نفرت انگیز معلوم ہوا اُنکے مصنفوں نے طعنہ زنی سے بالکل مصر کا ذکر کیا +

ملک اسور اور بابل کے مذہبوں کا ذکر کرنا بیفایدہ ہی طلسم اور فال گوئی اور جادوگری عجیب طرح سے اُنکی خاصیت ہیں تھی۔ وہ مذاہب بالکل خلاف شرع تھے۔ مورخ ہیراڈٹس نے حقارت سے لکھا کہ آسمانی ملکہ کی پرستش خاصکر کے بیان سے باہر مکروہ تھی +

فنیکی والا اور ایشیا کوچک کے اور مذاہب قیاس سے باہر وحشی اور غضبناک تھے +

سیلٹک اور جرمنی قوموں کے مذہب نامعقول اور خون آلودہ تھے اُن وحشی لوگوں کے مذہب کی مانند جو دکھن طرف سمندر کے جزیروں میں رہتے ہیں +

گیارھواں خط

مذہب ہنود اور اُسکی دلیلونکی تحقیقات کے بیان میں

حصہ اول

عزیز دوستو۔ دین عیسوی کے دلایل اُن دو دینی طریقوں سے جو اس ملک میں جاری ہیں یعنی دین ہنود اور دین اسلام کی دلیلوں سے مقابلہ کرنے میں تھوڑا وقت صرف کرنا بہت فائدہ مند ہوگا۔ ہم دین ہنود سے شروع کرینگے +

ہم نے دین عیسوی کی خاص دلیلوں کو دو حصوں یعنی ظاہری اور باطنی دلیلوں میں تقسیم کیا ہے اور یہہ تقسیم کسی طرح سب مذاہب کی دلیلوں پر متعلق ہے

ظاہری دلیل

پس ہم یہہ سوال کرکے شروع کرتے ہیں کہ دین ہنود کے ثبوت ہیں کونسی ظاہری دلیل ہی۔ اِس سوال کے جواب دینے سے پہلے یہہ دریافت کرنا چاہیے کہ دین ہنود کیا ہی۔ کسی مذہب کی تحقیق کرنے ہیں پہلا سوال بالضرور یہی ہی کہ یہہ مذہب کیا ہی۔ پھر یہہ سوال پیدا ہوتا ہی آیا یہہ مذہب سچا ہی کہ نہیں۔ پس یہہ طریقہ ہے ہم دین ہنود کہتے ہیں کیا ہی۔ اِس سوال کا جواب آسان نہیں ہی بنگال یا مدراس کا دین ہنود بمبئی کے دین ہنود سے مختلف ہی اور اُنکے گرد نواح کے صوبوں مثلاً کانادہ اور مہاراشٹر کے دینی طریقوں میں کچھہ کچھہ فرق پایا جاتا ہی۔ برہمنوں کا دین ہنود کنبی اور کولی کے دین سے بڑا فرق رکھتا ہی۔ اِس سوال کا سب سے عمدہ جواب یہہ ہی کہ اصلی دین ہنود وہی ہی جو شاستروں میں مندرج ہی۔ شاستر وہ کتابیں ہیں جو ہندو لوگ

کی رائے کے مطابق الہامی ہیں اور جو کچھہ اُنمیں نہیں ہی صرف متعلق جگہ یا زمانی سمجھنا چاہیے +

دوسرا سوال یہہ ہی کہ شاستر کیا ہی عام جواب یہہ ہوگا کہ چار وید چھہ علمی شاستر اٹھارہ پران۔ اکثر سنسکرت کتابیں ہیں جو اِنمیں شامل نہیں ہیں مگر تصنیفات مذکورہ بالا ہندوؤں کے نزدیک خاصکر پاک اور لایق اعتبار کے ہیں +

جس طرح ہم نے بیبل کی تحقیق کی ہی اُسی طرح اِن کتابوں کی تحقیق کرینگے۔ پس پہلے اُنکی قدامت کی بابت دریافت کریں +

پہلے قدامت ہندوؤنکی دینی کتابونکی

شاستروں کی تاریخ بیان کرنا نہایت مشکل ہی۔ عالموں نے بار بار کوشش کی ہی کہ سب سے مشہور شاستروں کی تاریخ ٹھہرا دیں مگر اُنکی بے انتہا مختلف رائیں ہم کو کل مضمون کی بابت بہت شک و شبہہ میں چھوڑ دیتی ہیں بعضوں نے خیال کیا ہی کہ وہ چودہ سو برس

قبل از مسیح ہوئے مگر اوروں نے جو انکے برابر تعلیم یافتہ تھے بیان کیا ہی
کہ وہ فقط سات سو برس قبل از مسیح لکھے گئے پس یہاں سات سو برس
کا تفاوت پایا جاتا ہی پرانوں کی بھی تاریخ غیر مقرر ہی۔ الغرض گمان
غالب ہی کہ انہیں سے سب سے قدیم قریب ہزار برس سے ہی اس
حساب سے وہ بعد ظہور مسیح کے آٹھویں یا نویں صدی میں تصنیف ہوئے
اور سب سے نئے انہیں سے فقط چار یا پانچ سو برس سے ہیں۔ چھہ علمی
شاستروں کی بھی تاریخ ٹھہرانا مشکل ہی۔ پس اگرچہ ہم کو معلوم ہی کہ
ہندوؤں کی دینی کتابوں میں سے چند مثلاً وید بہت قدیمی ہیں
تو بھی انکی تاریخ کی بابت ہم بہت شبہے میں پڑے ہیں +

دوسرے اِن کتابوں کی اصالت کے باب میں۔

آیا یہہ کتابیں جیسی عین تصنیف ہوئیں ویسی ابتک ہیں کہ نہیں

یہہ بات ثابت کرنی کہ ہاں وہ ویسی ہی ہیں بہت دشوار ہی۔

اغلب ہی کہ ویدوں میں مدت تک بہت تبدیل نہ ہوئی ہوگی تو بھی معلوم
ہوتا ہی کہ انمیں بھی کچھہ تبدیلات جو لایق غور ہیں واقع ہوئی ہونگی۔ قریب
تمام سام وید رگ وید میں پایا جاتا ہی تاہم اختلاف عبارت بہت ہی
عالموں نے اِس بات پر مباحثہ کیا ہی کہ اِن اتفاقوں میں آیا رگ وید کا
مضمون زیادہ قدیم اور اصلی ہی یا سام وید کا۔ اِس طرح پر اتھروان وید
کی اکثر باتیں رگ وید میں ہیں مگر پہلا دوسرے سے اِسقدر تفاوت
رکھتا ہی کہ ایک عالم مصنف نے انکو وہمی اِنقلاب اور تبدل کہا ہی۔
پُران بالیقین بہت بگڑ گئے ہیں پر اُن کی دو قلمی کتابیں جو آپس میں
مطابقت رکھتی ہوں دستیاب ہونی ازبس دشوار ہی۔ معلم معزز
ولسن صاحب کی رائے ہی کہ پُران ایک اور قسم کے زیادہ قدیم تھے
جن میں سے یہہ ایک خبر دی اور غلطی آمیز نقلیں اب موجود ہیں اس
اِس حالت میں اصلی پُران بلاتغیر کھو گئے اور وہ جواب ہیں ساختہ
نقل ہیں۔ ایک پُران میں اکثر اَور پُرانوں کی جسامت اور مضمون کا
ذکر ہی مگر یہہ بیان آپس میں بالکل مختلف ہی اسی لئے پُرانوں کی اصلیت کا

ذکر کرنا بیفایدہ ہی- کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ میرے پاس پُران کی اصل عبارت موجود ہی الغرض ہر شخص یقین کرتا ہی کہ میرے پاس نہیں ہی +

ہمیشہ کہتے ہیں کہ اٹھارہ پُران ہیں مگر مختلف تصنیفوں ہیں اُنکی فہرست متفرق پائی جاتی ہی- کرما پُران اگنی پُران کو ترک کرکے اُسکے بدلے وایو پُران لگاتا ہی- اگنی پُران شیو پُران کو اور اُسکے بدلے وایو پُران کو لگاتا ہی اور راما پُران گُرڑ اور برہمانڈ کو ترک کر اُنکے عوض وایو اور نرسنگہہ کو رکھتا ہی بسنیبا پُران شیو پُران کو بالکل ترک کرتا ہی +

مسیحی نوشتوں یعنی بیبل کی ایک عجیب کیفیت یہہ ہی کہ وہ متفرق زبانوں میں ترجمہ ہوئے (تیسرے خط کو دیکھو) اور واضح ہوا کہ ہم اُنکی قدامت اور اصالت اُن ترجموں کے ذریعہ سے ثابت کر سکتے ہیں مگر ہندوؤں کی دینی کتابوں کے باب میں کوئی اس طرح کی دلیل نہیں ہی- اکبر بادشاہ کے زمانے تک انمیں سے کسی کا ترجمہ غیر زبانوں میں نہوا تھا بادشاہ موصوف کے وقت بعضی انمیں سے زبان فارسی

میں ترجمہ کی گئی- کوئی اِن ترجموں میں سے تین سو برس کا نہیں ہی حالانکہ عہد عتیق کی کتابوں کا ترجمہ یونانی زبان میں دو ہزار برس سے زیادہ گذرے کیا گیا +

تیسرے اُس تواریخ کی معتبری کے بیان میں جو شاستروں میں درج ہی یہہ بات ظاہر دلیلوں سے ثابت نہیں ہو سکتی ہی

۱- ہم اُنکے مصنّفوں کی خاصیت اور ارادوں کی بابت کچھہ نہیں جانتے ہیں سوائے اُسکے جو اُنکی تصنیفوں سے معلوم ہوتا ہی- اُنکا احوال اور کیفیت اور اُنکی تصنیفات کا اظہار اور اُنکے جاری کرنیوالے اور اُنکی قبولیت کا طریقہ بالکل پوشیدہ و نامعلوم ہی +

۲- اور ملکوں کے مصنفوں نے اُنکے حق میں کچھہ بھی گواہی نہیں دی ہی جو کیفیتیں اُن پُرانوں میں (جو تواریخ ہونے کا دعوی

کرتے ہیں) مذکور ہیں اُن یونانی مصنفوں سے ثابت نہیں ہوتی ہیں جو سکندر ذو القرنین کا ہندوستان پر حملہ کرنا اور اُن واقعات کا جو بعد ازاں وقوع میں آئے بیان کرتے ہیں - اور ہندوستان کی سرحدوں پر ملک باکھترا میں یونانی حکومت دیر تک رہی مگر اُسکی مشہور تواریخ سے پُران مطابقت نہیں رکھتے ہیں چین کی بعضی تصنیفات میں ملک ہند کا بیان پایا جاتا ہے خصوصاً مذہب بُدھ کے اُن تیرتھہ کرنیوالوں کی تصنیفات میں جو اِس ملک کو دیکھنے آئے - مگر ہندوستان کا احوال جو اُن کتابوں میں پایا جاتا ہے اکثر باتوں میں پُرانوں کے بیان سے خلاف ہے مسلمان ساتویں صدی کے آخر سے ہندوستان سے کچھہ علاقہ رکھتے ہیں اور خاصکر کے محمود غزنوی کے وقت یعنی دسویں صدی کے آخر میں اُنکا تعلق بہت تھا مگر مسلمان مصنف پُران کے دعوی کو ثابت نہیں کرتے ہیں باوجودیکہ اکثر پُران مسلمانوں کے ہندوستان پر حملہ کرنے کے بعد لکھے گئے اِس سے یہہ مطلب نہیں ہے کہ پُرانوں کی کوئی حقیقت غیر ملک کے مصنفوں نے بیان نہیں

کی ہے مگر یہہ کہ جن موقعوں کو غیر ملکوں کے مصنف پُرانوں سے مختلف بیان کرتے ہیں بہت زیادہ ہیں بہ نسبت اُنکے جنسے وہ مطابقت رکھتے ہیں +

۳- اُس ثبوت کے بیان میں جو یادگاری کے پتھروں سے معلوم ہوتا ہے - ہندوستان کے مختلف اطراف میں نوشتے چٹانوں پر پائے جاتے ہیں غاروں میں بھی تصویریں ہیں - ہندوستان اور اُسکے گرد نواح کے ملکوں خصوصاً کابل میں پُرانے سکے بہ کثرت پائے جاتے ہیں پُرانوں کا بیان اور راجاؤں کو اُن بیانوں سے جو اُن چٹان و پتھر و غار و سکوں پر نقش کئے گئے ہیں مطابق کرنا بالکل غیر ممکن ہے یہہ بات یہانتک سچ ہے کہ مشرقی اہل علم پُرانوں کے حق میں کہتے ہیں کہ اُنکی باتیں حقیقی تواریخ نہیں بلکہ فسانہ ہیں +

۴- رامایَن اور مہابھارت کی نسبت بھی یہہ بات سچ ہے - اگرچہ ہندو اُنکو بہت ہی معتبر تواریخی کتابیں سمجھتے ہیں پر یہہ مشہور ہیں جنکا مضمون قیاسی طور پر مصنف کی خوشی کے مطابق تبدیل و آراستہ ہوا

وہ سب باتیں جنکو ہم نے پُرانوں کی تواریخ کی بابت لکھا اِن تمام شعروں سے بھی متعلق ہیں۔ پس اُس تواریخ کی معتبری جو ہندوؤں کی دینی کتابوں میں شامل ہی ثابت نہیں ہو سکتی برعکس اسکے قوی دلیلوں سے ثابت ہو سکتا ہی کہ اُنکی اکثر حقیقتیں بطور مضحکہ باطل ہیں +

چوتھے دینِ ہنود کے معجزاتِ ثبوت کے بیان میں

فی الحقیقت ہندوؤں کی دینی کتابوں میں معجزے بکثرت مذکور ہیں بلکہ وہ کتابیں نہایت ہی عجیب کیفیتوں سے بھری ہیں۔ مگر سوال یہہ ہی کہ ایسی باتیں حقیقتاً واقع ہوئیں کہ نہیں۔ ہم اِنکے ثبوتوں کی تحقیق کریں +

۱۔ ہنود اِبتدا سے اب تک بہت ہی زود اعتبار رہیں۔ قریب ہر طرح کی عجیب حکایتوں کو جو اُنہیں سُنائی جائیں سچ مان لیتے ہیں۔ وہ یقین کرتے ہیں کہ اب تک ہندوستان کے قریب ہر ایک معبد میں معجزے کئے جاتے ہیں ایسے لوگوں کے درمیان معجزے دکھلانے والے

کی شہرت حاصل کرنا فریبی اور ہوشیار شخص کو نہایت ہی آسان ہی +

۲۔ اُن شخصوں نے جنکی نسبت ہندوؤں کا گمان ہی کہ معجزے دکھلائے اُن معجزوں کے ذریعہ سے کسی نئے مذہب کو جاری کیا۔ اُنہوں نے وہ معجزے کسی مسئلے کی سچائی کے ثبوت میں جو ہندوؤں کو ناپسند تھا نہ دکھلائے۔ اُنہوں نے معجزہ دکھلانیکا دعوی اُن لوگوں کے درمیان کیا جو معجزوں کو پسند کرتے اور اُنکے منتظر تھے اور جب وہ معجزے مذہب سے کچھ علاقہ رکھتے تھے تو ایسے مذہبی ثبوت میں دکھلائے گئے جو اس وقت مروّج اور عام پسند تھا۔ دیکھو کہ یہہ بات اُن معجزوں کے ثبوت کو کیسا کم قدر کرتی ہی۔ اگر کوئی شخص اب پیش آکر دینِ ہنود کے ثبوت میں معجزے دکھلانیکا دعویٰ کرے اُسکو عوام الناس بدل و جان قبول کر لینگے۔ ایسا ہی اگلے زمانوں میں بھی ہوا۔ جب لوگ کسی بات کو یقین کرنا چاہتے ہیں تو اُسکے ثبوت سے بہت جلد راضی ہو جاتے ہیں +

۳- جو دلیلیں اُن معجزوں کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں اِس بات کے ثابت کرنے میں کہ وہ معجزے فی الحقیقت دکھلائے گئے بالکل قاصر ہیں ہندوؤں کی گواہی اِس مضمون پر کافی نہیں ہی- اُن کتابوں کے لکھنے کا وقت اور مقام وغیرہ کی دریافت کا غیر ممکن ہونا جن میں وے معجزے مذکور ہیں اُنکی غیر معتبری پر ایک قطعی دلیل ہی- ہندوؤں کی دینی کتابوں کی غلطیاں تواریخ کے باب میں صاف ثابت ہو چکیں پس ہم معجزوں کی نسبت اُنکی گواہی کیونکر قبول کر سکتے ہیں یہہ بات تو ایسی ہی کہ ایک شخص کی گواہی کچہری میں قبول کیجائے جو پہلے جھوٹھ سے ملزم ہو چکا ہی +

پھر اُن معجزوں کے ثبوت میں سوائے ہندوؤں کے کسی اَور کی گواہی پائی نہیں جاتی- نہ رومی نہ چینی نہ سنگھالی نہ پارسی نہ مسلمان ہندوؤں کی اِس کیفیت کو مستحکم کرتا ہی- یہہ تو ایک بھاری بات ہی +

۴- جو معجزے ہندوؤں کی کتابوں میں مندرج ہیں فضول بلکہ واہیات یعنی معجزے سے بڑھکر ہیں مثلاً ہنومان نے اِس اندیشے سے

کہ فلانے پہاڑ سے ساگ پات جمع کرنے سے پیشتر شاید صبح ہو جائے سورج کو پکڑ لیا اور اُس عظیم کرہ کو اپنی بغل میں رکھکر رام کی لشکرگاہ میں لے گیا +

رامیشر اور لنکا کے درمیان پُل باندھنے کے لئے اُس نے پہاڑوں کو لاکر سمندر میں ڈالدیا ہاں لکھوکھا پہاڑ ایک لخت لایا بلکہ ایک ایک پہاڑ اپنے بدن کے ہر ایک بال کے سرے پر لایا +

پریا ورت نے اپنی رتھ کو دُنیا کے اِردگرد سات مرتبہ چلایا اور اُسکے پہئے کی لیک سے سات ہم مرکز سمندر ہوئے +

اگست مُنی نے اُن سمندروں میں سے ایک کو تین گھونٹوں میں پی لیا اور اُسکو نمکین کرکے پھر بہایا +

کرشن نے گوکلا کے باشندوں کو بارش سے محفوظ رکھنے کے لئے پہاڑوں کے سردار گوبردھن کو اُسکی بنیاد سے اُٹھا کر سات دن اور رات ایک ہاتھ سے سنبھالا بلکہ کہتے ہیں کہ اُسنے اپنی انگلی کے سرے پر چھاتے کی مانند اُسے اُنکے سروں پر تھام رکھا +

ہزار ہا ایسے قصے قابل ذکر ہیں۔ القصہ عجائبات جو ہندوؤں کی کتابوں میں مندرج ہیں حسب بیان مذکورہ بالا بیمار شخص کے خوابوں سے نسبت رکھتے ہیں ✣

۵- ایک اَور بات عجیب ہی کہ وہ شخص جو ایک وقت ایسے نادر معجزے دکھلا سکتے ہیں دوسرے وقت بالکل لاچار ہیں مثلاً شیو نے اپنے انگوٹھے کے ناخن سے برہما کے ایک سر کو اڑایا تب دیوتا نے اسکو سراپ دیا اور اس سر کو اپنے ہاتھ سے جدا نہ کر سکا اور بسبب اس سراپ کے ناچار ہو کے ایک ہولناک دیو کے سامھنے دنیا کی سرحدوں تک بھاگ گیا ✣

بھرگو نے وشن کو بددعا دی اور اسکو دس جنم دھارنیکا سراپ دیا۔ ایک جنم میں اُسنے کرشن ہو کر جیسا مذکور ہوا عجیب طرح کے کام دکھلائے تو بھی برہمن کی بددعا سے ناچار ہوا جبکہ وہ مہا رشی دُرواسا کی مہمانی کر رہا تھا اتفاقاً تھوڑا سا آٹا رشی کے پانوں پر گرا تب اُسنے بددعا دیکر کرشن سے کہا کہ تو ایک سخت موت سے مارا جائیگا

چنانچہ اُسکے قول کے مطابق ایک شکاری نے اُسکا پانوں دیکھکر ہرن سمجھا اور مار ڈالا ✣

نہوشا نے اپنے تئیں آسمان کا بادشاہ ٹھہرایا تھا مگر اتفاقاً اُسنے اگستیا رشی کے بال کی ایک زلف کو برہم کیا۔ تب اُس رشی نے اُسکو بددعا دی اور وہ اُسی دم سانپ بن گیا ✣

شیو نے برہما کو بددعا دی اور یوں اُسکے مندروں کو بند کر کے اُسکی پرستش اور نذر کو موقوف کیا علیٰ ہذا القیاس ✣

پانچویں اُس دلیل کے بیان میں جو پیشینگوئی سے تعلق رکھتی ہی

۱- پُرانوں میں سے ایک بھوشیہ پران کہلاتا ہی اور اُس کے نام اور بیان کے مطابق جو بھوشیہ پران میں پایا جاتا ہی وہ نبوت کی کتاب ہونی چاہیئے۔ مگر کچھ ثبوت نہیں ہی کہ کوئی ایسی نبوت کی کتاب موجود ہی۔ وہ کتاب جو اس نام سے مشہور ہی بالکل نبوت سے خالی

بھوشیہ اور بھوشیوتر دونوں سوائے دینی رسومات کی دو کتابوں کے اور کچھہ نہیں ہیں +

۲- ہندوؤں کی دینی کتابوں میں بعض عبارتیں جو نبوت سے نسبت رکھتی ہیں بیشک عام ہیں مثلاً وشن پران کی چوتھی کتاب کے ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ بابوں میں اُن بادشاہوں کا بیان پایا جاتا ہے جو ملک ہندوستان میں راجہ پریکشت کے عہد کے بعد جنکی حکومت میں ہندو دعویٰ کرتے ہیں کہ پران لکھے گئے حکمرانی کرینگے۔ وآیو متسیہ اور بھاگوت پرانوں میں بھی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ اسلئے ہندو کے نزدیک بیشک یہہ دلیل کافی معلوم ہوتی ہے کہ شاستروں میں حقیقی نبوتیں شامل ہیں مگر سب عالم لوگ اِس بات پر بہت متفق الرائے ہیں کہ وہ عبارتیں بعد از وقوع اُن ماجروں کے جنکا بیان وہ کرتی ہیں لکھی گئیں +

ہر چند کہ یہہ چاروں پران نبوت کی کتابیں سمجھی جائیں اُنکی تصنیف کی تاریخ ثابت کرنی ضرور ہے۔ برہمن لوگ کہتے ہیں کہ وہ بہت

قدیمی ہیں مگر وہ اپنے اِس قول پر کچھہ بھی ثبوت پیش نہیں لا سکتے ہیں +

۳- پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اِن نبوتوں کے بیان میں پرانیں آپس میں بالکل مختلف ہیں اُنمیں بادشاہوں کے نام اور تعداد اور اُنکی ترتیب کی بابت بڑا فرق ہے اِنکے بیانوں میں مطابقت کرنا غیر ممکن ہے جس حالت میں دو مختلف قول سچ نہیں ہو سکتے تو کم سے کم چار نبوتیں ہیں جو باہم مختلف ہیں +

۴- اِس سبب سے کہ یہہ پران ہندوستان کی تواریخ دنیا کے آخر تک بیان کرنیکا دعویٰ رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے پہلے حملوں کا مفصل ذکر کرتے ہیں تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ اُن محمدی بادشاہوں کی جو ہندوستان میں تخت نشین ہوئے بہت تھوڑی خبر ہے اور اہل پرتگیز اور اِس بڑی حکومت کا جو انگریزوں نے ہندوستان میں قایم کی کچھہ نام و نشان بھی نہیں اور اُن بڑے مجلسی انتظامی اخلاقی اور دینی نتیجوں کی بابت جو اِس حکومت سے نکلے اور نکلینگے کچھہ بھی بیان نہیں ہے +

۵ - پھر پُرانوں میں دُنیا کے اَور ملکوں کا کچھہ ذکر نہیں ہے۔ پر کیا یہہ ممکن ہے کہ جو واقعات ایشیا کے اور اطراف اور تمام یورپ افریقہ اور تمام امریکہ میں ہونیوالے تھے بالکل کم قدر تھے یا ہندوستان سے کچھہ تعلق نہیں رکھتے تھے +

۶ - فی الجملہ وہ پیشینگوئیاں حقیقتوں کے خلاف ہیں وشن پُران میں یوں لکھا ہے دولت اور دینداری روز بروز گھٹیگی جب تک کہ دُنیا بالکل تباہ نہ ہو جائیگی۔ لوگ اُن بھاری بوجھوں سے جو اُنکے لالچی بادشاہ اُنپر ڈالینگے پریشان ہوکر وادی اور پہاڑوں میں جا چھپینگے اور جنگلی شہد ساگ پات جڑوں میووں اور پھول پتّوں پر خوشی سے بسر کرینگے۔ کسی آدمی کی عمر تئیس برس سے زیادہ نہ ہوگی۔ آخر کو کلکی اوتار آویگا اور سب ملیچھوں یعنی پردیسیوں اور چوروں اور اُن سب کو جنکے دل بدی کی طرف مایل ہیں تباہ کریگا +

اِس سبب سے کہ اہل فرنگ اُن کم بخت شخصوں کے ساتھہ شامل ہیں جنہیں کلکی اوتار تباہ کریگا تم گمان نہیں کرسکتے کہ ہم اُس امر کو

جو ابھی بیان ہوا راست اور درست سمجھیں اَور مقامات ویسے ہی حقیقت کے خلاف ہیں +

اور جس حالت میں کہ وشن پُران نہ صرف دین بلکہ علم سکھلانے کا بھی دعوی کرتا ہے تو کس سبب سے وہ اُن عمدہ علمی ایجادوں کی بابت جو ہوئیں اور ہونگی ذرہ بھی نہیں بتلاتا ہے کیوں اُن علمی شغل کی کچھہ خبر نہیں ہے جن کے اِستعمال سے وقت اور فاصلہ بہت کم صرف ہوتا ہے +

پھر کیا بڑا تعجب نہیں ہے کہ جب راجہ پریکشت سے پہلے شاہان کا ایسے مفصل طور پر مذکور ہوا اور اُن بادشاہوں اور سلطانوں اور سپہ سالاروں کا جو گذشتہ چھہ سو برس کے عرصے میں ملک ہندوستان میں تخت نشین اور اقبالمند ہوئے بالکل ذکر بھی نہیں پایا جاتا ہے اور ہندوستان کی کُل تواریخ قریب تیرھویں صدی مسیحی سے دُنیا کے اخیر تک چند سطروں میں ختم کی گئی +

ایسے سوالوں کا فقط یہی جواب ہوسکتا ہے کہ اِس سبب سے کہ کوئی بے الہامی شخص ایسے واقعات کو جو بہت دنوں کے بعد آنیوالے ہوں

معلوم نہیں کرسکتا ہو۔ اُنکے مصنفوں نے بڑی ہوشیاری سے
ایسے ماجروں کا نہایت مختصر بیان کیا +

چھٹے۔ ہندوؤں کی کتابوں کی کثرت اُس مذہب کی ایک عجیب خاصیت ہی

عیسائیوں کی بیبل بڑی نہیں ہی اگر بڑی ہوتی تو بنی آدم کے لئے رہنما نہ ہوسکتی - وید شاستر اور پُران بہت طویل ہیں - ویدوں میں قریب تیس ہزار لمبی آیتیں ہیں پُرانوں میں کم سے کم چار لاکھہ اشلوک یا سولہ ہزار سطر ہیں اور اُنمیں چھوٹی یا اپ پُران شامل نہیں ہیں چھہ علمی شاستر بھی نہایت طویل ہیں اغلب ہی کہ تمام ہندوستان میں کسی برہمن نے اِن کتابوں کا جنہیں وہ الہامی کہتے ہیں پچاسواں حصہ بھی سمجھکر نہ پڑھا ہوگا +

یہہ اُن کتابوں کے غیر الہامی ہونے کی ایک عمدہ دلیل معلوم ہوتی ہی - درحقیقت ایسا ہی اگر اِن کتابوں کو سنسکرت زبان میں پڑھنا

فرض ہی جیسا کہ برہمن حکم دیتے ہیں - کیونکہ اُس حالت میں غیر ممکن ہی کہ کوئی شخص اُن نوشتوں کے ادنیٰ حصے سے زیادہ پڑھے مذہب ہنود کی ظاہری دلیلوں کا اِتنا بیان کافی ہی اب ہم باطنی دلایل کی طرف رجوع ہوتے ہیں +

باطنی دلیل

پہلے - ایک بڑی اور قطعی دلیل جس سے ثابت ہی کہ ہندوؤں کے شاستر منجانب اللہ نہیں ہیں یہہ ہی کہ وہ یہاں تک آپس میں مختلف ہیں کہ اُنکا مطابق ہونا غیر ممکن ہی - وید اپنشد اور پُرانوں کے خلاف ہیں اور چھہ علمی شاستر اِن سب سے اور آپس میں مختلف ہیں - اور پُران اکثر ضروری مضمون پر ایک دوسرے سے نہایت ہی برخلاف ہیں +

درحقیقت جس قدر ہندوؤں کی دینی کتابوں میں دیوتاؤں کا بیان ہی اُسی قدر وہ آپس میں مختلف ہیں - مذہب از روے ویدکے

سوائے عناصر کی پیدایش کے اَور کچھہ نہیں ہی اور اُن دیوتاؤں کا بیان جنکی پرستش عموماً زمانہ حال میں کیجاتی ہی کچھہ بھی نہیں ہی بُت پرستی از روئے وید کے روا نہیں حالانکہ اب وہ ہندوؤں کے بیچ عام جاری ہی بعضی کتابوں میں دین ہنود سوائے شرک یعنی کثرت الوہیت کے اور کچھہ نہیں ہی اور کتابوں میں وہ بالکل ہمہ اوست ہی۔ دو پُرانوں میں ایک احوال ایک ہی طرح پر پایا نہیں جاتا ہی الغرض اختلاف بے شمار ہیں۔ میں اِس مضمون کا طول بیان نہ کرونگا کیونکہ کوئی تعلیم یافتہ ہنود اِن باتوں کا اِنکار نہ کریگا +

دوسرے۔ ہندوؤں کی دینی کتابوں کے منجانب اللہ ہونیکے خلاف ایک اور لاجواب دلیل یہہ ہی کہ وہ اکثر باتوں میں مذہب طبعی کے خلاف ہیں بلکہ وہ مسایل اور فرایض جو وہ سکھلاتی مذہب طبعی سے مختلف ہیں +

۱۔ خدا کی بابت اُنکے خیال اِس بات سے کہ وہ پاک روحانی وجود سب چیزوں کا خالق اور پروردگار اور واحد خدا ہی بالکل الگ سا ہیں۔

جبکہ وہ منسوب بشرک ہیں تو کہتے ہیں کہ تینتیس کروڑ دیوتا ہیں اور جب متعلق بہمہ اوست ہیں تو خدا اور عالم کو یکساں گردانتے ہیں۔ یہہ اُنکا عام قول ہی کہ عالم خدا سے نکلا نکہ اُس نے اُسکو پیدا کیا۔ وہ خدا کی جلالی صفتوں کا بھی انکار کرتے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اُسکی سب صفتوں کا انکار کرتے ہیں خصوصاً اُسکی پاکیزگی کا وہ بتلاتے ہیں کہ الوہیت ایک حالت میں نرگن یعنی بے صفت ہی دوسری حالت میں سرگن یعنی باصفت ہی جو صفتیں وہ اُس سے منسوب کرتے ہیں الوہیت سے بعید ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نہ صرف سچائی اُسکی ایک صفت ہی بلکہ اُنمیں سے ایک خفگی اور تاریکی بھی ہی۔ اگر ہم مان لیں کہ خفگی کی صفت الوہیت کو بالضرورت کم قدر نہیں کرتی تو بھی تاریکی بالکل اُسکے خلاف ہی کیونکہ تاریکی ہندوؤں کے بیان کے مطابق نادانی دغابازی سستی اور مغروری کی جڑ ہی یوں پاکیزگی کی صفت ضایع ہوتی ہی اور دانائی کی صفت کا بھی انکار ہی +

جو دیوتا کہ اعلیٰ یعنی پرمیشر سے نکلے جھوٹھہ بولتے زنا کرتے اور

بداندیش کینہ ور اور بدیوں سے بھرے ہیں تو بھی ہندوؤں کا قول ہو کہ وہ دیوتا اور پرمیشر ایک ہی ہیں +

برہما اندر کرشن اور اَور دیوتاؤں کی تواریخ پاک دل اور معزز شخص کو نہایت مکروہ معلوم ہوتی ہیں اُنکے بداعمال کے بیان سے اِن صفحوں کو نجس کرنا نہیں چاہتا ہوں اگر انسان ایسے بدافعال کرتے جیسے کہ اِن دیوتاؤں کے باب میں مذکور ہیں تو ہر ایک اُسکے سننے سے متعجب اور نفرت انگیز ہوتا +

۳-ہندوؤں کی کتابوں کے مسایل جو انسان کی بابت ہیں اکثر باتوں میں مذہب طبعی کے بالکل خلاف ہیں -ہندوؤں کا عام قول ہو کہ آدمی کی روح خدا کی روح کا ایک جزو ہو وہ اُس سے نکلی اور پھر اُسی میں شامل ہوگی جیسا کہ پانی کی بوند سمندر میں ملجاتی ہو دنیا میں وہ بار بار جنم لیتی ہو کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتی ہو اور کبھی جانور یا چڑیا یا مچھلی یا پودھا بلکہ پتھر کی شکل پکڑتی ہو یہ رائے اُن صحیح خیالوں سے جو مذہب طبعی سے تعلق رکھتے ہیں بالکل خلاف ہیں +

ہندوؤں کے مسایل گناہ کی بابت مذہب طبعی کے محض خلاف ہیں -ہندوؤں کے سب سے مشہور علم فلاسفہ کے مطابق گناہ دراصل خود آگاہی ہو یعنی اپنے تئیں خدا سے علیحدہ جاننا -پس یہاں ایک خاص اور نہایت خطرناک غلطی ہو -اکثر بیان کیا جاتا ہو کہ گناہ صرف ظاہری ناپاکی ہو یا مذہب ہنود کی بے شمار اور بے معنی رسموں میں غفلت کرنا گناہ ہو +

۴-اِس غلطی کے ساتھ جو گناہ کی خاصیت سے متعلق ہو ایک اور غلطی گناہ کے دور کرنے کی بابت پائی جاتی ہو -کہتے ہیں کہ ظاہری رسموں کے بجالانے سے اخلاقی بدی دور ہوجاتی ہو خدا کا نام بار بار لینے سے (اگرچہ دل اُس سے بالکل بے پرواہ ہو) گناہ کا کفارہ ہوتا ہو- گنگا و گوداوری وغیرہ کا پانی گناہ کو دھوڈالتا ہو -گائے کا پانچ گبیٹ پھل -یعنی دودھ دہی گوبر موتر اور گھی کھانا گناہ سے پاک کرتا ہو- علیٰ ہذالقیاس دین ہنود کی ظاہری ریت و رسم گناہ کے دور کرنے کے واسطے بیشمار ہیں ایسی رسموں سے گناہ کی نہایت بدی یا خدا

کی محبت اور پاکیزگی کی بابت دل پر کچھہ بھی تاثیر نہیں ہوتی ہی۔ اسکو اُس فروتنی اور پاک کرنیوالے مسئلہ سے جو اُس کفارے کا بیان کرتا ہی جسے یسوع مسیح نے تمام بنی آدم کے گناہوں کے لئے کیا مقابلہ کرو +

۵۔ مذہب ہنود کے اکثر قاعدے مذہب طبعی سے سراسر خلاف ہیں مثلاً قاعدہ ذات کبھی ایسا سخت اور ذلیل کرنیوالا ظلم نہ ہوا جیسا کہ برہمن نیچ ذاتوں پر کیا کرتے ہیں +

اِسی طرح تمام سلوک جو عورتوں سے کیا جاتا ہی ظلم اور بے انصافی ہی ستی کا ہیبت ناک دستور یعنی بیوؤں کے جلنے کی تعریف اکثر شاستروں میں پائی جاتی ہی +

شادی کرنے کی اجازت بلا رضامندی طرفین یعنی دولہہ دلہن کے اور بیوہ کی شادی کی ممانعت اگرچہ خاوند اُس کا قبل از ہم بستر ہونے کے مرگیا ہو (منو کے ۵ باب ۱۶۲ - اشلوک) +

اکثر حالتوں میں خودکشی گویا ایک دینی رسم مانی جاتی ہی۔ چنانچہ ہندوستان کے مغربی اضلاع اور شمالی اور مشرقی اضلاع میں مروج ہی +

تیسرے ہندوؤں کی دینی کتابوں کے بے الہامی ہونے کی ایک نہایت ہی قوی دلیل یہہ ہی کہ علم کے باب میں اُنہیں اکثر غلطیاں بافراط ہیں جغرافیہ اور علم ہیئت کا بیان جو پُرانوں میں مندرج ہی سخت نامعقول ہی۔ اُنہیں مذکور ہی کہ سیارے شمار میں نو ہیں اور سورج اُنہیں شامل ہی اور راہو اور کیتو جو چاند اور سورج کو نگلجانے کی کوشش کرتے ہیں تب گہن لگتا ہی۔ پھر یہہ کہ چاند بہ نسبت سورج کے دُنیا سے زیادہ دور ہی وغیرہ وغیرہ سدھانت میں علم ہیئت کا دوسرا طریقہ جو طالمی ہیئت دان کا طریقہ کہلاتا ہی مندرج ہی مگر وہ بھی غلط ہی۔ اُسکی تعلیم ہی کہ زمین ساکن اور اجرام سماوی کا مرکز ہی +

ہندوؤں کی کتابوں میں علم طب اور تشریح جسم بہت غلطی کے ساتھہ بیان ہوئے اور علم کیمیا تو زیادہ تر ناقص ہی۔ بجائے تواریخی ماجروں کے شاستروں میں صرف طفلانہ فسانے اور قصے شامل ہیں الغرض سوائے علم ریاضی منطق اور ادنی حصہ طب کے ہندوؤں کے سارے علم غلطی آمیز ہیں +

شاستروں کی غلطیوں کی بہت مثالیں دینے کی گنجایش نہیں ورنا بیشمار ہیں - ہم پُرانوں کے نامعقول جغرافیہ کا مختصر بیان کرینگے وشن پُران کی دوسری کتاب کو دیکھو - یہہ دنیا سات ہم مرکز جزیروں سے مرکب ہی جو مختلف عرضوں کے سمندروں کے باعث ایک دوسرے سے علیحدہ ہین جنبو دیپ بیچ میں ہی وہ گول ہی اور اُسکی چاروں طرف کھارے پانی کا سمندر ہی اُسکے پاس پلکشا دیپ اُس کھارے سمندر کو احاطہ کرتا ہی اور اُسکے اردگرد گنّے کی رس کا ایک سمندر ہی اُسکے بعد شالملی کشا کرونچہ شاکھہ پشکر آدیپ لگے ہوئے ہیں اور یہہ فرداً فرداً شراب گھی دہی دودھ اور پانی کے سمندروں سے گھرے ہین ان سبھوں کے باہر سونے کا ایک جزیرہ نما ہی پھر اُسکے باہر پہاڑوں کا ایک سلسلہ جو لوکالوک کہلاتا ہی اُس سے پار اندھیرے کا ایک عالم ہی اور اُس کے باہر کی طرف ایک انڈے کا چھلکا ہی +

۶ - بعضی حالتوں مین جھوٹھہ اور جھوٹھی گواہی از روئے شاستر جایز ہی منو کے آٹھویں باب کے ۱۰۴ اشلوک میں لکھا ہی کہ اگر سچی

گواہی دینے سے کسی شخص کی جان کا خطرہ ہو تو جھوٹھہ بولنا جایز بلکہ سچ پر فوقیت رکھتا ہی - علاوہ اِسکے کئی اور مقاموں مین جھوٹھہ بولنے کی اجازت ہی ہندوؤں کی کتابوں کے غیر الہامی ہونے کی یہہ ایک لاردّ دلیل ہی +

چوتھے - دین ہنود کے خلاف یہہ ایک بہت مستحکم دلیل ہی کہ یہہ مذہب صرف ہندوؤں ہی پر موقوف ہی - وہ نو مریدوں کو قبول نہیں کرتا بلکہ ہٹاتا ہی اور غیر ملکوں مین پھیل نہیں سکتا - مگر پوشیدہ نہ رہے کہ اگر خدا ایک ہی ہی تو سچائی بھی ایک ہی ہی پس اگر دین ہنود ملک ہندوستان میں سچا ہی تو انگلستان مین بھی سچا ہونا چاہئے بنی آدم باہم سب بھائی اور ایک باپ کی نسل ہیں اسی سبب سے چاہیے کہ وہ ایک دل ہو کر پاک اور خوش صحبت سے خدا کی عبادت کریں - مسیحی مذہب ہمکو سکھلاتا ہی کہ ایسا کرنا چاہئے کیونکہ وقت آتا ہی جسمیں یہہ بات حقیقت میں واقع ہوگی - دین ہنود کی تعلیم ہی کہ ایسا نہ چاہئے در

اِس بات سے کہ تمام بنی آدم بھائی ہیں اور کہ اِن کو باہم خدا کی پرستش کرنا چاہیئے حقارت کرتا ہی +

پانچویں - یہہ بات بہ آسانی ثابت ہو سکتی ہی کہ مذہب ہنود اپنے معتقدوں کے دل او چال چلن پر بالضرور بدکرداری پیدا کرتا ہی ہندوؤں کے دیوتا خود ہر طرح کی بدی کے نمونے ہیں اور ایسے نمونے سے اِن کے پرستاروں کے اخلاق ضرور خراب ہوتے ہیں - کیونکہ عقلی علم فیلسوف میں یہہ ایک عمدہ مقولہ ہی کہ پرستار اُس چیز کے موافق جسکی پرستش وہ کرتا ہی بالضرور ہو جاتا ہی (اور ہندوؤں کا بھی یہہ اقرار ہی بلکہ یہہ مثل مشہور ہی کہ جیسا دیوتا تھا بھگتا یعنی جیسا خدا ہو ویسا ہی اُس کا پرستار) پھر اکثر بد امر کی اجازت بلکہ حکم ہی اور ایسا امر بار بار کرنا پرستار کے اخلاق پر در حقیقت ایک بڑی تاثیر پیدا کرتا ہی - الغرض دین ہنود نہ بطریقہ نہ بعمل اِنسان کے دل کو پاک کرنیوالا ہی - روح اپنے تئیں بدخیالات سے پاک کرنیکی کوشش میں دین ہنود سے نہ ہمدردی نہ مدد پاتی ہی اگر وہ اُس مذہب کی مذہبی تعلیم پر اعتقاد رکھے تو صرف دریائے نجاست

میں زیادہ ڈوبیگی - افسوس صد افسوس ہندو مصنفوں نے اِنسان کی بابت کیسا تھوڑا جانا ہی اُسکی حالت اور اُمید و غم و حاجات کی بابت وہ کیسے ناواقف تھے - یہہ نہایت ہی رنج رساں نقص ہی اگر بالفرض وہ سب دلایل جنسے دین ہنود ناقص ٹھہرتا ہی رد کیجائیں اِسی ایک بات سے ثابت ہو سکتا ہی کہ وہ صرف اِنسان کی ایجاد ہی +

ای عزیزو اِس مضمون کے زیادہ بیان کرنیکی کچھ ضرورت نہیں ہی دین ہنود کی ظاہری اور باطنی دلایل سے جو مذکور ہوئیں بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ اُس مذہب کے منجانب اللہ ہونیکا ثبوت کیسا بے بنیاد اور باطل ہی - ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ کوئی ہندو جو تواریخ اور تحقیق کرنیکے صحیح طریقے سے واقف ہی اور جسکی اخلاقی قوت اور ادراک صحیح و سالم ہیں شاستروں کے اِلہامی ہونے پر اعتبار نہ کر سکیگا +

گیارھواں خط

حصہ دوم ——— باب دوم

دین ہنود کا جو بیان ہو چکا خاصکر کے عوام پسند طریقے پر متعلق ہی یعنی وے دینی رسومات جو عوام الناس کے درمیان جاری ہیں۔ مگر عام طریقوں کے سوائے جنہیں ہم بدپرستی پران والے کہہ سکتے ہیں دین ہنود کے کم سے کم دو اور طریقے یعنی اصلی و عقلی ہیں۔ پہلا ویدوں میں پایا جاتا ہی دوسرا چھہ درشنوں یا عقلی طریقوں میں پایا جاتا ہی مگر یہ چھہ فرقے تین میں شامل ہو سکتے ہیں یعنی سانکھیا نیایا اور ویدانت کسی کتاب میں جو دلایل دین ہنود کے تحقیق کرنے کا دعویٰ کرتی ہی اصلی و عقلی طریقوں کا مختصر بیان مفید ہوگا۔

ویدوں کے بیان میں

وید شمار میں چار ہیں۔ ہندوؤں کی ترتیب کے موافق ہر ایک وید میں تین خاص حصے ہیں سنگھتا یعنی گیت برہمنا یعنی دستور العمل اور اپنشد۔ بہہ دو آخر کے جس قدر چاہیئے علیحدہ بیان نہیں ہوتے ہیں اغلب ہی کہ سنگھتا اپنشد سے کم سے کم ایک ہزار برس زیادہ قدیم ہیں ان دونوں کے علم الٰہی نہایت ہی مختلف ہیں جب ہم ویدوں کا ذکر کرتے ہیں تو ہماری مراد سنگھتا سے ہی اور صرف اسمیں ہندوؤں کا اصل دین پایا جاتا ہی۔

ویدوں میں لفظ دیوہ سے مراد خدا ہی۔ اُس کا مصدر دیو یا دیو د معنی چمکنا ہی اصلی دین ہنود میں خدا کا خیال صرف روشنی سے متعلق تھا خاصکر کے منور فلک کے عجائبات سے۔ در اصل دین ہنود خلقت پرستی تھا یعنی خلقی عجائبات کو دیوتا بنانے کے سوائے اور کچھہ نہ تھا۔

ویدوں میں اندر سب سے بڑا دیوتا ہی۔ دوسرا درون تاہی جو پرانوں میں پانی کا دیوتا مگر ویدوں میں وہ فلک کا سب سے اونچا گنبذ اور

تمام آسمان کو گھیرے ہی۔ تیسرا اگنی یعنی آگ ہی۔ اِن تینوں دیوتاؤں میں سے ہر ایک کی ایک جورو ہی جن کے نام فرداً فرداً یہہ ہیں اندرانی دروناانی اور اگنانی +

دیوتاؤں مذکور سے کچھہ کم قدر روشنی کے دیوتا یعنی سورج اور صبح اور رودر واشونہ یعنی دو گرہیں جو صبح کے ہمراہ ہیں۔ بعد اُنکے ہوائیں ہیں۔ وشنو اندر کا شریک مگر کچھہ کم قدر ہی وہ منوّر فلک ہی۔ زمین ایک دیوی ہی اور پانی بھی دیویاں ہیں +

غرض ویدوں کے خاص دیوتا اور دیویاں یہہ ہیں۔ شیو یا مہادیو درگا رام کرشن اور کالی کے نام دیوتاؤں کے شمار میں پائے نہیں جاتے۔ ویدوں میں فقط اگنی یا اندر کی دوسری صورت رُدر ہی۔ لِنگ کا کچھہ ذکر نہیں۔ ترمورتی یعنی برہما وشن اور شیو کی تثلیث پائی نہیں جاتی۔ دس اوتاروں کا بھی کچھہ بیان نہیں ہی۔ اور طریقہ ذات کا کچھہ ذکر نہیں ہی۔ رگ وید کا وہ گیت جو ذات کے باب میں ہی تھوڑے

دنوں سے شامل ہوا ہی۔ مسئلہ تناسخ یعنی جنمانتری جو کہ اب دین ہنود میں بڑا درجہ رکھتا ہی ویدوں میں پایا نہیں جاتا +

وید کی کوئی عبارت نہیں ہی جس سے ثابت ہو سکے کہ قدیم ہندو موجودات کے ایک خالق اور مالک پر اعتقاد رکھتے تھے پس حق پرستی ویدوں میں پائی نہیں جاتی بلکہ وہ بالکل بُت پرستی سے متعلق ہیں +

ویدوں کے دیوتے خلقت کے عجائبات اور قدرتیں ہو کے انسانی خاصیتوں کو بہ نسبت پُران کے دیوتاؤں کے کم رکھتے اور انسانی بدیوں میں بھی کم پھنستے تھے +

اِن گیتوں میں ہمیشہ اُس دیوتے کی جس سے درخواست کیجاتی قدرت اور کرامات یا سخاوت کی تعریف ہوتی ہی۔ کبھی کبھی اُسکی خوبصورتی کی تعریف ہوتی ہی۔ اِن تعریفوں اور نذروں کے بدلے اُس دیوتے سے برکت مانگی جاتی ہی۔ فانی برکتیں جیسے خوراک دولت زندگی اولاد گائے گھوڑے حفاظت اور دشمنوں کی ہلاکت وغیرہ مانگی جاتی ہیں جب گناہ کا ذکر کیا جاتا ہی وہ اکثر اوروں کا گناہ ہی مثلاً

ہمیں گناہ سے بچا اور ہمیں کینہ وروں سے محفوظ رکھہ - اُن لوگوں کا یہہ خیال تھا کہ مکھن وغیرہ کی نذریں دیوتاؤں کو ویسا ہی آسودہ کرتی ہیں جیسا کہ اِنسان کو اِنکی تعریف اُنکی قدرت بڑھاتی تھی اِس سبب سے کہ پرستار بامید قوی منتظر رہتا تھا کہ اُس تعریف کے بدلے ہر ایک عرض کا جواب ملیگا یہہ بھی خیال کہ دیوتا پرستار کی دعاؤں اور سخت زُہد سے مجبور ہو کے اپنی مرضی کے خلاف برکت دیتے تھے جیسا کہ اکثر ہندو کہتے ہیں ویدوں میں پایا نہیں جاتا +

اُنکی پرستش میں نذر دُعا اور تعریف شامل تھی - اِنکی نذریں آگ پر گھی بہانا اور سوما کا جوش خوردہ رس کرچھوں کے درمیان گذراننے پر مشتمل تھیں - کبھی کبھی وہ رس آگ پر چھڑکا جاتا تھا اور کبھی کُشا یعنی پاک گھاس جو زمین پر بچھائی جاتی تھی - اور بانی کو بخشے بنی جاتے تھے +

نذروں کے ساتھہ دعا اور تعریف کے گیت گائے جاتے تھے -

خاص وقتوں پر حیوانات قربان کئے جاتے تھے اور بعضے مقاموں سے اِنسانی قربانی کا بھی اشارہ پایا جاتا ہی +

عاقبت کا بہت تھوڑا بیان ہی - معلوم ہوتا ہی کہ وید کے رو سے دیوتا غیر فانی ہیں اور ممکن ہی کہ بعضے اِنسان دیوتاؤں کے درجے تک پہنچیں مگر ویدوں سے ثابت نہیں ہی کہ بہشت کی اُمید یا جہنم کے خوف نے قدیم ہندوؤں کے دلوں پر کچھ اثر کیا +

ہم عبارت ذیل رگ وید سے جو سب سے قدیم او رشہور وید ہی انتخاب کر کے بطور نمونہ و اظہار خاصیت عبارت کے درج کرتے ہیں -

درو نہ جو دشمنوں کا نگل جانیوالا ہی - گیت دوسرا - اے اندر سوما کا پھیلنے والا رس تجھہ میں داخل ہو اِنکے ذریعے سے ہنھوں میں تیری بہت ترقی ہووے - اِندر کا پیٹ سوما کا رس کثرت سے پیکر سمندر کے موافق پھول جاتا ہی اور ہمیشہ تالو کی مانند یا مثل اُن تیز دھاروں کے جو پہاڑونکی چوٹیوں سے زور شور سے گرتی ہیں تر رہتا ہی - اے اندر خوبصورت تھوڑی اور ناک والے دولت بیشمار بیقیاس بلکھے روان ہمکو عنایت کریگا مُیں کثرت

بھیج - ہم کو ہزار ہا گائے اور گھوڑوں سے دولتمند کر - ہماری تعریفوں
سے تیری قدرت بڑھ جائے - اے اگنی ہمارے دشمنوں کو غارت کر -
ہر ایک کو جو ہمیں ملامت کرتا ہے ہلاک کر - ہر ایک کو جو ہمارا نقصان کرتا ہے نیست
کر - اے اندر جب خوف تیرے دل میں آیا اور جس وقت کہ تو آہی کو ہلاک
کرنے پر تھا تو اسکے اور کس ہلاک کرنیوالے کے انتظار میں تھا کہ پریشان
ہو کے باز کی طرح ننانوے ندی کے آرپار دوڑا - اے اندر ہم کو سوداگروں
کی طرح دھوکھا نہ دے - اے اندر پیاسے ہرن کے موافق پی - وہ یعنی
اندر سانڈ کی مانند تند ہو کے سوما کا رس جلدی پی گیا - وہ سانڈ کی مانند
سوما کا رس پینے کو دوڑتا ہے - اندر اپنے تئیں خوش کرنے کے واسطے
سوما کا رس پیا کرتا ہے - مغرور اندر سب دیوتاؤں سے سبقت رکھتا ہے -
وہ جو تجھے نذریں گذرانتے ہیں تیری بڑی قوت اور جرأت کو بڑھاتے
ہیں اندر نے انسانوں کے ذریعے قدرت اور آسائش پائی ہے - اے
برق انداز اندر بخشش دے اور حرکت دینیوالے رسوں نے تجھ کو مسرور
کیا ہے یوں خوراک سے آسودہ ہو کے اپنی بیوی کے ساتھ شادمان

ہو - اے اشونی یعنی صبح مجھ کو وہ بڑی دولت ملے جو شہرت اور اقبالمندی
اور غلاموں کا گروہ عنایت کرتی ہے جس کی ایک خاصیت بہت گھوڑے
ہیں - اے زور آور اگنی پی اور اپنے معدے کو پھیلا - پیدو کے گھوڑے
سے جو دشمنوں کے پراگندہ کرنیوالا ہے ہمیشہ دعا کرنا چاہیئے - تجھ سے
گھوڑے کا سر پاکر دو یانچ نے تجھے مخفی علم سکھلایا - تو نے اپنے سخی اور بادپا
گھوڑے کے سم سے گویا پیپے سے سو مٹکے شراب کے بھر دیئے - اگنی
مہمان سا ہو گئی اور اسے مکھن باِفراط کھلایا جاتا ہے اے ناچنیوالے
اندر تو نے لڑائی میں خوشی کے ساتھ تو تے شہروں کو غارت کیا ہے اس
شخص کو جو ہم پر نامہربان ہے ہلاک کر - اے وایو سیکڑوں اور ہزاروں
گھوڑے لیکے ہماری نذرگاہ پر آ - جہاں مکھن بہتا ہے حاضر ہو - وشن ایک
ہیبت ناک درندہ اور پہاڑ پر چلنیوالے وحشی کی مانند ہے - ہم اس عمدہ
گھوڑے کی ملامت نہیں کرتے بلکہ ہم لکڑی کے اچھے کے مرتبے کا اقرار
کرتے ہیں - اے اندر تیری مستی بیحد ہے - اے سوالی پتو یعنی خوراک
اور اے میٹھی پتو ہم تیری پرستش کرتے ہیں تو ہمارا حامی ہو اور اس

سبب سے کہ ہم پانی اور پودھوں کی کثرت سے خوش رہتے ہیں ای جسم تو موٹا ہو جا +

رگ وید کے سب سے مشہور گیتوں میں سے دو اشومیدہ یعنی گھوڑوں کی قربانی کے مشہور دستور کے بیان میں ہیں اس رسم سے دولت اقبال اور ایسی ایسی برکتوں کے حاصل کرنے کی مراد تھی گھوڑے کا جسم ٹکڑے ٹکڑے کرکے پکایا جاتا تھا کچھہ کباب کیا جاتا اور کچھہ ابالا جاتا کچھہ تو حاضرین کھاتے باقی دیوتاؤں کو چڑھایا جاتا۔ وید میں اس رسم کا مفصل بیان پایا جاتا ہی اور وہ بہت مکروہ ہی اگرچہ وہ رسم بعد ازاں اُس بیان سے بھی نفرت انگیز ہوئی۔ شاید کوئی یہہ اعتراض کریگا کہ جدا جدا فقرے مثل مذکورۂ بالا کے ویدوں کی خاصیت کا معقول نمونہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ پس ہم رگ وید کا پہلا تمام گیت درج کریں +

۱۔ میں اگنی کی تعریف کرتا ہوں جو قربانی کا سردار کاہن اور الٰہی حکم بردار ہی اور جو ہماری نذر دیوتاؤں کو گذرانتا اور بڑی دولت کا رکھنیوالا ہی۔ ۲۔ کاش کہ وہ اگنی جس کی تعریف کرنی قدیم و جدید عالموں

پر فرض ہی دیوتاؤں کو یہاں لے آوے۔ ۳۔ اگنی کی معرفت پرستار وہ مال پاتا ہی جو روز بروز بڑھتا اور شہرت کا چشمہ اور بنی آدم کا زیادہ کرنیوالا ہی۔ ۴۔ ای اگنی غیر مسدود چڑھاوا جس کا تو چاروں طرف حامی ہی حقیقت میں دیوتاؤں کو پہنچتا ہی۔ ۵۔ اگنی نذروں کے پہنچانیوالا علم کے کرنیوالا اور وہ سچا مشہور اور الٰہی ہی دیوتاؤں کے ساتھہ یہاں آوے۔ ۶۔ اگنی جو کچھہ مہربانی تو نذر گذراننے والے پر کرے وہ درحقیقت ای انگرس تجھہ پر پھر آویگی۔ ۷۔ ای اگنی ہم اپنے خیالوں میں ہر روز صبح و شام تیرے حضور تعظیم و فرمانبرداری کے ساتھہ حاضر ہوتے ہیں۔ ۸۔ ای تو جو روشن اور نذروں کا حامی ہی ہمیشہ سچائی کا نور بخش ہی جو اپنے مسکن میں بڑھتی ہی۔ ۹۔ ای اگنی بخش کہ ہماری اور تیری ملاقات ایسی آسانی سے ہو جیسے باپ اور بیٹے میں اور ہماری بہتری کے لئے ہمیشہ ہمارے ساتھہ ہو۔ چاہئے کہ وید کا پہلا گیت مطالعہ کرکے پڑھنیوالا انجیل کو اٹھا کر پہلے زبور کو پڑھے۔ فرق بے بیان ہی +

اُوپر کے بیان اور انتخاب کے سوائے ویدوں کا دین زیادہ رد کرنے

کی کچھ ضرورت نہیں اُس کا بیان خود اُس کو رد کرتا ہی سوائے اِسکے وہ مذہب اب موجود نہیں۔ ہندو ویدوں کی بابت ذکر کرتے ہیں کہ وہ دین ہنود کے حقیقی قواعد ہیں مگر کوئی شخص ویدوں کے دین پر ہندوؤں سے زیادہ متعجب نہیں ہو سکتا ہی۔ ویدونکا اِلہام ثابت کرنیکے لئے ہندوؤں کی کتابوں میں کوئی دلیل پائی نہیں جاتی جو ذرا بھی تحقیق کے لایق ہو عام گمان ہی کہ اِنکا اِلہام از خود ظاہر ہی۔ جب کوئی ثبوت پیش کیا جاتا ہی تو وہ ثبوت خود اُس مضمون کے موافق جسے وہ ثابت کرنا چاہتا ہی مشکوک ہی +

عوام کا قول ہی کہ خلقت کی پیدایش کے وقت برہما نے ویدونکو نازل کیا مگر اِس قول کا کچھ ثبوت پیش نہیں کیا جاتا۔ اکثر مصنف کہتے ہیں کہ ویدوں میں علم غیب کی خاصیت ہی پس وہ اِسی سبب سے ضرور عالم الغیب کی صفت ہیں مگر وہ پہلے قول کو ثابت کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتے ؛؛

تیسرا حصّہ

ہندوؤں کے عام علم فیلسوف کا مفصّل بیان کرنا کچھ ضرورت نہیں اور یہہ بھی بتانا کہ کس قدر اِس میں صحیح اور کتنا غلط ہی ضرور نہیں۔ اُس میں خاص کرکے بتایا کا ایک حصّہ جو لایق اِستعمال کے ہی نہ دین ہنود کو ثابت کرتا نہ دینِ مسیحی کے برخلاف ہی۔ ہم صرف اُن باتوں سے غرض رکھتے ہیں جو کہ ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کے دلوں پر تاثیر کرتی اور جو دین مسیحی کے خلاف ہیں +

ویدانت کے بیان میں

ویدانت ہندوؤں کے علم فلاسفہ کا سب سے مشہور طریقہ ہی وہ اِس سبب سے زیادہ غور کے لایق ہی کہ ہندوؤں کے تعلیم یافتہ جوان جب عام دین ہنود سے ناخوش ہوتے اور دین مسیحی کو قبول کرنے پر ہنوز راضی

نہیں کوشش کرتے ہیں کہ اپنے دلوں کو اس طریقے سے آسودہ کریں
لفظ ویدانت سے مراد ہی ویدوں کا نتیجہ یا منشا۔ مگر یہہ معنے ٹھیک
نہیں ہیں کیونکہ ویدانت کی تعلیم فقط اُپنشد اور اُنکی مددگار تصنیفات سے
مثلاً شرپرک سوتر سے بالیقین نکالی گئی ہی۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حقیقی
ویدیعنی سنگھاون کی تعلیم اُپنشد کی تعلیم سے بڑا فرق رکھتی ہی ❊

اُپنشد اور شرپرک سوتر جنکا شمار پراستھان ہی اور شنکر اچاریا کی
اکثر تصنیفات تعلیم ویدانت کے بڑے ثبوت سمجھے جاتے ہیں بھگوت گیتا
جو بڑی معتبر کتاب گنی جاتی اکثر باتوں میں ویدوں سے مطابقت رکھتی
ہی۔ تعلیم ویدانت کا ایک بہت مفید خلاصہ ویدانت سار میں پایا جاتا ہی
اِس مسئلے کی حقیقت کی بابت بڑا مباحثہ ہوا ہی ایک عالم مصنف کہتا
ہی کہ ایسا طریقہ اگر بالکل قابل ادراک ہو تو بھی زبان کے ذریعہ سے
ظاہر نہیں ہو سکتا۔ پس پڑھنیوالا اس طریقے کی صحیح سمجھ حاصل کرنیکا
اُمیدوار نہیں ہو سکتا ہی۔ انتخاب ذیل سے خاصکر کے ویدانت سار سے
اِس طریقے کی وے باتیں جو قابل بیان ہیں ظاہر ہونگی ❊

اِنسانی روح اور خدا ایک ہی ہی۔ یہہ تمام ویدانت کا خلاصہ
ہی بڑا فقرہ تت توام یعنی وہ تو ہی یا تو ہی خدا ہی اور آہم برہم یعنی
میں خدا ہوں اکثر اِن تصنیفوں میں پایا جاتا ہی وہ اکثر خدا کہلاتا ہی جس کا
دوسرا نہیں کہا جاتا ہی کُل عالم خدا ہی۔ خدا جس کا عام نام برہم ہی ہستی
علم اور خوشی سے شامل ہی۔ وہ تنہا حقیقت ہی اور سب کچھ مایا یعنی فریب
ہی جہالت یعنی اجنانا کے سبب کُل چیزیں موجود معلوم ہوتی ہیں۔ جہالت
کو نہ ہستی نہ نیستی کہنا چاہئے۔ وہ نہ صرف اِنکار بلکہ دانائی کی مخالف
ہی۔ وہ تین گن یعنی خاصیتوں سے مرکب ہی ❊

جہالت میں دو قوتیں ہیں آورنہ یعنی محاصرہ کرنا اور وِکشیپا
یعنی منصوبہ کرنا۔ پہلے یعنی آورنہ کے سبب روح اپنے تئیں خدا سے
علیحدہ سمجھتی ہی۔ دوسرا یعنی وکشیپا ایک ظاہری دنیا کی شکل کی
طرف اِشارہ کرتا ہی ❊

وِکشیپا کی قدرت ہر طرح کی چیز بلکہ تمام ظاہری عالم کو پیدا
کرسکتی ہی چیتنیہ یعنی فہم۔ جسے وہ خدا سمجھتے۔ جو جہالت میں ڈوبی ہوئی

اُس سے ہوائے خالص نکلتی ہی ہوائے خالص سے ہوا ہوا سے آگ آگ سے پانی پانی سے خاک ⁜

روح کی چار حالتیں ہیں یعنی بیدار رہنا خواب دیکھنا بغیر خواب نیند اور ایک جو چوتھا ہی خالص ادراک کہلاتا ہی بیدار شخص سب سے بڑی جہالت میں پڑا ہی سونیوالا کسی قدر جہالت سے محفوظ ہی۔ وہ جو بغیر خواب سوتا ہی اُس سے زیادہ جہالت سے محفوظ ہی مگر چوتھی حالت پوری کمالیت ہی ⁜

اکثر ہندوؤں کے طریقوں کے موافق جب براہم خود آگاہ ہوتا تین بڑے دیوتاؤں میں ظاہر ہوتا ہی اور ہیولیٰ کا اظہار شروع ہوتا مگر ویدانت کے مطابق ہیولیٰ ہستی نہیں رکھتا سوائے برہم کے اور کسی چیز کی ہستی نہیں ہی بلکہ جو ہستی معلوم ہوتی صرف جہالت کی تاثیر ہی۔ ازروئے ویدانت خیال اور خوشی ایک ہی اور اکیلی ہستی ہی ⁜

گیتا کا قول خدا کی بابت زیادہ تر عجیب ہی ⁜

سداہنجم آجنی میں ہوں اور نہیں۔ سب سے اعلیٰ دیوتے کی نہ ہستی نہ نیستی ہی ⁜

ویدانت کی تعلیم ہی کہ سب سے بڑی تحصیل جسکی تلاش میں رہنا چاہئے سو علم ہی۔ وہ ان تین قولوں کی تعریف کے ساتھہ بیان کرتا ہی

وہ جو جانتا کہ روح کیا ہی غم سے باہر ہوتا ہی۔ وہ جو خدا کو جانتا ہی خود خدا ہو جاتا ہی۔ جب وہ جو اوّل و آخر ہی پہچانا گیا تب ہمارے اعمال نیست و نابود ہو گئے ازروئے وید تامل بغیر امتیاز فاعل و مفعول کے سب سے اعلیٰ قسم کا خیال گنا جاتا ہی۔ یہہ بات کہنی کہ میں خدا ہوں حقیقت میں بڑی بی۔ مگر جب تامل بغیر کسی منظر خیال کے ہوتا ہی تو وہ کاملیت کے درجے تک پہنچ جاتا ہی بلکہ نہ چاہیے کہ وہ اپنے تئیں منظر خیال بناوے ⁜

ہم کہہ چکے ہیں کہ وید کی تعلیم کا بیان کرنا گویا اُسے رد کرنا ہی یہی قول ویدانت کی تعلیم پر بھی صادق آتا ہی۔ اسی سبب سے ہم اُس تعلیم کی بابت زیادہ بیان نہ کرینگے۔ یہہ بات کہنی کافی ہوگی ⁜

۱۔ ہندوؤں کے علم فلاسفہ کے تین بڑے طریقے ہیں وید سے نکلتے ہیں ⁜

۲- ہندوؤں کے تقریر کرنیکا قاعدہ بالکل غلط ہی - وہ دو باتوں پر منحصر ہی یعنی حالتوں میں عین فرضی شئے پر اور دوسری حالت میں اُپنشدوں پر - اور دوسرے یعنی اُپنشد بالہامی ہو نا صرف فرضی یا وہمی اور بیہودہ ثبوت پر موقوف ہی جیسا کہ اس خط کے شروع میں بیان ہوا ؞

۳- ہندوؤں کے علم فلاسفہ میں علم طبعی کا بہت بیان ہی جو اکثر باتوں میں بالکل غلط ہی - ۴- ہندوؤں کے علم فلاسفہ کا یہہ عام قول ہی کہ کوئی چیز نیستی سے پیدا نہیں کیجا سکتی - پس اگر خلقت موجود ہی تو وہ یا تو ہمیشہ سے ہی یا خدا کے بیچ میں سے نکلی ہی - یہہ مسئلہ جس پر ایسی بہت باتیں موقوف ہیں صرف فرضی ہی یعنی نہ تو وہ ثابت ہوا اور نہ ہو سکیگا - اسی طور پر اُنکے سب طریقے مسئلہ تناسخ کی بابت فرضی ہیں

۵- ویدانتوں کا دین انسانی خیال کے اصلی عقاید کے برعکس ہی کیونکہ اپنی خود آگاہی کی حقیقت اور صداقت اعتقاد رکھنا جس مُشترک کا ایک جوہر ہو - اور اپنے حواس خمسہ کی گواہی پر اعتقاد رکھنا ایسی ہی ضروری

بات ہی - مگر ویدانت ہماری خود آگاہی اور حواس خمسہ کی معتبری کا اِنکار کرتا ہی +

۶- ویدانت اخلاقی امتیازوں کو اُلٹ دیتا ہی +

برہم تنہا حقیقت بلکہ خالص اِدراک ہی یعنی گناہ نابود اور غیر ممکن ہی - اُسکی ہستی معلوم دیتی ہی مگر اُس کا ظہور فقط جہالت کی تاثیر سے ہی - اِنصاف اور بے اِنصافی اور نیکی اور بدی کے درمیان کچھہ حقیقی فرق نہیں ہی جو ضروری نتیجے ویدانت کے فلاسفی کے مسئلوں سے نکلتے ہیں بہت سی آیتوں میں مندرج ہیں بھگوت گیتا میں لکھا ہی - نہ چاہئے کہ کوئی اپنے اُس پیشے کو چھوڑ دے جس میں وہ پیدا ہوا ہی اگرچہ وہ قابل ملامت ہو - اور جبکہ ارجن نے لڑائی میں اپنے اقربا کے ہلاک کرنے میں دیر کی تب کرشن نے اُسکے دریغ فاش کرنے میں کہا کہ یہہ نہایت ہی ذلیل و حقیر کمزوری ہی +

۷- ویدانت دین کی اصلیت کو مٹا دیتا ہی +

سب سچا مذہب اُس رشتے کی پہچان پر منحصر ہی جو درمیان خدا

اور انسان کے واقع ہی۔ فروتنی محبت الٰہی تعظیم دعا فرمانبرداری گناہ سے توبہ وغیرہ حقیقی ویدانتی کے نزدیک غیر ممکن اور بیہودہ ہیں اور بجائے اسکے کہ گناہ اور اسکی طاقت سے رہائی ڈھونڈھے ویدانتی اپنی خودی کے خیال سے الگ ہونے کے لئے کوشش کرتا ہی جب یہہ کہا جائے کہ خدا صرف ہستی علم اور خوشی ہی تب الوہیت کی سب سے جلالی صفتیں جیسا عدل پاکیزگی نیکی محبت وغیرہ جاتی رہتی ہیں۔ اگر ایسی باتیں خدا کی نسبت کفر آمیز نہیں ہیں تو کفر کا ہونا غیر ممکن ہی +

۸ - ویدانت کی تعلیم ایک دوسرے کے برخلاف ہی +

اس میں لکھا ہی کہ خدا ہستی علم اور خوشی ہی مگر سب کو معلوم ہی کہ جب علم موجود ہی تو ایک جاننیوالا اور ایک شے جو جانی جاتی ہی ضرور ہونی چاہئیے اور علم ان دونوں کے بیچ ایک علاقہ ہی۔ مگر ویدانت ایسی تثلیث ہونیکا انکار کرتا ہی +

۹ - آخر الامر ایسا نہ ہو کہ کوئی کہے کہ تم ویدانتوں کے علمی اخلاقی نتیجے سے درگذر کرتے ہو ہم نہیں کے لفظوں سے دریغ کرینگے - اس

قسم کا تامل جو کہ فاعل اور مفعول کے درمیان کچھ فرق نہیں رکھتا انسان کو اسکی اصل مراد تک پہنچانیکا سب سے بڑا وسیلہ ہی - یعنی اپنے تئیں خدا میں شامل ہونیکی پہچان اور وہ وسیلے جن سے یہہ پہچان حاصل ہوتی ہی - ۱ - برداشت - ۲ - پرستش - ۳ - طریقہ عبادت - ۴ - سانس روکنا - ۵ - جسمانی خواہشوں کا ضبط کرنا - ۶ - توجہ یعنی دل حقیقت پر لگانا - ۷ - تامل - ۸ - سوچ یعنی ایک اور قسم کا تامل - برداشت میں خون کرنے جھوٹھہ بولنے اور چوری کرنے سے باز رہنا شامل ہی - یوں سانس لینا اپنی آنکھوں اور کانوں کو استعمال میں لانا خون جھوٹھہ اور چوری کے برابر گناہ گنا جاتا ہی یہہ عجیب نامعقول مسئلہ ہی - ویدانت کا دین اگر نیک اخلاقی کی طرف رجوع کرتا ہی تو صرف اس طور پر کہ درخت یا پتھر آدمی سے زیادہ اخلاقی ہی - پس ہمارے نزدیک غیر ممکن ہی کہ کسی نے بالکل شنکر اچاریا نے بھی خود ویدانتوں کی کل تعلیم کو حقیقت میں قبول کیا ہو - یقیناً زمانہ حال میں کوئی شخص اس پر اعتبار نہیں رکھہ سکتا ہی - دین ویدانت جب اپنے فریبی اصطلاحوں سے خالی کیا

جائے تو یا تو الحاد یا توحید ضرور ٹھہریگا چاہیے کہ زمانہ حال کے اہل دیانت صادق ہوں اور اُسکی حقیقی خاصیت کا اقرار کریں۔ مگر حقیقت میں جتنا کہ طریق ویدانت اُن طریقوں یعنی الحاد اور توحید سے فرق رکھتا ہی اُتنا ہی وہ اُن دونوں طریقوں سے زیادہ ممتنع الغدر اور منکبر ہی۔ درحقیقت یہہ ہولناک کلمہ کہ کوئی خدا نہیں کم زبون ہی بہ نسبت اسکے کہ کوئی فانی خطاکار کم بخت اِنسان کہے کہ میں خدا ہوں ؛

ہندوؤں کے اور دو طریقوں کی باریکی سے تحقیق کرنا بیفایدہ معلوم ہوتا ہی اُنکی بڑی خاصیتوں کی بابت چند فقرے لکھنے ہمارے مطلب کے لئے کافی ہونگے۔ طریقہ سانکھیا ہندوؤں کے پہلے مشہور فیلسوف کپلا نامے نے ایجاد کیا ہی۔ وہ ساری پیدائش اور ظہور کو خلقت سے جو خود بیخبر ہی منسوب کرتا ہی۔ کپلا کے رد کرنے کے لئے یہہ کافی ہی کہ ہم بتلادیں کہ یہہ الحاد ہی اور وہ نرا ایشور اسانکھیا یعنی بے ملحد سانکھیا کہلاتا ہی۔ یوگ جو سیشور سانکھیا یعنی الٰہی سانکھیا کہلاتا ہی۔ مگر طریقہ یوگ اگرچہ اِس بات پر بعزت مشہور ہی تو بھی تصوف جادوگری

اور لا انتہا بیہودگی سے بھرا ہی۔ تامل سے بیٹھنے خاص طریقے عبادت کے اختیار کرنے حواس روکنے سانس بند کرنے وغیرہ سے یوگی عالم الغیب ہاتھی کی مانند مضبوط شیر سا دلیر اور ہوا کے برابر تیز رو ہوجاتا ہی وہ ہوا میں اُڑتا اور زمین کے گہراؤ میں گھس جاتا ہی وغیرہ۔ پس ہندوؤں کے علم فلاسفہ کا دینی طریقہ جلدی طفلانہ وہمات ہوگیا اور اس بات میں شک نہیں کہ لوگوں کو دین الحاد یا ہمہ اوست کی طرف رجوع کرنے لگا ؛

بیان ہوچکا ہی کہ نیایا علم ہنود کا سب سے کم اعتراض پذیر طریقہ ہی۔ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ نیایا کا قدیم طریقہ خداپرستی سے منسوب تھا کہ نہیں۔ اور وہ طریقہ جو اُس سے بعد ہوا خدا کے موجود ہونے کا اِقرار کرتا ہی اور اُس سے آگاہی ارادہ اور کام کرنے کی قدرت منسوب کرتا ہی۔ تاہم یہہ طریقہ بھی نہایت ناقص ہی۔ وہ خدا کی اخلاقی صفات اور اُسکی حکومت کا کچھہ بیان نہیں کرتا بلکہ خلقت کا کچھہ بھی ذکر اُس میں پایا نہیں جاتا۔ مگر پوشیدہ نہ رہے کہ الوہیت جو اخلاقی صفات اور دنیا کی حکومت سے خالی ہی برائے نام خدا ہی ازروئے نیایا کے

جائے تو یا تو الحاد یا توحید ضرور ٹھہریگا چاہئے کہ زمانہ حال کے اہل دیانت صادق ہوں اور اُسکی حقیقی خاصیت کا اقرار کریں۔ مگر حقیقت میں جتنا کہ طریق ویدانت اُن طریقوں یعنی الحاد اور توحید سے فرق رکھتا ہی اتنا ہی وہ اُن دونوں طریقوں سے زیادہ ممتنع الغدر اور متکبر ہی۔ درحقیقت یہہ ہولناک کلمہ کہ کوئی خدا نہیں کم زبون ہی بہ نسبت اُسکے کہ کوئی نادانی خطاکار کم بخت انسان کہے کہ میں خدا ہوں +

ہندوؤں کے اَور دو طریقوں کی باریکی سے تحقیق کرنا بیفایدہ معلوم ہوتا ہی اُنکی بڑی خاصیتوں کی بابت چند فقرے لکھنے ہمارے مطلب کے لئے کافی ہونگے۔ طریقہ سانکھیا ہندوؤں کے پہلے مشہور فیلسوف کپلا مُنی نے ایجاد کیا ہی۔ وہ ساری پیدائش اور ظہور کو خلقت سے جو خود بخود ہی منسوب کرتا ہی۔ کپلا کے رد کرنے کے لئے یہہ کافی ہی کہ ہم بتلادیں کہ یہہ الحاد ہی اور وہ نرایشور اسانکھیا یعنی بے ملحد سانکھیا کہلاتا ہی۔ پتن جلی کا یوگ جو شیشور اسانکھیا یعنی الہی سانکھیا کہلاتا ہی۔ مگر طریقہ یوگ اگرچہ اِثبات پر تعزت مشہور ہی تو بھی تصوف جادوگری

اور لا انتہا بیہودگی سے بھرا ہی۔ تامل سے لطیفے خاص طریقے عبادت کے اختیار کرنے حواس روکنے سانس بند کرنے وغیرہ۔ سے یوگی عالم الغیب ہاتھی کی مانند مضبوط شیر سا دلیر اور ہوا کے برابر تیز رو ہوجاتا ہی وہ ہوا میں اُڑتا اور زمین کے گہراؤ میں گھس جاتا ہی وغیرہ۔ پس ہندوؤں کے علم فلاسفہ کا دینی طریقہ جلدی طفلانہ وہمیات ہوگیا اور اِس بات میں شک نہیں کہ لوگوں کو دین الحاد یا ہمہ اوست کی طرف رجوع کرنے لگا +

بیان ہوچکا ہی کہ نیایا علم ہنود کا سب سے کم اعتراض پذیر طریقہ ہی۔ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ نیایا کا قدیم طریقہ خدا پرستی سے منسوب تھا کہ نہیں۔ اور وہ طریقہ جو اس سے بعد ہوا خدا کے موجود ہونے کا اقرار کرتا ہی اور اُس سے آگاہی اِرادہ اور کام کرنے کی قدرت منسوب کرتا ہی۔ تاہم یہہ طریقہ بھی نہایت مختصر ہی۔ وہ خدا کی اخلاقی صفات اور اُسکی حکومت کا کچھ بیان نہیں کرتا بلکہ خلقت کا کچھ بھی ذکر اُس میں پایا نہیں جاتا۔ مگر پوشیدہ نہ رہے کہ الوہیت جو اخلاقی صفات اور دنیا کی حکومت سے خالی ہی برائے نام خدا ہی ازروئے نیایا کے

اِنسان کی اصل مراد عذاب سے آخری رہائی ہی اور یہہ ہر طرح کے عمل سے خواہ نیک خواہ بد ہو باز رہنے سے حاصل ہوتی ہی۔ ایک عالم مصنّف نے جو خواہش رکھتا تھا کہ دینِ ہنود کا حتّی المقدور مہربانی سے بیان کرے بشرطیکہ سچّائی سے قدم باہر نہ رکھے یوں لکھا ہی کہ اُنکے چھہ علمی قواعد میں سے صرف تین جلی کا یوگ خدا کی رزّاقی کا اِقرار کرتا ہی۔ پس معلوم ہوتا ہی کہ اِن طریقوں کے پکّے معتقد کامل درجے پر نہ مذہب نہ عمل نہ اخلاقی خاصیت رکھہ سکتے ہیں +

. . . .

بھگوت گیتا سے زیادہ تاثیر کسی کتاب نے نہیں کی ہی۔ یہہ ایک عمدہ کتاب اور مسلسل عبارت میں لکھی ہوئی ہی۔ یہہ ایک قسم کا اِنتخابی طریقہ نظر آتا ہی جس میں گذشتہ طریقوں کے نتیجے جمع ہوتے ہیں۔ سب سے متحمّل فیلسوفوں میں سے ایک کی رائے اُس عجیب کتاب کی بابت سُنئے۔ وکٹار کوسین صاحب نے جو آپ حقیقت میں انتخاب کرنیوالا تھا بھگوت گیتا کے باب میں یوں لکھا ہی۔ تم بہ آسانی معلوم کروگے کہ اِس قسم کے خوفناک اور وہمی اعتقاد کے سامھنے جو بیحد اور نہایت علامتوں

سے ظاہر ہوتا تھا طبیعتِ اِنسان نے کانپتے ہوئے کس طرح خودی سے اِنکار کیا ہوگا اور کس طرح سے ہنر اِس لاحاصل کوشش میں کہ اپنے آپ میں ہستی ظاہر کرنی بیحد طور پر عظیم شکلوں اور بیقاعدہ ایجادوں میں بھر گیا ہوگا اور کس طرح سے جب کہ خدا سب کچھہ اور اِنسان کچھہ نہیں گنا گیا اِنسان پر ایک مہیب حکومتِ خدا پڑی ہوگی جو اُسے کُل آزادگی اور حرکت اور تمام علمی فایدہ اور سچّی نیک اخلاقی سے محروم کرتی ہی۔ اور پھر تم دریافت کروگے کہ کس طرح سے انسان اپنے تئیں حقیر جانکے اپنے اعمال کو پھر یاد میں لانیکا کچھہ خیال نہ کر سکا اور کیا سبب ہی کہ ہندوستان میں نہ اِنسان کی تواریخ نہ وارداتِ کی معقول تاریخ پائی جاتی ہی۔ یہہ قول سخت ہی مگر حق سے زیادہ سخت نہیں کُل سلیقہ و ہنر و آزادگی و ملکی ترقی و نیک اخلاقی سب کے سب شروع ہی میں ہند کے علمِ فلاسفہ کے زہردار نفس سے پژمردہ ہوگئے۔ اور فہمِ اِنسان اِس قدر کوتاہ ہوگیا کہ تواریخ کا لکھنا غیر ممکن ہوا +

علمِ فلاسفہ کی تواریخ ہندوستان میں اُسکی اُس تواریخ سے

جو ملک یونان میں لکھی گئی کچھہ نسبت رکھتی ہی۔ دیکھو دسواں خط۔ ہندوؤں کے فیلسوف حقیقت میں تیز فہم اور خیال کرنے میں بہت صابر شخص تھے مگر الوہیت اور انسانیت کی صفتوں اور انسان کی قسمت اور فرض کے راز کھولنے میں اُنکی ساری کوشش لاحاصل ہوئی ہی۔ نفرتی قاعدے ہر ایک بے بنیاد بیہودہ اور آپس میں مختلف ہیں قاعدے سخت اور ناگوار ہو کے اِنسان کی محبت اور نیک کوشش کو رُوکنے اور نیست ہونا پایا اور کچھہ جو اُسکے موافق ہی ہماری بڑی اُمید پیش کرتے ہیں یہہ بے پایان قیاس غمناک نتیجے ہیں۔ کہ دُنیا نے خدا کو حکمت سے معلوم نہ کیا +

ای کمبخت مُلکِ ہند کیا تو زمانوں کا سبق اب نہ سیکھیگا اور اپنے تئیں اُس روشنی کے واسطے جسے تو اپنی کسی طرح کی کوشش سے حاصل نہیں کرسکتا ہی آسمانی فضل کے قرضدار ہونیکا اِقرار نہ کریگا +

بارھواں خط

پہلا حصہ

مذہب اسلام اور اُسکی دلیلوں کی تحقیقات کے بیان میں

ای عزیز دوستو۔ اب ہم اُن دلیلوں کی تحقیقات پر متوجہ ہوتے ہیں جو کہ دین اِسلام کے ثبوت میں پیش لانے کے قابل ہیں۔ یہہ بہت بھاری دریافت ہی۔ دین اِسلام دلکش ہی خواہ ہم اُسکی عجیب اِبتدا خواہ اُسکے جلد پھیلنے یا اُسکے وسیع پھیلاؤ پر غور کریں۔ دین ہنود تو ایک مُلک کے باشندوں کے ایک حصّے پر منحصر ہی مگر بہت سے مسلمان ایشیا افریقیہ کے ملکوں میں بلکہ یورپ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پس دین اسلام کیا ہی اِس سوال کے تحقیق میں چاہیے کہ ہم اُس بڑے فرق کو پہچانیں جو اُس طریقے میں جسے محمد صاحب نے آپ جاری کیا اور اُس طریقے میں جسے محمدی لوگوں نے بعد اُسکے قبول کیا پایا جاتا ہی۔ اِس تفاوت کے

پہچاننے کا سبب آیندہ ورقوں میں بخوبی ظاہر ہوگا۔ مگر اتنے میں میں یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان دونوں طریقوں کا یہہ بڑا فرق اس لئے تمام کیا جاتا ہی کہ محمد صاحب کے حق میں بے انصافی نہ ہو۔ وہ طریقہ جسے اُسکے اکثر پیرو مانتے ہیں بہ نسبت اُسکے جسے اُسنے شروع میں جاری کیا زیادہ نامعقول ہی اور از روئے انصاف تازہ پیرووں اور مفسروں کی بیہودگیوں کو ہمیں اُس سے منسوب کرنا نہ چاہئیے ✣

ظاہری دلیل

پہلے۔ ہمارا پہلا سوال محمد صاحب کی تواریخ اور قرآن کی بابت ضرور ہوگا۔ شروع ہی میں ہم اپنے تئیں مشکلات میں پھنسا ہوا پاتے ہیں۔ عربی دان ایک عالم نے سنہ ۱۸۴۳ع میں اس بات کی بابت یوں لکھا ہی کہ جب تک ہم کو محمد صاحب کی کوئی زیادہ کامل تواریخ بہ نسبت اُنکے جو اِسوقت تک یورپ میں چھاپی گئی ہیں نہ ملے اغلب ہی کہ جس وقت ہم اُسکے اعمال کے مقصدوں کو دریافت کرنیکی طرف رجوع

ہو دیں تو ہم غلطی کرینگے۔ یہہ قول تاہم کسیقدر سچ ہی باوجودیکہ ہم ویل صاحب پرسول صاحب اسپرنگر صاحب اور میور صاحب کی نہایت عمدہ تصنیفات رکھتے ہیں ✣

شاید ابوالفدا مشرقی محمد صاحب کا سب سے صاحب تمیز مورخ تھا مگر وہ چودھویں صدی مسیحی یعنی سات سو برس بعد محمد صاحب کے پیدا ہوا اور وے مصنف جنکی باتیں اُسنے انتخاب کیں بعد وفات محمد پہلی صدی کے نہ تھے۔ پس ہم نہیں کہہ سکتے کہ ابوالفدا محمد صاحب کے احوال اور خاصیت کی کیفیتوں پر معتبر گواہ ہی۔ اور ہمارا اعتبار اِن مصنفوں پر جو بعد ابوالفدا کے ہوئے جیسا کہ میر کھاند پندرھویں صدی میں اور الجبنی سولھویں صدی میں اور بھی کم ہی۔ محمدی مصنف النبہری کا جو سنہ ۷۳۲ ہجری میں مر گیا اکثر تذکرہ کرتے ہیں مگر وہ زیادہ از دو سو برس بعد وقوع اُن واقعات کے جنکا وہ ذکر کرتا تھا پیدا ہوا۔ اُنسے زیادہ قدیم گواہوں کو ڈھونڈھنا چاہئیے۔ دریافت سے معلوم ہوتا ہی کہ ابن ہشام جو سنہ ۲۱۳ ہجری میں مر گیا اور واقدی جو سنہ ۱۳۰ ہجری میں پیدا ہوا

اور سنہ ۲۰۷ ہجری میں مرگیا اور کاتب الواقدی جو سنہ ۲۳۰ ہجری میں مرگیا محمد صاحب کے سب سے قدیم مورخ تھے جن کی تصنیفات ابتک موجود ہیں +

پس محمد صاحب کے ہم عصروں کے قلم سے انکا کوئی احوال پایا نہیں جاتا۔ شاید جو کچھ انہوں نے اسکی بابت لکھا ضایع ہوا اور بعد وفات محمد ایک سو برس تک جو کچھ تصنیف ہوا جاتا رہا۔ یہہ بڑی بھاری حقیقت ہے۔ اس حقیقت سے محمد صاحب کی حالت زندگی اور حقیقی خاصیت کی بابت بہت شک پایا جاتا ہے +

ان حالتوں میں بالضرور ہم قرآن کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ اس سے محمد صاحب کی زندگی کی حقیقتیں دریافت کریں۔ تاہم یہہ بھی بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔ ثابت نہیں ہو سکتا کہ قرآن ویسا ہی ہے جیسا کہ محمد صاحب نے اسے چھوڑا تھا اس سبب سے کہ اسکے متفرق حصے محمد صاحب کے شاگردوں کو تئیس برس کے عرصے میں سکھلائے گئے انہوں نے یا تو انکو حفظ کیا یا درخت خرما کے پتوں یا چمڑے یا پتھروں

یا جیسا کہتے ہیں بھیڑوں کے کندھے کی ہڈیوں پر لکھا۔ اصل نوشتے بے ترتیبی سے ایک صندوق میں ڈالے گئے اور اسی ابتری میں پڑے رہے جب محمد صاحب نے وفات پائی۔ اس سے دو برس بعد ابوبکر نے سب حصوں کو جمع کرنیکا حکم دیا یعنی وہ جو لکھے ہوئے تھے اور جو حفظ کئے گئے تھے۔ اس سبب سے خیال کیا جاتا ہے کہ ابوبکر قرآن کا حقیقی مؤلف تھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں اسنے کسقدر مداخلت کی۔ اسوقت سے قریب ستر و برس کے بعد عثمان نے جب دریافت کیا کہ قرآن کی نقلیں جو متفرق جگہوں میں ہیں آپس میں بہت مخالفت رکھتی ہیں تب اسنے حکم دیا کہ ابوبکر کی نقل سے بہت قرآن ہوشیاری او صفائی سے نقل کیجائیں۔ بعد ازاں یہہ درست شدہ نقلیں دور تک پھیلائی گئیں اور پرانی برباد کی گئیں +

یوں قرآن محمد صاحب سے جاری ہونے کے بعد ابوبکر اور عثمان دونوں کے ہاتھوں سے ترمیم کیا گیا۔ پس اگر ہم ثابت نہیں کر سکتے کہ یہہ دونوں شخص یا تو فریب نہیں کر سکتے تھے یا ایسا کرنا نہیں

چاہتے تھے تو ہم قوی یقین نہیں رکھہ سکتے ہیں کہ قرآن میں بہت کچھہ
تبدیلی واقع نہیں ہوئی +

شیعہ لوگ دعوی کرتے ہیں کہ عثمان نے دس سیپارے یعنی
جو تھا حصہ قرآن سے نکال ڈالا۔ اگر وہ دس سیپارے نکال سکا تو وہ
اور طرح پر بھی مداخلت ناجائز کر سکتا تھا +

پھر اس سبب سے کہ ابوبکر کی نقل حفصہ محمد صاحب کی ایک بیوی
کے سپرد رہی تو ہمیں ثابت کرنا چاہئے کہ کیا وہ اپنی امانت پر بالکل
متدین تھی۔ قرآن کی اصلیت کی بابت یہہ بھاری مشکلات ہیں
اسکی بے تبدیلی ثابت کرنا غیر ممکن ہے +

اس شک کے دو بھاری نتیجے قابل بیان ہیں۔ اوّل ہم محمد صاحب
کی تواریخ اور خاصیت کے شمار میں متحیر ہوتے ہیں کیونکہ جیسا بیان ہوا
وہ مسلمان مورخوں سے اور جیسا ہم اب دیکھتے ہیں قرآن سے بھی خاطر خواہ
ظاہر نہیں ہوتی۔ پس محمد صاحب عقیدہ عام سے بہتر یا بدتر ہوا ہو۔
دوم اگر محمد صاحب نے ایک الہام کو جو خدا سے نازل ہوا درحقیقت جاری

کیا ہو تو بھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ اُس میں کچھہ مداخلت نہ کی گئی ہو۔
ضروری باتیں اُس میں بڑھائی گئی ہوں یا اُس سے خارج کی گئی ہوں +

دوسرے۔ فرض کیا جائے کہ قرآن بعینہ ویسا ہی ہے جیسا کہ محمد صاحب
نے اُسکو جاری کیا۔ کیا ثبوت پایا جاتا ہے کہ اُس کا مصنف مطابق اپنے
دعوے کے رسول اللہ تھا۔ اوپر بیان ہوا کہ خود قرآن محمد صاحب
کی حالت زندگی اور خاصیت کی بابت سب سے عمدہ ثبوت ہے۔ پوشیدہ
نہ رہے کہ معجزوں کا اکثر ذکر قرآن میں پایا جاتا ہے مگر کوئی آیت نظر نہیں آئی
جس سے ثابت ہو کہ محمد صاحب نے معجزے دکھلائے۔ بہت سی آیتیں
ہیں جن میں معجزے نہ دکھلانیکا سبب درج ہے اور بعضی ایسی بھی ہیں
جن میں وہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ میں معجزے دکھلانے کو نہیں بھیجا گیا۔
سورہ عنکبوت میں یوں مرقوم ہے۔ وَقَالُوا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ
اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ۔ یعنی کہتے ہیں کہ اگر اُسکے خدا کی طرف سے کوئی نشانی اُسپر نازل
نہ ہوگی تو ہم ایمان نہ لاوینگے پس اے محمد تو کہہ کہ نشانیاں خدا کے پاس ہیں میں تو

ایک نصیحت دینیوالا ہوں ۔ پھر سورہ بنی اسرائیل میں لکھا ہی وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِہَا الْاَوَّلُوْنَ یعنی کوئی چیز ہمیں مانع نہیں ہوئی کہ تجھے معجزے کے ساتھہ بھیجیں مگر یہہ کہ اگلے پیغمبروں کو جو ہم نے معجزے دیکر بھیجا تھا انہیں لوگوں نے جھوٹھا جانا ۔ مگر اس مضمون کا بہت طول بیان کرنا ضرور نہیں ہی ۔ قرآن کا ہر ایک بے تعصب پڑھنیوالا اس قول کی تصدیق کا اقرار کریگا +

سچ ہی کہ اکثر محمدی مصنف معجزوں کا ذکر کرکے محمد صاحب سے منسوب کرتے ہیں مگر یہہ گمان یہانتک محمد صاحب کی باتوں کے خلاف ہی کہ بالکل قابل اعتبار نہیں +

ا ۔ تو بھی شاید چند معجزوں کا کچھہ بیان کرنا چاہیے جنکی نسبت بعضے مفسر دعوی کرتے ہیں کہ قرآن میں مذکور ہیں ۔ سب سے مشہور انمیں سے شق القمر ہی ۔ پس دیکھا چاہئے کہ قرآن میں اسکی بابت کیا لکھا ہی ۔ سورہ قمر میں یوں مسطور ہی ۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یعنی پاس آگئی وہ

ساعت اور چاند پھٹ گیا اگر وہ دیکھینگے کوئی نشانی ٹال دینگے یہہ کہکر یہہ جادو چلا آتا ہی +

ا ۔ محمدی مصنف خود اس آیت کے معنوں کی بابت متفق الرائے نہیں ہیں بعضوں نے سمجھا کہ محمد صاحب نے بطور نظم کے اس آیت میں استقبال کا ذکر ماضی میں کیا ۔ اور اکثر عبرانی اور عربی زبانوں میں ایسا ہوتا ہی ۔ اگر یہہ بات صحیح ہی تو محمد صاحب نے فقط کہا کہ شق القمر ایک نشان ہی جو روز قیامت کے پیشتر ظاہر ہوگا ۔ قرآن میں جو الفاظ اس آیت کے بعد ہیں ایسے معنوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ محمد صاحب نے نہیں کہا اگرچہ انہوں نے یہی کافروں نے نشان کو دیکھا ہی وہ ٹال دیتے ہیں مگر یہہ کہ اگر وہ دیکھینگے ۔ درحقیقت اگر محمد صاحب کی یہہ مراد ہوتی کہ یہہ معجزہ فی الحقیقت واقع ہو چکا تو وہ بالضرور اکثر اسکا ذکر کرتا گویا کہ وہ معجزہ کافروں کے بے ایمان ہونیکا عذر رد کرتا +

ب ۔ پھر محمد صاحب نے نہیں کہا کہ شق القمر میں نے کیا ۔ اور

اگر یہہ بات ہوئی بھی تو اُس سے صرف خدا کی قدرت ثابت ہو سکتی ہی
وہ محمد صاحب کے دعویٰ کو بالکل ثابت نہیں کرتی +

ت - سوائے اِسکے صاف ظاہر ہی کہ شق القمر سے یہاں روز قیامت
کا نشان مراد ہی لیکن اگر شق القمر محمد صاحب کے وقت میں یعنی بارہ سو
برس گذرے واقع ہوا تو وہ کس طرح قیامت کا نشان ہو سکتا جو
ہنوز نہیں آئی ہی ::

۲ - محمد صاحب کا معراج ایک اور بہت مشہور واقعہ ہی - قرآن
میں اسکا یوں بیان ہی - سُبْحَانَ الَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا
مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰے یعنی پاک ہی وہ ذات
جو لے گیا اپنے بندے کو رات ہی رات ادب والی مسجد سے پرلی مسجد
تک سورہ بنی اسرائیل ۱۵ سیپارہ - محمدی مفسر بیان کرتے ہیں کہ
محمد صاحب سات آسمانوں سے گذر کے خدا کے عین حضور پہنچایا گیا
اور اُسی رات کو پھر مکے میں لایا گیا مگر اس کل بیان کا ایک لفظ بھی
قرآن میں پایا نہیں جاتا اور محمد صاحب کی طرف اُسکے پیرووں کے

وہمی خیالات کو منسوب کرنا نہ چاہئے - جس طرح سے محمد صاحب نے
خود بیان کیا معراج میں کوئی معجزانہ بات پائی نہیں جاتی - ہم اکثر
کہتے ہیں کہ ہم نے نیند میں یہہ کیا یا وہ کیا یا اپنے خوابوں میں فلانی جگہ
پہنچائے گئے - اور اسی طرح محمد صاحب کی یہہ باتیں ایسے ہی معنے رکھتی
ہیں - اکثر محمدی علما کی رائے ایسی ہی ہی خاصکر کے مرقوم ہی کہ حفصہ محمد صاحب
کی بیوی نے صاف صاف کہا کہ شبِ معراج کو محمد صاحب اپنے بستر سے
کسی وقت باہر نہ گئے ایسے مضمون پر حفصہ کی گواہی بہت ہی قابل
اعتبار ہی - ممکن ہی کہ محمد صاحب ایک طرح کے دلی اندیشے میں پڑے
جسمیں نہیں جانتے تھے کہ معراج رویا کے طور پر حقیقی یا وہمی خیال تھا -
شاید اپنے بلا ارادہ غیر فریبی وہم میں پڑا ہو کہ معراج حقیقی ہوا ایسے
امروں میں اس طرح کی غلطیاں اکثر واقع ہوئی ہیں +

پھر مخفی نہ رہے کہ معراج کی حقیقت پر سوائے محمد صاحب کی گواہی کے
اور کوئی ثبوت پایا نہیں جاتا ہی ایسے مضمون میں ہم ایک ہی گواہ پر کیونکر
اعتبار کر سکتے ہیں خاصکر کے جب وہ اپنی ہی بابت گواہی دیتا ہی +

۳- ایک اَور عجیب کیفیت جو قرآن میں مسطور ہے اور جسے مسلمان
لوگ معجزہ کہتے ہیں جنّوں کا ایمان لانا ہے سورۂ احقاف میں یوں بیان
ہے۔ وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا
حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ
یعنی جب جنّوں کے گروہ نے محمد صاحب کو قرآن پڑھتے سُنا ایمان لاکر
اور ساتھیوں کو جاکر سُنایا جنّ ایک طرح کے مخلوق ہیں جنکی بابت لوگوں کا
گمان ہے کہ فرشتے اور انسانوں کے مابین درجہ رکھتے ہیں یعنی ملایک اور
انسان سے کچھہ نسبت رکھتے ہیں جلال الدین جو ایک عالم محمدی مصنّف
ہے بیان کرتا ہے کہ جنّ شیطان کی اَولاد ہیں اور فرشتوں سے فرق
رکھتے ہیں کہ یہہ صاحب توالد و تناسل ہیں +

اِس معجزے کی بابت صرف اِتنا ہی کہنا بس ہے کہ نہ کہ کسی بات
کے ثابت کرنے کے وہ خود ثبوت کی احتیاج رکھتا ہے۔ آیا جنّ حقیقت
میں ہیں کہ نہیں۔ پھر محمد صاحب کی گواہی اِس مضمون پر کیونکر معتبر ہوسکتی
ہے ممکن ہے کہ محمد صاحب نے ایسی بات خواب میں دیکھی ہوگی مگر ہم اُسکے

خوابوں سے کچھہ غرض نہیں رکھتے ہیں مگر اِس مضمون کا زیادہ طول بیان
کرنا کچھہ ضرور نہیں وہ محمد صاحب کے دعوے کی سچائی ثابت نہیں کرتا
عیسائی لوگ رسالت مسیح کے ثبوت میں یہہ بیان کہ وہ فرشتوں کو نظر
آیا کبھی پیش نہیں کرتے۔ وہ معجزے جنسے کسی کی رسالت ثابت ہوتی ہے
صاف و آشکارا و بے اعتراض ہونے چاہئیں +

۴- ایک اَور ماجرا جو کہ قرآن میں مذکور ہے جسے مسلمان لوگ عجیب
معجزہ سمجھتے وہ فتح ہے جو محمد صاحب نے جنگ بدر میں حاصل کی مذکور
ہے کہ محمد صاحب کی فوج میں تین سو اُنیس آدمی تھے اور دشمن کی فوج
میں قریب ایک ہزار۔ سورۂ آل عمران اور سورۂ اعراف میں مرقوم ہے
کہ خدا نے پہلے ایک ہزار بعدہٗ تین ہزار فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے
بھیجے اس لڑائی میں فوج دشمن کے ستّر اور مسلمانوں میں سے صرف چودہ
مارے گئے۔ یہہ کیفیت اپنے تئیں آپ جھوٹھا کرتی ہے۔ بالیقین چار ہزار
فرشتے اور تین سو اُنیس مسلمان ضرور نہ تھے کہ ایک ہزار دشمن پر فتح کریں
اور نہیں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے کسی نے فرشتوں کو دیکھا پھر اگر نہیں سو

اُنمیں مسلمانوں نے بغیر مدد فرشتوں کے ایکہزار دشمنوں پر فتح بھی کی تو بھی کوئی بڑی عجیب بات نہ تھی۔ چند برس گذرے سپہہ سالار سر چارلس نیپیر صاحب نے اپنی تھوڑی سی فوج سے سندہ والوں کی بہت بڑی فوج پر حملہ کرکے اُسے بالکل شکست دی اور بہت سی ایسی عجیب فتحوں کا ذکر تواریخ میں پایا جاتا ہے۔ اِن واقعات کے سوائے قرآن میں کوئی ایسا ماجرا محمد صاحب سے منسوب نہیں ہے جسمیں معجزے کا نام و نشان پایا جاتا ہو صاف ظاہر ہے کہ یہہ کیفیتیں جنہیں مسلمان لوگ معجزہ کہتے ہیں محمد صاحب کی رسالت بالکل ثابت نہیں کرتی ہیں ✚

تیسرے معجزے دراصل دو قسم کے ہیں یعنی معجزۂ قدرت و معجزۂ دانائی۔ عیسائی لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بائبل کا منجانب اللہ ہونا اُسکی اکثر پیشین گوئیاں یعنی آنیوالے ماجروں کی خبر کے پورا ہونے سے ثابت ہوتا ہے جنکا ظاہر ہونا عقل انسان سے باہر تھا۔ دیکھا چاہئے کہ محمد صاحب ایسے ماجرونکی پیشخبری دینے کی طاقت رکھتا تھا یا نہیں ✚

۱۔ قرآن کی کوئی آیت پائی نہیں جاتی جس میں محمد صاحب خود

ایسی طاقت رکھنے کا دعوی کرتا تھا تو بھی اُسکے پیرو اکثر آیتوں کا ذکر کرتے ہیں جنہیں وہ نبوت کہتے ہیں سب سے مشہور اُنمیں سے یہہ ہیں ✚

۲۔ سورۂ روم میں مرقوم ہے۔ الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ یعنی یونانی نزدیک کی ولایت میں مغلوب ہوگئے لیکن مغلوبیت کے بعد پھر وہ کئی ایک سال میں غالب ہونگے ✚

مسلمان لوگ محمد صاحب کے اِلہامی رسول ہونے کے ثبوت میں اکثر اِس آیت کو پیش لاتے ہیں۔ تو بھی وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ بعضے قرآنوں میں لکھا ہے کہ یونانی غالب ہوئے لیکن پھر مغلوب ہونگے۔ معنوں کا فرق عربی زبان میں اعراب پر موقوف ہے اِسی سبب سے یہہ بات ایک طور پر سچ ہے خواہ یونانی غالب ہوئے یا مغلوب ہوئے خیر یہہ اعتراض چھوڑکر ہم دریافت کرتے ہیں کہ محمدی لوگ آپسمیں اِن باتوں کی بابت متفق الرائے نہیں ہیں کہ دشمن جنہوں نے یونانیوں کو مغلوب کیا کون تھے یا لڑائی کہاں اور کب ہوئی بعضے کہتے ہیں کہ دشمن

اہل فارس تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ اہل عرب تھے اور بعضے بتلاتے ہیں
کہ میدان جنگ ارام نہرین میں تھا اور بعضوں کا قول ہے کہ ملک عرب
میں اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ ملک کنعان میں تھا۔ فرض کرو کہ یہہ ساری
مشکلات دور بھی کیجائیں تو بھی اس خبر میں کوئی عجیب بات پائی نہیں
جاتی۔ محمد صاحب نے ایک ماجرے کا بیان کیا جو تھوڑے برسوں
کے عرصے میں واقع ہوگا کیونکہ اُسکے لفظوں سے تین برس سے نو
برس تک مراد تھی۔ پس سوائے ہوشیاری اور دوربینی کے اور کچھ اسمیں
دکھلائی نہیں دیتا۔ چند برس گذرے جب انگریزوں کی فوج ملک کابل
میں قریب نیست و نابود ہوگئی تھی ہر شخص جو انگریزوں کی قوت اور تدبیر سے
واقف تھا دوربینی سے اتنا کہہ سکتا تھا کہ انگریز لوٹ کے ان دشمنوں کو سخت
سزا دے سکتے ہیں۔ محمد صاحب نے اپنے پیروؤں کو دلاور کرنا چاہا اور
وہ عیسائی یونانیوں سے بہ نسبت زرتشت اہل فارس یا کافران اہل
عرب کے زیادہ ہمدردی رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ اہل یونان غالب ہوں سوائے
اسکے نہایت اغلب تھا کہ سلطنت یونان جو کہ بڑی اور آراستہ اور ایک مذہب

کی قائل تھی بادشاہت فارس پر جو نصف وحشی و در آپس میں مختلف
بُت پرست اور آزار دینے والے تھے غالب آویگی ؞

۳- کئی ایک اور آیتیں اسی قسم کی ہیں سب سے مشہور انمیں یہہ
ہے جیسا کہ سورہ نور میں مرقوم ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ۔ یعنی وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں اور
کئے ہیں کام نیک البتہ پیچھے حاکم کریگا اُنکو ملک پر جیسا حاکم کیا تھا
اُنسے اگلوں کو۔ پھر سورہ فتح میں لکھا ہے لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
إِن شَاءَ اللّٰهُ آمِنِينَ یعنی تحقیق تم داخل ہوگے ادب والی مسجد میں
اگر اللہ نے چاہا چین سے۔ پھر ۲۸ سورہ میں لکھا ہے سچ وہ جس نے
تجھے قرآن دیا ہے ایمان اور عمل کے ایک قانون کے لئے بالیقین تجھ
کو پھر مکہ میں لاویگا۔ پس قرآن کی یہہ سب سے مشہور تین ہیں مگر
یہ ایک سپہ سالار اپنی فوج کو دلاور کرنے کے لئے ایسی امید اور تسلی
کی باتیں کہتا ہے او ایسی امور پر غالب ہونیکی اکثر پیشینگوئیاں کی گئی ہیں

جبکہ فوجیں بہ نسبت فوج محمد صاحب کے بہت تنگ حالتوں میں تھیں تو بھی پیشینگوئیاں پوری ہوئیں اور کسی کے خیال میں یہہ بات نہ آئی کہ ہمارا سپہ سالار نبی ہے۔ لاطینی اور یونانی شعروں میں عجیب قیاسی باتیں پائی جاتی ہیں جو کہنے کے مطابق واقع ہوئیں مگر کوئی شخص نہیں سمجھتا کہ یہہ باتیں الہامی تھیں ÷

نبوت از روئے انجیل مذہب کی ایک اصلی بات ہے۔ قرآن میں ایسا نہیں ہے اسمیں وہ دلیل کے طور پر کبھی پیش کی نہیں جاتی۔ حقیقت میں محمد صاحب نے آیندہ واقعوں کی خبر دینے کا دعویٰ نہ کیا۔ پھر اگر قرآن میں پیشینگوئیاں ہیں بعضی انمیں جھوٹھی ہیں سورۂ فتح میں مرقوم ہے۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ یعنے خدا جسنے بھیجا اپنا رسول ساتھہ ہدایت کے اور دین حق کے تاکہ اسے سب مذہبوں سے سرفراز کرے۔ دین اسلام دین مسیحی پر نہ پھیلاؤ میں نہ اپنے معتقدوں کے علم میں اور نہ اخلاق کی پاکیزگی میں سرفراز ہوا۔ دین عیسوی بہ نسبت دین اسلام کے اب تک

بہت جلد پھیلتا جاتا ہے اور بنی آدم کی ترقی ہر ایک بات میں بہت زیادہ کرتا ہے +

چوتھے۔ شروع میں دین اسلام کا جلد پھیلنا اسکے منجانب اللہ ہونیکا ایک ثبوت سمجھا جاتا ہے ÷

مگر کوئی محمدی یہہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ کسی مذہب کا جلد یا دور تک پھیلنا اسکی سچائی کی قوی دلیل ہے۔ بہ نسبت دین اسلام بلکہ شاید دین مسیحی کے بھی مذہب بدھ کے اب زیادہ پیرو ہیں تو بھی ہم بے اندیشہ کہہ سکتے ہیں کہ دین بدھ کسی تربیت و تعلیم یافتہ قوم میں جیسے باشندگان یورپ و امریکہ کے نزدیک کبھی مقبول نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک مذہب کا پھیلاؤ متفرق کیفیتوں پر منحصر ہے جیسے اُن لوگوں کا حال خاص جنمیں وہ جاری ہوتا ہے اور مطابقت اسکی اُنکے دستوروں سے اور وسیلے جو اسکے استعمال میں لائے جاتے ہیں وغیرہ دین اسلام کا جلد پھیلنا ایندہ کیفیتوں سے ایسے خاطر خواہ طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اسے مدد الٰہی سے منسوب کرنیکا کوئی موقع پایا نہیں جاتا +

۱ دین اسلام میں بہت سچائی ہے - ہم نے دیکھا ہے کہ دین مسیحی مذہب طبعی سے عجب طرح کی مطابقت رکھتا ہے - پوشیدہ نہ رہے کہ دین اسلام عوام طور پر دین مسیحی کی سچائی کا قائل ہے اور بائبل سے بہت سی باتیں انتخاب کرتا ہے - محمد صاحب نے خدا کی وحدانیت دانائی قدرت حکومت اور رزاقی کا صاف اقرار کیا - اکثر مذہبوں میں خدا کی بابت بیقرار اور بے تاثیر خیال ہے وہ یعنی خدا صرف خلقت یا اس سے تھوڑا زیادہ سمجھا جاتا ہے - مگر وہ خدا جس کا ذکر قرآن میں ہے گویا شخصیت رکھتا ہے اور بہ ارادہ کام کرتا ہے وہ ایک حاضر و ناظر خدا ہے جو خاص احکام دیتا اور جسکی فرمانبرداری ہر ایک بات میں سب پر فرض ہے +

بس یہاں ایک بھاری حقیقت پائی جاتی ہے - ہر ایک مذہب جس میں ایسے مسائل پائے جائیں اپنے آپ میں استحکام اور قیام کا عنصر رکھتا ہے +

۲ - توبھی دین اسلام انسان کی بُری خواہشوں سے بالکل خلاف نہیں ہے - اس سبب سے کہ اسمیں کوئی مجبوری نہیں اور وہ فہم انسان

کی مغروری بڑھاتا ہے - اس میں دل کی سخت آلودگی اور خدا سے محروم ہونیکا بہت تھوڑا ذکر ہے - باطنی گناہ سے مقابلہ کرنا اور اپنے تئیں حقیر جاننے کا فرض اور اپنے اوپر بھروسا نہ رکھنا اور خودی سے انکار کرنا اس میں تھوڑا یا بالکل پایا نہیں جاتا - ایسا مذہب گزشتہ انسانیت کو بہت پسند آتا ہے +

۳ - معلوم ہوتا ہے کہ خود محمد صاحب کی خاصیت اور کیفیتوں پر بہت کچھ موقوف تھا - وہ عالی خاندان سے پیدا ہوا اور خدیجہ کے ساتھ شادی کرنیکے ذریعہ سے شہر مکہ کے سب سے اغنیا والے شخصوں میں شامل ہوا - سوائے اسکے یقیناً وہ بڑا ذہین تھا الغرض وہ ایسا شخص تھا جو اوروں پر آسانی سے اختیار پاتا ہے - ان خاصیتوں کے سوائے وہ سرگرم اور قیاس کرنیوالا دل رکھتا تھا اور اپنے خیالوں کو اعلیٰ اور شاعرانہ طور پر جو اہل عرب میں عجیب طرح کا جوش پیدا کرنیوالا تھا ظاہر کر سکتا تھا +

۴ - محمد صاحب کا دینی طریقہ اہل عرب کی اصلی طبیعت سے بہت

مطابقت رکھتا تھا۔ ایک فاضل مصنف کہتا ہی کہ اہل عرب نے جو تُند خو اور خونریز مزاج رکھتے اور بغاوت لوٹ اور خون کرنیوالے تھے اپنے نبی کے قاعدے میں دُنیا کے غارت کرنے کے لئے نہ صرف اجازت بلکہ حکم پایا۔ جنگ اور فتح کی ترغیب بغیر کسی دینی مطلب کے ایسی مؤثر ہوئی کہ اسکندر ذو القرنین چنگیز خاں تیمور نپولین جیسوں کو جنگی مہموں کی طرف راغب کریں۔ محمدی لوگوں کی لڑائی سے کروسیڈیں سب سے درست مشابہت رکھتی ہیں جنکی مردانگی اور ناموری کے ساتھ بڑے پایہ تاثیر دینی حرارت ملی ہوئی تھی۔ کروسیڈس کرنیوالوں نے عجیب دلیری کی انہوں نے سارسن کی فوج پر حملہ کیا جس وقت کہ وہ فتحیابی میں مسرور تھے انکو بالکل شکست دیکر بیت المقدس کو کافروں کے ہاتھ سے چھڑایا۔ اور ملک ایشیا کے میدانوں پر ایک بادشاہت قایم کی جسنے یورپ والوں کی مشہور دلیری کو بدنام نہ کیا۔ تو بھی اس طرح کی کامیابی مذہب عیسوی کی سچائی پر کچھ دلالت نہیں کرتی اور دین اسلام کی سچائی بھی ایسی دلیلوں سے کچھ ثابت نہیں ہو سکتی +

۵- ضرور ہی کہ محمدی تعلیم نے جو اُن انعاموں کی بابت تھی جنہیں کہ خدا اُن سب کو جو جنگ میں مارے جائینگے دیگا تند مزاج عرب والوں کی ہوا و ہوس کو عجیب طرح کا جوش دیا ہوگا۔ سب آدمی بہشت میں جانے کی خواہش رکھتے ہیں مگر عربیوں کے باب میں وعدہ فردوس میں وہ ساری باتیں شامل تھیں جنسے وہ دُنیا میں زیادہ خوش ہوتے تھے +

اور وہ فردوس کیسا تھا۔ جو کچھ کہ نفسانی خوشی کی بابت نیز قیاس میں آسکتا تھا وعدہ کیا گیا۔ کیا تعجب ہی جبکہ ایسی سخت تحریکیں دی گئیں اگر اہل عرب دس گنا زیادہ جنگی متعصب خونخوار اور غیر مغلوب ہوئے ہوں +

۶- محمد صاحب نے اپنے معتقدوں کو سوائے شراب پینے کے اور کسی عیش و عشرت سے ممانعت نہ کی۔ اور اگرچہ اُنے شراب دُنیا میں حرام ٹھہرائی تو بھی وعدہ کیا کہ تم کو بہشت میں شراب ملیگی لیکن اگر محمد صاحب ایسا نیک فہم آدمی تھا جیسا کہ از روئے انصاف سب لوگ اقرار کرتے ہیں تو وہ ضرور جانتا ہوگا کہ جو دین خودی سے انکار کرنا نہیں سکھلاتا مشکل سے رایج ہو سکتا ہی۔ چونکہ دین انسان کی ایک طبعی

خاصیت ہو وہ ذاتی عقل سے معلوم کرسکتا ہی کہ جس دین کے ماننے میں کسی چیز کو ترک کرنا نہیں پڑتا بیجا نہیں ہوسکتا ہی۔ یہی مسئلہ ہی جب ہم بیان کرتے ہیں کہ محمد صاحب کے پیرو میدان جنگ میں اپنی جان نثار کرنے کو کیسے خوش تھے +

سوائے اِسکے محمد صاحب نے دیکھا کہ اگر عربی قوموں کی طبعی درشتی شراب پینے سے زیادہ تیز ہوئی تو میں اُنکو قابو میں نہ رکھ سکونگا +

۷۔ ایک جدید مصنف نے بیان کیا ہی کہ دین اِسلام کے شروع میں قایم ہونے کے اصلی سببوں میں سے بعضے یہہ ہیں۔ ۱۔ اُسکے قواعد ملک اور قواعد متعلق جرم کی عام مطابقت اہل عرب کے جاری شدہ مجموعہ قوانین سے۔ ۲۔ ملکی آزادگی جو اُسکے پیرؤں کو حاصل ہوئی جس سے وے قوانین ملک کی نظر میں برابر ٹھہرے جب کہ حاکمان دین کے حق میں معدود ہوئے +

۳۔ مالگذاری مقرر شدہ کی کمی۔ ۴۔ اُسکے کُل مجموعہ قانون کی صفائی تمامی اور مطابقت قانونی۔ ۵۔ وہ مخالفت اور خود اختیاری

اور ہر قسم کی تفاوت جو بُت پرست لوگوں اور عیسائیوں اور یہودی [illegible] کے درمیان پائی جاتی ہی +

۸۔ سوائے اِسکے پوشیدہ نہ رہے کہ جسوقت دین اِسلام جاری ہوا مُلک عرب فارس کوچک ایشیا وغیرہ میں دین مسیحی نہایت بگڑ گیا تھا اور بائبل کے احکام سے یہانتک مختلف ہوا کہ اُسکی قوت اور تاثیر بہت گھٹ گئی تھی۔ ساتھہ اسکے عیسائیونکا یہہ قول ہی کہ ایسے بگڑے ہوئے طریقے کے معتقد سخت سزا کے لایق تھے اور کہ محمد صاحب واسطے پہنچانے اُس سزا کے خدا کے ہاتھہ گویا کوڑا تھا پس اِن باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ دین اِسلام کی کامیابی میں کوئی معجزانہ طاقت نہ تھی +

پانچویں۔ اب اُس بڑے ثبوت کیطرف متوجہ ہونا چاہئے جسے محمدی لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآن کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہی۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن خود معجزہ ہی۔ قرآن میں اکثر اِس بات کا ذکر ہی جیسا کہ سورہ یونس میں بیان ہی وَمَا کَانَ ھٰذَا القرانُ اَنْ یُّفْتَرٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

الخ ۔ اور نہیں یہہ قرآن کہ کوئی بنائے اللہ کے سوائے اور
پھر اسی آیت کے آخر میں یہہ لکھا ہی مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ یعنی خدا سے
نازل ہوا پھر سورہ بنی اسرائیل میں مرقوم ہی ۔ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ
كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا یعنی کہہ کہ اگر جمع ہوویں آدمی اور جن کہ لاویں ایسا قرآن
نہ لا سکینگے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار ہو ۔ پھر سورہ بقر میں لکھا ہی ۔ وَاِنْ
كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ
وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
یعنی اگر تم اس چیز کی جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہی شک کرتے ہو تو تم
بھی ایک ویسی ہی سورت بنا لاؤ اور اپنے گواہوں کو جو خدا کے ماسوا ہیں
بلاؤ اگر تم سچے ہو ۔

جب کہتے ہیں کہ قرآن لاثانی تصنیف ہی تو اس سے دو مراد ہو سکتی
ہیں یعنی یہہ کہ عبارت لاثانی ہی یا مضامین ۔ شاید دونوں باتیں ہیں
اسکے مضامین کی بابت ہر ایک جو قرآن پڑھ سکتا ہی خواہ عربی یا کسی

زبان میں جس میں اُس کا ترجمہ ہوا جیسے لاٹن انگریزی اردو وغیرہ
معلوم کر سکتا ہی ۔ مضمون کے باب میں تو قرآن درحقیقت لاثانی ہونے سے
بہت دور ہی ۔ مشہور گبن صاحب کہتا ہی کہ قرآن قصے حکم اور سخنگوئی کا
بے انتہا اور ناموافق کلام بے جوڑ ہی جو کبھی زمین میں رینگتا اور کبھی بادلوں
میں غائب ہوتا ہی ۔ شاید یہہ قول زیادہ سخت ہی تو بھی کوئی تعلیم یافتہ
فرنگی قرآن کی تعریف نہ کریگا ۔ اُسکی اکثر باتیں بیبل سے منتخب ہیں مگر کلیہ
وہ بہ نسبت بیبل کے بہت ہی مہمل اور کم دلسوز ہی اور خاص کر کے بہت کم
عالی مضمون و عبارت ہی ۔ بارے تعلیم یافتہ فرنگیوں کی خواہ عیسائی خواہ ملحد
ہوں یہی رائے ہی اور مجھے یقین ہی کہ تعلیم یافتہ ہندوؤں کی رائے بھی ایسی ہی ہوگی

پھر عبارت کے باب میں ۔ افسوس کی بات ہی کہ صرف اہل عرب
عبارت قرآن کی خوبی اور موافقت مناسب طور پر دریافت کر سکتے ہیں
وہ عموماً متفق الرائے ہیں کہ اسکی عبارت نہایت عمدہ و عالی ہی تو بھی
بعضے محمدی علماؤں نے اسبات کا انکار کیا ہی ۔ پوشیدہ نہ رہے کہ عربی
محاورہ میں قرآن لکھا ہوا قریب جاتا رہا پس اسی سبب سے عبارت

قرآن کی قدر یا بیقدری دریافت کرنا نہایت مشکل ہے۔ قرآن ایک قسم کی مقفی عبارت میں اکثر قافیہ اور ردیف کے ساتھہ لکھا ہے اس طرح کی تصنیف ایک زمانہ میں ملک شام کے عیسائی لوگوں کو بہت پسند تھی اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ محمد صاحب نے اُنسے سیکھا۔ مگر یورپ کے ملکوں میں تصنیف نثر کے واسطے نہ شاعرانہ یعنی کلام نہ قافیہ مناسب سمجھا جاتا ہے۔ یہہ بات بتلانی مشکل ہے کہ آیا اہل عرب یا اہل یورپ اِس نسبت میں بہتر طریقہ رکھتے ہیں اور نہ قرآن کی یہہ خاصیت خوبصورتی ہے یا عیب۔

فرض کرو کہ قرآن حقیقت میں بہ نسبت اور سب عربی کتابوں کے عالی اور پُر فصاحت ہے تو بھی اس حقیقت سے اُسکی سچائی کی کوئی بڑی دلیل نہیں نکلتی۔ قریب ہر زبان کی تصنیفات میں ایک ایک کتاب ہے جو اپنی زبان میں حقیقتاً سب سے اچھی ہے مثلاً کوئی اور یونانی شاعر ہومر کے برابر نہیں ہے اور انگریزی زبان میں کوئی اور مصنف ملٹن صاحب کے برابر عالی نہیں ہے سنسکرت میں کالیداس اپنی زبان کی ملاحت اور اپنے بیان کی خوبصورتی میں لاثانی ہے تو بھی یہہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ

اِن مصنفوں کی تصنیفات الہامی ہیں۔ علی ہذالقیاس ہم بے اندیشہ اقرار کر سکتے ہیں کہ محمد صاحب ایک سرگرم اور شاعرانہ شخص تھا جو فصاحت سے بول سکتا تھا مگر حقیقت میں اِس کیفیت سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ تھا۔

بارھواں خط

دوسرا حصہ

باطنی دلائل

یہہ مضمون جس کا بیان ہو چکا ظاہری اور باطنی دونوں دلیلوں سے متعلق ہو سکتا ہے ہم نے اُسکو ظاہری دلیل کے طور پر بیان کیا ہے اِس سبب سے کہ محمدی لوگ قرآن کی فضیلت کو قایم معجزہ کہتے ہیں۔ اب ہم اُس دلیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حقیقت میں باطنی ہے۔

پہلے قرآن کے خلاف ایک قایل کرنیوالی دلیل یہہ ہی کہ اُس کی
تعلیمات آپس میں نہایت مختلف ہیں۔ علمائے محمدی اِن اختلافوں
سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ اُنکو قرآن کے دو چہرے کہتے ہیں وہ
اِس حقیقت کا بیان یوں کرتے ہیں کہ خدا نے قرآن کے پہلے حکموں سے
بعضے منسوخ کئے۔ محمد صاحب کا بھی یہی قول ہی سورہ بقر میں مرقوم ہی
مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا۔ یعنی جو
موقوف کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے تو پہنچاتے ہیں اُس سے
بہتر یا اُسکے برابر۔ یہہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ قرآن کے بعضے حصے پچھلے
حصونکو منسوخ کرتے ہیں۔ یوں سورہ نحل میں شراب کی بابت بیان ہی کہ وہ
خدا کی مہربانی اور حکمت کا ایک ثبوت ہی۔ وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِیلِ وَالْاَعْنَابِ
تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَکَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً
لِقَوْمٍ یَعْقِلُوْنَ۔ یعنی میووں سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو اُس سے
نشہ اور روزی خاصی بیشک اُس میں نشان ہی اُن لوگوں کو جو سمجھتے ہیں مگر
سورہ بقر میں لکھا ہی۔ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ

کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ یعنی تجھ سے
پوچھتے ہیں حکم شراب اور جوئے کا تو کہہ اُن میں گناہ بڑا ہی اور فایدے ہیں
لوگوں کو اور اُنکا گناہ فایدے سے بڑا ہی۔ پھر سورہ مایدہ میں مرقوم ہی۔
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ یعنی اے ایماندارو یہہ جو ہی شراب اور جوا
اور بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے بس یہاں یہہ
باتیں اگلی سورتوں کو منسوخ کرتی ہیں ؞

یہہ ممکن ہی کہ خدا ایک وقت کسی خاص کام کرنے کا حکم دے اور
دوسرے وقت منع کرے مگر غیر ممکن ہی کہ کسی بات کو آج سچ ٹھہراوے
اور کل جھوٹھ ؞

اُن سورتوں کے درمیان جنکے لئے دعوے ہیں کہ مکے میں نازل
ہوئیں اور اُنکے جو مدینے میں نازل ہوئیں بڑا فرق پایا جاتا ہی پچھلی یعنی
مدینے والی بہت زیادہ بے رحم اور فساد کی بھری ہیں ؞

معلم الجہیدی کا قول ہی کہ قرآن ایک قسم ہی جو انسان سے نہیں ہو سکتا ہی ؞

دوسرے محمد صاحب نے عہد عتیق اور عہد جدید کو الہامی ہونیکا
اقرار کیا ہی اور کہتا ہی کہ میرا یہہ نیا طریقہ کل بیبل سے ٹھیک مطابقت
رکھتا ہی +

برعکس اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ حقیقت اور تعلیمات دونوں میں قرآن
یہانتک توریت کے خلاف ہی کہ انکا ملانا بالکل غیر ممکن ہی توریت اور
قرآن دونوں سچے نہیں ہو سکتے ہیں +

؎ اِس زمانے کے محمدی لوگ یہہ کہتے ہیں کہ بنی یہود اور عیسائیونکی دینی کتابیں بہت
تبدیل اور تحریف ہو گئی ہیں مگر ان کتابونکی اصلیت بخوبی ثابت ہو سکتی ہی اور
جب محمدی لوگ انکی تحریف اور تبدیل کا دعوی کرتے ہیں وہ اپنے مقدمے کی کمزوری
ظاہر کرتے ہیں - مگر یہہ بات قرآن سے متعلق نہیں ہی - وہ عیسائی اور یہودیوں
کی دینی کتابوں کو بڑی تعظیم کے ساتھہ بیان کرتا ہی وہ صرف یہہ دعوی کرتا ہی
کہ بعضے یہودی اور عیسائیوں نے اپنی کتابوں کی اکثر باتیں چھپائی ہیں یا غیر واجبی
طور پر انکی تفسیر کی ہی +

اختلافات بے شمار ہیں ہم صرف چند بطور نمونہ کے بیان
کرینگے +

نوح کے بیٹوں میں سے ایک - جسے مفسر کہتے کہ کنعان تھا -
طوفان کے وقت غرق ہو گیا دیکھو سورۂ ہود - پھر فرعون کی بیوی نے
موسی کو بچایا دیکھو سورۂ قصص - پھر قرآن میں مذکور ہی کہ موسی اور یشوع ایک
بڑے سفر کو گئے اور اسی برس کے بعد ایک جگہہ پر پہنچے جہاں دو سمندر
ملتے ہیں دیکھو سورۂ بنی اسرائیل یہہ کل احوال توریت و انجیل کے خلاف
ہی - پھر لکھا ہی کہ چڑیاں اور پہاڑ خدا کی حمد و تعریف کرنے میں داود کے
شریک تھے دیکھو سورۂ انبیا - پھر اسی سورہ میں لکھا ہی کہ ہوا سلیمان
کی تابعدار تھی - اور سلیمان اپنی بادشاہت سے خارج ہوا - اور جنات
نے سلیمان کے لئے عمارتیں بنائیں اور اسکے لئے غواص بنکے سمندر سے
موتی نکالے اور اوروں نے زنجیر میں جکڑے ہوئے اسکی خدمت کی
پھر سورۂ نمل میں بیان ہی کہ سلیمان چڑیا اور چیونٹی کی زبان سے واقف
تھا اور وہ اس سے بات چیت کیا کرتی تھیں - ملکہ بلقیس کا قصہ جو

سورۂ نمل میں پایا جاتا ہے صرف ایک بیہودہ کہانی ہے جو ملکہ شیبہ کے احوال سے تھوڑی نسبت رکھتا ہے۔ پھر سورۂ بقر میں مندرج ہے کہ ہزارہا مُردے بنی اسرائیل جلائے گئے۔ عزرا اور اُس کا گدھا مر گیا پھر سو برس کے بعد جلائے گئے۔ پھر سورۂ ابراہیم میں لکھا ہے کہ مریم مسیح کی ماں عمران کی بیٹی اور ہارون کی بہن تھی۔ اور سورۂ مائدہ میں مرقوم ہے کہ عیسیٰ نے ایک دسترخوان آسمان سے اُتارا +

مگر سب سے بڑا تفاوت باقی ہے۔ محمد صاحب کا قول ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا مگر بغیر مرنے کے آسمان پر پہنچایا گیا اور کہ وہ خدا کا بیٹا نہ تھا سورۂ النساء میں مرقوم ہے۔ قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ یعنی کہ ہم نے مارا عیسیٰ مسیح مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور نہ اسکو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ہے لیکن وہی صورت بن گئی اُنکے آگے۔ پھر اُسی سورۃ میں لکھا ہے اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ اَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ۔ یعنی اللہ ایک ہے لائق نہیں کہ اُسکی اولاد ہووے +

یہہ اختلافات بہت بڑے ہیں۔ مثلاً اگر عیسیٰ مسیح بنی آدم کے گناہوں کے واسطے حقیقت میں نہ مرا تو مسیحی مذہب ریت کی بنیاد پر بنا ہے اور انجیل جھوٹھی اور ہلاک کرنیوالی تعلیم سے بھری ہے پس کوئی شخص جو توریت اور انجیل پر اعتبار رکھتا ہے یقین نہیں کر سکتا کہ دین اسلام الہام ربانی ہے +

تیسرے محمد صاحب کی نبوت کے خلاف ایک قوی دلیل یہہ ہے کہ اُسکے آنکی بابت کوئی پیشینگوئی بیبل میں پائی نہیں جاتی +

اگر محمد صاحب کا دعویٰ سچ ہوتا تو قیاس سے باہر ہے کہ یہودی اور عیسائیوں کی کتب مقدسہ ایسے مشہور شخص کے آنیکی کچھ خبر نہ دیتیں عہد عتیق میں پیشینگوئیاں مسیح کی بابت بکثرت ہیں پس اگر محمد صاحب خدا کا بھیجا ہوا ہوتا تو یقیناً اُسکے حق میں انجیل میں اسقدر پیشینگوئیاں ہوتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب اس بات سے واقف تھے۔ قرآن میں لکھا ہے کہ مسیح نے یہہ باتیں کہیں اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ اَحْمَدُ یعنی میں بھیجا آیا ہوں اللہ کا تمہاری طرف سچا کرتا ہوں اُسکو

جو مجھ سے آگے ہی توریت اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو
آویگا مجھ سے پیچھے اُسکا نام ہی احمد سورہ صف ۶ آیت۔ مگر ایسی آیتیں
انجیل میں پائی نہیں جاتیں ایک آیت ہی یعنی یوحنا کی انجیل ۱۶ باب ۷ آیت
جس میں مسیح نے اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا کہ پرقلیطس یعنی تسلی
دینیوالا تمہارے پاس بھیجونگا۔ اگر یہہ لفظ پرے قلیطس ہوتا تو اُسکے
معنے یہہ ہوتے کہ مشہور اور لفظ احمد یا محمد کے ایک طور پر یہہ معنے ہیں
مگر لفظ کے اس طرح پر بدل ڈالنے سے ہر ایک شخص اپنی بابت پیشینگوئیاں
کتب مقدسہ میں پاسکتا ہی۔ سوائے اسکے مسیح نے اپنے شاگردوں سے
صاف کہا کہ پارقلیطس روح القدس ہی ۔

محمد صاحب کے پیرو اپنے اُستاد کے حق میں متفرق اور پیشینگوئیاں
پیش لاتے ہیں مگر اُنکی سب تفسیر طفلانہ طور پر نادانی ہیں۔ پینتالیسویں
زبور کی دوسری آیت محمد صاحب سے منسوب کرتے ہیں اس واسطے
کہ لفظ حسن کی کمالیت یعنی یہ پانچ لفظوں میں مشہور تاج لکھا ہی
جسکے معنے عربی زبان میں اکیلا محمود ہو سکتے ہیں اور یہہ پچھلا

لفظ لفظ محمد سے کچھ نسبت رکھتا ہی۔ پھر وہ کتاب استثنا کے باب ۳۳
آیت ۲ کو موسیٰ مسیح اور محمد سے منسوب کرتے ہیں ۔

یہہ باتیں نمونے کے واسطے کافی ہیں وہ اور آیتیں بھی بڑی غلطی
سے پیش لاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انمیں محمد صاحب کا ذکر ہی مگر انکا یہہ
دعویٰ بے بنیاد ہی +

چوتھے قرآن کے خلاف ایک بھاری دلیل یہہ ہی کہ اسمیں سچائی
کا کوئی نیا الہام پایا نہیں جاتا۔ اسمیں وہ بیان بہت تھوڑا ہی جس سے
لوگ قبل اسکے واقف نہ تھے اُسکی باتیں اکثر کتب مقدسہ سے انتخاب
کی گئیں مگر وہ اعلیٰ مسایل جیسے تثلیث اور کفارہ مسیح کو چھوڑ کر توریت
و انجیل کی اصلی خاصیتوں کو خارج کرتا ہی۔ پھر قرآن کی اکثر آیتیں اہل یہود
کی روایتوں سے حاصل ہوئیں بہتیری باتیں جو اب بیہودہ جانی جاتی
ہیں محمد صاحب کی ایجاد نہ تھیں بلکہ عیسائیوں کی روایتوں سے نکالی گئی
تھیں۔ کچھ تو مذہب زرتشت سے نکالا گیا اور کچھ بت پرست عربوں سے
قرآن میں بہت تھوڑی باتیں ہیں جو درحقیقت اصلی ہیں ۔

پانچویں قرآن کی اکثر باتیں علم فلاسفہ اور حکمت اور عام عقل کے خلاف ہیں انمیں سے بعضی یہہ ہیں۔ سورہ کہف میں مرقوم ہے۔

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ

یعنی یہانتک پہنچا جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں۔ ذوالقرنین[لہ] جسکے ذریعہ سے یہہ بات دریافت ہوئی سورج کے مطلع پر بھی پہنچا۔ یہہ ماجرے زمین کی گولائی اور حرکت کے خلاف ہیں۔ سورہ حجر میں بیان ہے شہاب ثاقب انگارے ہیں جو اُن شیاطین پر جو چوری سے آسمانی باتیں سننے رہتے ڈالے جاتے ہیں۔ پھر آسمانی بروج یعنی منطقۃ البروج شیطانوں سے محفوظ رکھے جاتے اور شیاطین پتھروں سے ہکائے جاتے ہیں۔ یہہ سورہ لقمان اور سورہ نحل میں

لہ ذوالقرنین کا کل احوال تواریخ کے خلاف ہے۔ اگر وہ حقیقت میں سکندر بادشاہ تھا جیسا کہ محمدی لوگوں کا عام خیال ہے تو یہہ باتیں جو اس سے منسوب ہیں جھوٹھی ہیں۔ اگر وہ سکندر بادشاہ نہ تھا تو وہ کون تھا جبکہ تواریخ میں ایسے شخص کا کچھ سراغ نہیں لگتا +

بیان ہے کہ زمین بے حرکت ہے اور پہاڑ اسپر ڈالے گئے تاکہ جنبش نہ کرے +

۲- انمیں مسئلہ قسمت ایسے طور پر لکھا ہے گویا کہ ہر ایک بات اسی پر موقوف ہے۔ ہاں اسی طور پر کہ انسان کا فعل مختار ہونا بالکل انکار کیا جاتا اور اس دنیا میں بہتیری یا اس دنیا میں نجات حاصل کرنیکے لئے گنہگار کی آس پہنچائی جاتی۔ یہہ تعلیمیں نہ صرف از روئے علم فلاسفی جھوٹھی ہیں بلکہ اسکے عملی نتایج بالضرور اکثر بدیاں پیدا کرتے ہیں +

۳- برعکس قرآن کے کثیر الازدواجی کی اجازت ایک بھاری اعتراض ہے۔ عقل اور تجربہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کثیر الازدواجی ایک بہت برا دستور ہے جو ہر حال میں مضر ہے۔ وہ نہ صرف نیک اخلاق کے خلاف ہے بلکہ شائستگی سے کچھ مطابقت نہیں رکھتی +

چھٹے قرآن کے برخلاف ایک قوی دلیل اسکے ستانیوالے عقاید سے نکلتی ہے قریباً اُس کا کل مضمون سخت اور مخالف ہے۔ آیت بہ آیت کے مطابق اور بہت سی پائی جاتی ہیں سورہ النساء ۵۶ میں مرقوم ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰ

هم جُلُودًا غَيرَهَا لِيَذُوقُوا العَذَابَ۔ یعنی جو لوگ منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اُنکو ہم ڈالینگے آگ میں جسوقت کہ پک جاویگی کھال اُنکی بدل کر دیوینگے ہم اُنکو اور کھال کہ چکھتے رہیں عذاب ۔

پھر محمد صاحب نے اپنا دین تلوار کے زور سے پھیلایا۔ اُس نے ظاہر اقرار کیا کہ یہہ دین اسلام کا ایک عقیدہ ہی پس سورۂ الحج میں مرقوم ہی وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ۔ یعنی جہاد کرو اللہ کے واسطے جیسا کہ جہاد کرنا چاہیئے سورۂ توبہ آیت ۵۔ یہہ ہدایت اَور بہت سورتوں میں بھی پائی جاتی ہی۔ اور بموجب اُسکے محمد صاحب کے کم سے کم ستائیس جہاد واقع ہوئے۔ اور ابوالفدا لکھتا ہی کہ اُسکی چھوٹی لڑائیاں اڑتالیس ہوئیں ۔

ساتویں قرآن کی تعلیمات نہایت معیوب اور اکثر باتوں میں غلط ہیں۔ خدا کی حقیقت واجبی طور پر بیان نہیں ہوتی ہی۔ اُسکی پاکیزگی اچھی طرح سے سمجھی نہیں جاتی اور اُسکی محبت بالکل غائب ہوتی ہی گناہ کی اصلی خاصیت اور اُسکی زبونی اور انسانیت کی بیحد آلودگی صاف

بیان نہیں ہوتی ہی۔ ضرورت کفارہ کا کچھ ذکر نہیں نتیجہ کفارہ یہانتک بیچ الہام سے متعلق ہی کہ ہم کو نہایت متعجب ہونا چاہیئے کہ اُس کا ذکر یہاں پایا نہیں جاتا ہی۔ قرآن میں تقدیس انسان بھی ویسی ہی غلطی سے بیان ہوئی ہی بلکہ اُسکی ضرورت بالکل پوشیدہ ہی مگر روشن عقل ہمکو سکھلاتی ہی کہ بغیر دلی پاکیزگی کے ہم خدا کی عبادت جیسا چاہیئے نہیں کر سکتے ہیں نہ حقیقی خوشحال ہو سکتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب اِس حقیقت سے بالکل ناواقف تھے ۔

محبت خدا اور انسان کا اگر قرآن میں مذکور ہی تو بڑی ابتری سے بیان ہوا لیکن مذہب بغیر محبت کے کیا ہی اور کچھ نہیں صرف جسم بے روح۔ حقیقی و باطنی قرآن میں سکھلائی نہیں جاتی اور اُسکی تعلیمات سے کبھی یہہ نتیجہ نہیں نکلتا ۔

آٹھویں ایک دانشمند مصنف نے دین اسلام کی بابت یوں لکھا ہی کہ بغیر معجزوں کے ایمان بغیر بھیدوں کے اور اخلاق بغیر محبت کے جس نے خونریزی کے شوق کو ترغیب دیا ہی اور جسکی ابتدا اور انتہا

بیحد شہوت پرستی کے ساتھ ہوئی اور رسم از روئے اِنصاف یہہ بھی
کہہ سکتے ہیں کہ شفیع بغیر کفارے کے کیونکہ زمانہ حال کے محمدی لوگ
محمد صاحب کو اپنا شفیع کہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس یہہ آپس مذہب
سے کیسا فرق رکھتا ہے جسکی حاجت برگشتۂ اِنسان رکھتا ہے کہ گناہ سے
رہائی پاوے اور پاکیزگی اور خدا کی صحبت اختیار کرے +

پس بیان مذکورۂ بالا سے خوب ثابت ہوا کہ محمد صاحب اور قرآن
لائق تعظیم کے نہیں ہیں اور کہ اُنکا دعویٰ اِلہام بالکل مجازی ہے زمانۂ
حال کے دین محمدی کی بابت تحقیق کرنا ضرور نہیں۔ وہ طفلانہ اور بیہودہ
روایتیں اور دینی رسمیں جو کہ محمد صاحب کے اصلی طریقے میں شامل ہوئی
ہیں نہایت جاہل لوگوں کے دھوکھا دینے کے قابل ہیں مگر ہندوستان
کے تعلیم یافتہ جوان جنکے لئے یہہ کتاب تصنیف ہوئی ہے اِن روایتوں اور
رسموں کو ضرور حقیر جانینگے۔ میرا ارادہ تھا کہ اِس باب میں محمد صاحب کے
معراج کو محمدی روایتوں کے نمونے کے طور پر نقل کروں مگر ایسی نادانی پر

وقت صرف کرنا مجھ کو پسند نہیں آتا ہے کیونکہ معراج کا احوال نادانی سے
بدتر بلکہ عین کفر ہے +

کاش کہ وہ دن جلد آوے جسمیں تو ہین جنہوں نے اتنی مدت تک
محمد صاحب پر بھروسا رکھا ہے یسوع ناصری کو پہچانیں اور یقین کریں کہ
یہہ وہ نبی ہے جسکی حاجت وے رکھتے ہیں کہ ساری آسمانی سچائیاں
اُنہیں سکھلاوے ہاں بلکہ نبی سے زیادہ ایک کاہن بھی جو اُنکے
گناہوں کا کفارہ دیتا اور ابد تک اُنکی سفارش کرنیکے کے لئے زندہ
رہتا ہے اور ایک بادشاہ جو اُنکی دستگیری کرتا اور اُنکے اوپر حکومت کرتا ہے
جسکی بادشاہت (غیر مشابہ محمد صاحب کی بادشاہت کے) اِس دُنیا
کی نہیں ہے اور جو اُنکو سب بہادرانہ اور جلالی لڑائی اور فتحوں یعنی روحانی
لڑائیوں اور فتحوں کی طرف طلب کرتا ہے +

تیرھواں خط

دو گذشتہ خطوں کے دلایل کا نتیجہ

عزیز دوستو۔ دو گذشتہ خطوں میں ہم نے دلایل دینِ ہنود اور اِسلام کی تحقیق باریکی سے کی ہی۔ اور ایسا اِس واسطے کیا ہی کہ یہہ دونوں طریقے ملکِ ہندوستان میں بہت ہی رایج اور مشہور ہیں۔ بلاشبہ اِن طریقوں کی دلیلوں کے دریافت سے تم بے پرواہ نہ ہوئے ہوگے۔ یہہ تحقیق جو ہم نے کی ہی یقیناً کافی ہی کہ ہر ایک بے تعصب ہندوستانی طالبعلم کو قایل کرے کہ اِنمیں سے کسی کو اِلہامِ الٰہی جاننا خلافِ عقل ہی۔ ہم نے دیکھا ہی کہ وہ دلایل جنپر اِن مذہبوں کے پیرو زیادہ متفاخر ہیں حق شناس عقل کے سامہنے کافور ہو جاتے ہیں ؞

مگر دو گذشتہ خطوں کی تحقیق سے ایک اور فایدہ نکلتا ہی جو دینِ مسیحی کے دلایل کو تقویت دیتا ہی دیکھنا چاہئے کہ یہہ بات کسطرح سے ہی

ساتویں خط سے معلوم ہوا ہی کہ دینِ مسیحی یا تو خدا یا اِنسان کا کام ہی۔ ہم نے اُسکو خدا کی صنعت سے مقابلہ کیا اور دیکھا کہ وہ خلقت اور رزاقی دونوں سے عجیب طرح کی مطابقت رکھتا ہی اور اِسبات کا کچھ بیان بھی ہوا ہی کہ وہ اِنسان کے کام سے کچھ موافقت نہیں رکھتا ہی مگر دلیل کے اِس پچھلے حصے کی قدر اب زیادہ سمجھی جا سکتی ہی کیونکہ ہم نے اُسکے بعد ایسے مذہبوں کی تحقیق کی ہی جنکا موجد اِنسان ہو سکتا ہی۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ دینِ ہنود اور اِسلام دونوں بہت قابل شخصوں کے کام ہیں۔ اِن طریقوں میں ہم مذہبوں کی سب سے عمدہ قسم کو جو اِنسان بنا سکتا ہی دیکھتے ہیں۔ اگر مسیحی مذہب اِنسان کا ایجاد ہوتا تو وہ مذاہب مذکورہ بالا سے نسبت رکھتا اور اغلب ہی کہ وہ اُنسے کچھ فضیلت نہ رکھتا بلکہ خاصیت کی ناتمامی اور دلیل کی کمی میں ضرور اُنسے مشابہت رکھتا ؞

نویں اور دسویں خطوں سے ظاہر ہی کہ دینِ مسیحی کی خاصیت مذاہب مذکورہ بالا کی خاصیتوں سے عجیب طرح کا تفاوت رکھتی ہی

اور ثبوت کے باب میں ہم نے ضرور معلوم کیا ہی کہ مسیحی مذہب کے کامل اور قایل کرنیوالی دلایل اُن مذہبوں کی بے بنیاد دعووں سے لاانتہا فرق رکھتی ہیں کیونکہ ہم نے اُن مذہبوں کی دلیلوں کو اُسی کسوٹی سے جانچا ہی کہ جس سے ہم نے بیبل کو جانچا +

اگر مسیحی مذہب انسان کا ایجاد ہوتا تو وہ دین ہنود سے کچھ فضیلت نہ رکھتا۔ کیونکہ دین ہنود علم فیلسوف کے طور پر نہایت ہی تیز فہم اور منطقی شخصوں کا بنایا ہوا ہی۔ اور وہ دین اسلام سے بھی فضیلت نہ رکھتا کیونکہ محمد صاحب نے جو ایک عالی فہم چست اور چالاک اور بہت ہی تجربہ کار شخص تھا طریقہ انتخاب کو پسند کیا یعنی تعلیمات کا ایک طریقہ مذہب یہود اور مسیحی اور زرتشت اور بُت پرستی سے انتخاب کیا پس چاہیئے تھا کہ وہ سب سے اچھا دین جو انسانکی عقل سے ہو سکے نکالتا +

اور یقیناً اُس ملک اور زمانہ میں جب مسیحی مذہب جاری ہوا کوئی بات نہ تھی اور نہ اُسکے جاری کرنیوالونکی قابلیت میں اور نہ اُنکی کیفیتوں میں جن میں وے مذکور ہوئے کچھ تھا جس سے یہہ اُمید پیدا

ہو سکتی کہ یہہ نیا مذہب یوربی ملکوں کے سب سے مکمل مذہبی طریقوں سے فضیلت پاوے۔ دین مسیحی کے جاری ہونے کے وقت ملک یہود میں دین نہایت بگڑ گیا تھا سوائے بُت پرستی کی حقارت کے یہودیوں کا مذہب یہانتک خراب ہو گیا تھا کہ اُسکی کوئی حالت لایق تعریف نہ رہی تھی۔ اُنہوں نے عہد عتیق کے پاک مذہب کو اپنی روایتوں سے باطل کیا تھا روح نکل گئی اور صرف لاش باقی رہی تھی +

پس ایسی حالت میں سوائے بعضے بے معنے طریقوں کے بلکہ بعضے ناتمام اور پر تعصب ایمان باطل کے جو برگشتہ دین یہود سے زیادہ ہوگا جلیل کے بے تعلیم مچھوے کیا ایجاد کر سکتے۔ تو بھی اُنہوں نے ایسا کام ہرگز نہ کیا +

حقیقت تو یہہ ہی کہ اور مذاہب عقلی تحقیقات کے متحمل نہیں ہو سکتے اور جیوں جیوں ہم اُنپر غور کرتے ہیں تیوں تیوں زیادہ قابل اعتراض معلوم ہوتے ہیں برعکس اسکے دین مسیحی تامل سے تحقیقات کا خواستگار ہی۔ اور جتنا زیادہ ہم اُس پر غور کرتے ہیں اُتنی زیادہ اُسکی عالی

ثبوت اور خوبی ظاہر ہوتی ہے۔ اِس حقیقت کا بیان کیا ہو سکتا ہے۔ دین
مسیحی ثبوت کے باب میں اَور مذہبوں سے کیونکر الگ اور اکیلا ہے۔
صرف ایک سبب ہو سکتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ یہہ اَور مذہبوں سے
از روئے اصلیت جدا ہے۔ وے اِنسان کی اِیجاد ہیں اور یہہ خدا کی
بخشش ہے۔ جہانتک کہ باطنی ثبوت کا تعلق ہے تم بآسانی گذشتہ باتوں
کی سچائی اپنے واسطے دریافت کر سکتے ہو۔ بیبل کو لیکر اُسے ہندوؤں
کے وید اور پُران اور محمدی لوگوں کے قرآن سے بغور مقابلہ کرو ہندوؤں
کی سب سے معتبر کتابوں اور قرآن کا ترجمہ انگریزی اور دوسری زبانوں
میں ہوا ہے اُنکو بیبل سے مقابلہ کرنا آسان ہے +

الغرض مخفی نہ رہے کہ مذاہب مذکورہ بالا کے بیان کرنے میں
ایسی باتوں کے اِستعمال کرنے سے جس سے کسی صاف دل ہندو
یا مسلمان کے دل کو دُکھ ہووے مقدور بھر باز رہا ہوں۔ کبھی کبھی
نامنظوری کا سخت قول مستعمل ہوا ہے مگر مجھے یقین ہے کہ تم اقرار کروگے
کہ ایسی حالتوں میں سچائی ظاہر کرنے کے لئے وہ باتیں از روئے انصاف

بالکل ضروری تھیں۔ میں جانتا ہوں کہ کسی مذہب کے ثابت قدم معتقد کی
دل خراشی کرنا نامناسب ہے تو بھی جھوٹھ اور ناپاکی وغیرہ کو اَور نام سے
کہنا زیادہ تر خراب ہے جہانتک کہ ممکن ہے ہم اپنے ہندوستانی دوستوں
کے دلوں کو مجروح نہ کرینگے مگر بہر حال سچ بولنا اور ہر ایک امر کو اُسکے
مناسب نام سے بیان کرنا ہم پر فرض ہے +

چودھواں خط

دین عیسوی کی دلیل تجربے کے بیان میں

عزیز دوستو چاہئے کہ اِن خطوں میں دلایل دین عیسوی کا خاطر خواہ
بیان اختصار کے ساتھ ہووے۔ اب اِس کتاب کو جلد ختم کرنا چاہئے
نہ ہو کہ تم اَور دوسرے ہندوستانی طالب العلم بسبب طوالت کتاب
کے اِس کو ملاحظہ کرنے سے باز رہیں۔ تو بھی دین مسیحی کی ایک

دلیل باقی ہی جسکے دریافت کرنے سے ہمیں درگذر کرنا نہیں چاہئے کیونکہ بغیر اُسکے بیان ناکامل رہتا ہی - یہہ ثبوت دلیل تجربہ کہلاتا ہی ◆

دسویں خط میں مذکور ہوا کہ دین عیسوی کا کم سے کم کوئی حصہ ہر طرح کے فہموں سے مناسبت رکھتا ہی اور کہ یہہ مذہب مسیحی کی ایک خاصیت ہی اور سوائے اِسکے کتاب مقدس میں خود ہدایت ہی کہ ساری باتوں کا امتحان کرو اور بہتر کو اختیار کرو اور کہ اپنے ایمان کے لئے دلائل بیان کر سکیں بجائے اُسکے کہ کوئی نامعقول اور بیفایدہ اعتقاد اختیار کرے - یہہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ وہ دلیل جو معجزات پیشینگوئیوں اور تواریخ سے نکلتی ہی ہر طرح کے فہموں کو فایدہ نہیں بخشتی ہی - کیونکہ کوئی شخص بغیر کچھہ سیکھنے کے اُس دلیل کی کاملیت اور قوت پہچان نہیں سکتا ہی اگر اَور قسم کی دلیل نہ ہوتی تو مسیحی کلیسیا کے اکثر شریک اپنے اعتقاد کا فقط تھوڑا سا ثبوت رکھتے بلکہ اُنکا اعتقاد روایت اور خادم دین کے حکم پر موقوف ہوتا - معجزات پیشینگوئیوں اور تواریخ کی دلیل خواندہ

لوگوں کو قایل کرنے کے لئے بالکل کافی ہی لیکن ناخواندہ شخص اُس کو سمجھہ نہیں سکتے ◆

مگر مسیحی مذہب میں ایک قسم کی دلیل ہی جو سب سے غریب اور اَن پڑھہ شخص کی سمجھہ میں آتی ہی - اِسکو نہ وہ شخص جو سب سے عالم ہی مگر وہ جو سب سے حلیم اور مشتاق اور سیدھا دل رکھتا ہی بہتر سمجھتا ہی پس اکثر ایسا ہوتا ہی کہ دہقان بہ نسبت فیلسوف کے اِس دلیل کو اچھی طرح سمجھتا ہی اِس دلیل کی پہچان اِنسان کی ذہنی نہیں بلکہ اُسکے اخلاقی حال پر موقوف ہی - اگر کسی شخص کا دل سخت خودغرض دنیا پرست اور ناخداترس ہو تو اگرچہ وہ نیوٹن صاحب کا سا ذہن رکھتا ہو تو بھی یہہ دلیل اُسکے لئے نہیں ہی یعنی وہ اُسکو ہرگز نہیں سمجھیگا اور اگر اُس کا دل ملایم تربیت پذیر سچائی کا مشتاق اور خداترس ہو تو اگرچہ وہ لکھنا پڑھنا بھی نہ جانتا ہو اُس دلیل کو بخوبی سمجھیگا ◆

پس مسیحی کی دلیل تجربہ کیا ہی - جب کسی بدی کا علاج یا کسی مقصد کے پورا کرنے کے وسیلے کی تعریف ہوتی ہی تو ہم لوگ نہایت مشتاق

ہوتے ہیں کہ اِس قسم کی دلیل کو اِستعمال میں لائیں یعنی ہم اُسکے اِمتحان
کرنے اور دیکھنے کے مشتاق ہوتے ہیں فرض کرو کہ تم علم سنسکرت کے
سیکھنے کے مشتاق ہو مگر کچھ اندیشہ کرتے ہو کہ اُسکے مشکلات سمجھ میں
نہ آویں تو کیا اُس بات کے دریافت کرنے کے لئے برعکس اِسکے کہ بہت
سی کتابیں دیکھو اور پنڈتوں سے پوچھو سب سے آسان طریقہ یہہ
ہوگا کہ تم اُسکو شروع کرو۔ اور یوں تجربے سے جلد معلوم ہوگا کہ آیا
تم اُسکی تحصیل میں کامیاب ہوگے یا نہیں۔ جب تم دین مسیحی کو دلیل
تجربے کے ذریعہ سے تحقیق کرتے تو ایسا ہی کرتے ہو یعنی اپنے واسطے
اُسکا اِمتحان کرتے اور اُسکی حقیقت تجربے سے دیکھتے ہو۔ فرض کرو کہ
تم بیمار ہو اور بہت سے طبیبوں سے علاج معالجہ کرایا جسکی اور بہت سی
ادویات اِستعمال میں لائے مگر سب بیفایدہ نکلیں پھر فرض کرو کہ ایک
اور حکیم آکے دعوی کرے کہ میں تمہاری بیماری سے بخوبی واقف ہوں
اور بہ آسانی تمکو چنگا کر سکتا ہوں اگرچہ بسبب اِسکے کہ دوسرے طبیبوں
سے تم بہت دفعہ مایوس ہوئے نہیں چاہتے ہو کہ نئے طبیب سے معالجہ

کرواؤ لیکن بعضے تمہارے دوست کہتے ہیں کہ ہم بھی اِسی بیماری میں گرفتار
تھے اور اِسی طبیب کی حکمت سے کہ جس سے وہ تم کو چنگا کرنا چاہتا ہے
صحت کامل حاصل ہوئی اِتنا سُنکے تم اُسکی دوا لینے پر راضی ہوگئے۔
تب وہ طبیب تمہاری مرض کی مشہور علامات کا صحیح بیان کرے جس سے
تم اُسکی صلاح مانو۔ وہ خاص دواؤنکو پلائے اور تدبیر غذا بتلائے
اور تم صرف اُسکے حکموں پر عمل کرتے جاؤ اور چند روز کے عرصے میں
عجیب طرح کی تبدیلی تمہاری طبیعت میں واقع ہو۔ بیماری ماندگی
اور دکھ صریحاً جاتے رہیں صحت طاقت اور جسمانی آرام جلد پھر آئیں
ہر روز طبیب کی حکمت کے زیادہ قایل ہو کر آخر ش اپنے تئیں بالکل بھلا چنگا
معلوم کرو بلکہ صحت کامل تم کو ملے۔ پھر اب فرض کرو کہ تم کسی شخص کو طبیب
مذکور اور اُسکی دوا کو ٹھٹھے میں اُڑاتے اور یوں کہتے ہوئے سُنو کہ میں ثابت
کر سکتا ہوں کہ یہ طبیب خام ہے اور اُسکی دوا زہر ہے۔ تب تم فوراً جواب دوگے کہ
نہیں میں دلیل تجربہ سے جانتا ہوں کہ تمہاری باتیں جھوٹی ہیں کیونکہ

میں خود بیمار تھا اور اب بھلا چنگا ہوں اور اسی طبیب کے معالجہ سے
مجھے صحت ہوئی ہے +

مذہب عیسوی ایسا ہی ہے وہ ایک دوا ہے جسے مسیح نے جو رُوح اور دل
کا طبیب ہے مقرر کیا تمہارا ذہن بگڑ گیا اور روح نہایت بیمار بلکہ
قریب المرگ ہے تمہاری سمجھ تاریک اور دل خراب ہے تم نے اُس دوا کا امتحان
کیا جسے دین ہنود اور اسلام پیش کرتے اور اُسکے استعمال سے تم کو کچھ
فایدہ نہ ہوا۔ جبکہ دین مسیحی تمہارے روبرو پیش کیا جاتا ہے تم اُس سے
بہت فایدہ اُٹھانے کی اُمید نہیں رکھتے ہو اور اُس کا استعمال تم کو
منظور نہیں مگر بعضے دوست جو پیشتر ہندو یا مسلمان تھے تمکو بتلاتے
ہیں کہ دین مسیحی نے ہماری باطنی اور روحی مرضونکو دور کیا ہے اور اُنکی بہت
التماس سے تم طبیب کو بُلانے پر راضی ہوتے ہو تب کیا واقع ہوتا ہے +

۱۔ اوّلاً وہ طبیب تمہاری مرض کو بتلاتا ہے بلکہ اُسکی علامات اور
تمہارے دکھوں اور ہر طرح کے حواس باطنی کو صاف صاف بیان
کرتا ہے یعنی مسیح کتاب مقدس میں تمہاری اخلاقی وجود کی کُل خاصیت

اور حال بتلاتا ہے۔ تمہارے خیالات اور باطنی حواس کتاب مقدس
میں ایسی صفائی سے بیان ہیں کہ اُسکی تعلیم کی بابت غلطی کرنا محض
ناممکن ہے۔ اُس میں بہت صاف اور تلخ تعلیم ہے بلکہ ایسی تعلیم جو کہ
انسان کے خراب دل کو ہرگز پسند نہیں آتی ہے۔ پس اگر کتاب مقدس
میں اِس بات کی بابت غلطی ہوتی تو وہ غلطی ضرور مشہور ہو جاتی۔ اگر
اُس میں دور دور ملکوں اور اُنکے باشندوں کا بیان ہوتا تو شاید اُسکی
سچائی کی تحقیق تم سے نہ ہوسکتی لیکن جبکہ اُس میں تمہارے دل کے خیالوں
اور باطنی احساس کو بتلانیکا دعویٰ ہے تو تم اُسکی سچائی کی تحقیقات کر سکتے
ہو۔ اگر اُس کا محاورہ اور تعلیم مشکل اور مخفی ہوتی تو شاید تم دریافت نہ کر سکتے
کہ وہ راست ہے یا دروغ مگر اِس سبب سے کہ اُسکی کُل ہدایتیں صاف اور
محاورہ آسان ہے تم اُسکی کیفیت کو بخوبی پہچان سکتے ہو۔ اگر اُس میں بہت
دل پسند اور خوشامد کی باتیں ہوتیں تو انسان کا مغرور دل بغیر تحقیقات
سچ جھوٹھ کے آسانی سے اُنہیں قبول کرتا اور یوں جھوٹھ بلاناغہ جاری
ہوتا لیکن جبکہ کتاب مقدس میں سب سے ناپسند اور خفیف کرنے والی

تعلیم ہی تو یقین ہی کہ اگر کوئی غلطی یا مبالغے کی تعلیم اُسمیں کسی نہ کسی طرح سے داخل ہوئی ہوتی تو تم اپنی ہوشیاری سے اُسکو پہچانتے اور اُسکی یہہ زشت تعلیم اَوروں پر ظاہر کر ڈالتے - یہہ ساری کسوٹیاں اُس بیان سے متعلق ہیں جسے کتاب مقدس اِنسان کے باب میں پیش کرتی ہی - بلا لحاظ اور باتوں کے وہ ہر ایک اِنسان کو بذاتہٖ ناخدا ترس اور گناہوں کے سبب مُردہ ٹھہراتی ہی اور کہ وہ اپنے خالق کے جلال سے بے پرواہ ہی اور اخلاقی طور پر از سرِ نو پیدا ہونیکا بالکل محتاج ہی - یہہ بہت بڑا اِلزام ہی - کچھہ تعجب نہیں کہ انسان اُسکے سبب سے بیقرار ہوں اور اُسے موقوف کرنے کے لئے کوشش کریں - کچھہ تعجب نہیں کہ بہت سے لوگ جو ترک غرور ہی نہیں کرتے جسوقت ایسے بڑے دعوے کو کتابِ مقدس میں پڑھیں اُسے نفرت سے پھینکدیں - اگر کسی شخص کو جو اپنے تئیں بھلا چنگا جانتا ہی کہا جائے کہ تو کوڑھی ہی تو فوراً وہ خفگی کے ساتھہ اِس بات سے اِنکار کریگا - اور اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں جبکہ کتاب مقدس کے دعوٰوں کو سُنتے ہیں - مگر عقلمند شخص کو فقط اِنکار کرنے سے خاطر جمع نہوگی

وہ بغور دریافت کریگا کہ آیا یہہ بڑا دعوی کچھہ بنیاد رکھتا ہی کہ نہیں - وہ کتابِ مقدس کی تعلیمات کو سُنیگا اور اپنے دل کی خواہشوں کو بخوبی ملاحظہ کر کے دیکھیگا کہ وہ تعلیمات کتابِ مقدس کے مطابق ہیں کہ نہیں - پس دلیل تجربہ کے پہلے حصّے کی تحقیق کرنے سے ثابت ہوتا ہی کہ کتاب مقدس میں ہمارا حال راستی سے مذکور ہی - ہم دریافت کرتے ہیں کہ کتابِ مقدس ہمارے حال سے بخوبی واقف ہی - ایک شخص نے مقابلہ مذکور کو پورا کر کے کہا - مجھے معلوم ہی کہ اِنسان کی تواریخ اُسکے پیدا ہونے کے پیشتر لکھنا ممکن ہی اُس شخص نے اپنا دلی تجربہ کتابِ مقدس میں پایا بلکہ اُس نے دریافت کیا کہ دل کا بیان جو کتابِ مقدس میں ہی میرے دل سے ٹھیک مطابقت رکھتا ہی - اُسنے تعجب کے ساتھہ دیکھا کہ میرا باطنی حال اُس میں ظاہر ہی تو بھی وہ بیان کے درست ہونیکا بالکل اِنکار نہیں کر سکتا تھا +

۲- ثانیاً کتابِ مقدس نہ صرف مرض کی تشخیص کرتی بلکہ علاج بھی بتلاتی ہی اُس میں مذکور ہی کہ یہہ بیماری لاعلاج نہیں ہی - دوا ایک

طریقہ بتلاتی ہی جسکے ماننے سے کامل آرام مل سکتا ہی۔ وہ وعدہ کرتی ہی کہ اگر بعض معین تدبیریں دیانتداری سے استعمال میں لائی جائیں تو کامل شفا ضرور ملیگی +

پس اِس حالت میں بھی ہم از روئے امتحان دیکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم دیانتداری اور ثابت قدمی سے معین علاج کو استعمال میں لاویں اور تو بھی مرض کچھ کم معلوم نہ ہو تو ہم جلد قایل ہونگے کہ طبیب اپنے قول کے موافق نہیں کرسکتا ہی۔ شاید وہ اُس بیماری کو پہچانتا ہی مگر اُسکے دور کرنے کے لئے کافی ہنر نہیں رکھتا ہی۔ برعکس اِسکے اگر ہم کو معلوم ہی کہ معین علاج کو دیانتداری اور ثابت قدمی سے استعمال میں لانا کامل آرام دیتا ہی اور کہ طبیب کے سارے وعدے پورے ہوئے ہیں تو اُسکے تہنر اور دوا کی قدر کے واسطے اور کچھ ثبوت ہم کو ضرور نہیں یہی کافی ثبوت ہی کہ مرض جاتی رہے +

پوشیدہ نہ رہے کہ ہزارہا لوگ ہیں جو بالیقین اور بے شبہہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا تجربہ عین یہی ہی۔ ہم بیمار تھے اب بھلے چنگے ہیں ہم اندھے

تھے اب دیکھتے ہیں ہمارا باطنی احوال بالکل تبدیل ہوا ہی کتابِ مقدس نے ہدایت کی کہ مانگو اور تم پاؤگے۔ ہم نے مانگا اور پایا۔ وہ عجیب تبدیلی جس کا وعدہ کتاب مقدس میں ہوا ہم پر واقع ہوئی پیشتر ہم خدا سے دہشت کھاتے تھے اب وہ دہشت جاتی رہی اور ہم اُس سے محبت رکھتے اور اُسکی تعظیم کرتے ہیں۔ پیشتر ہم موت اور عاقبت پر بغیر کانپنے کے خیال نہیں کرسکتے تھے اب ہم عاقبت پر تحمل اور خوشی سے غور کرسکتے ہیں کتابِ مقدس نے ہدایت کی کہ مسیح کو قبول کرو تو آنیوالے غضب کی خوفناک صورت جاتی رہیگی ہم نے مسیح کو قبول کیا اور وہ وعدہ پورا ہوا۔ کتابِ مقدس نے پھر حکم دیا کہ مسیح کو قبول کرو اور ساری چیزیں نئی ہونگی بلکہ نئے خیالات حسن باطنی و خواہشیں اور نئی اُمید دل میں پیدا ہوگی یہہ بھی سب کچھ واقع ہوا۔ پس کتابِ مقدس کے سارے وعدے پیشینگوئیاں ہیں اور یہہ جب پورے ہوتے تو بالضرور ہمکو قائل کرتے ہیں کہ کتابِ مقدس درحقیقت اُس عالم الغیب خدا کی طرف سے ہی جسکے نزدیک سب سے آیندہ باتیں اور دل کے سب

سے پوشیدہ خیال اظہر من الشمس ہیں یہہ مذہب مسیحی کا سب سے مختصر بیان ہی +

آخرالامر ای عزیز دوستو میرا دلسوز ارادہ اور التماس یہہ ہی کہ تم اس دلیل تجربہ کا امتحان کرو اور بڑی غور سے کتاب مقدس کو لیکر پڑھو اور دعا کے ساتھہ اُسے مطالعہ کرو کہ قادر مطلق خدا اُسکی سچائیاں تمہارے دلوں پر نقش کرے تب اُسکی تعلیمات اپنے ضمیر کی ہدایتوں سے مقابلہ کرو اگر تم کو معلوم ہووے کہ کتاب مقدس میں تمہارا حال درستی سے مذکور ہی تب اُس علاج کا جو اُس میں لکھا ہی امتحان کرو خدا سے مانگو کہ وہ تم کو اُس موعود نجات کے قبول کرنیکی طاقت بخشے اپنے تئیں یسوع مسیح کے سپرد کرو اور اُسکی اُس رحم آمیز بلاہٹ کو اپنے دلوں میں جگہ دو - ای تم لوگ جو تھکے اور بڑے بوجھہ سے دبے ہو سب میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا - اُسکے پاس جاؤ اور دیکھو کہ وہ موعودہ آرام تمکو ملسکتا ہی کہ نہیں - ای پیارو اگر تم تھکے ہوئے اور بوجھہ کے نیچے دبے ہوئے لوگوں میں سے ہو جنہیں مسیح بلاتا ہی

تو تم ضرور ایسا کروگے وہ جو اپنے تئیں بیمار جانتا ہی طبیب سے مدد مانگیگا وہ جو اپنے تئیں گنہگار جانتا ہی نجات بخشنیوالے کو ڈھونڈھیگا نجات دینیوالے مسیح کو ڈھونڈھو تو یقیناً تم دوسرے کی تلاش کبھی نکروگے وہ تم کو جو دونوں جہان یعنی دنیا اور عاقبت کے لئے درکار ہیو گا بخشیگا تم ایمان لاؤ کہ جسکے باعث ساری خوشی اور سلامتی سے بلکہ ایسی خوشی اور خرمی سے جو بیان سے باہر اور جلال سے بھری ہو معمور ہوگے - ہم یہہ باتیں تمہیں اسواسطے بتلاتے ہیں تا کہ تم ہمارے ساتھہ میل رکھو اور ہمارا میل باپ کے ساتھہ اور اُسکے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھہ ہی +

پندرھواں خط

آخری التماس کے بیان میں

عزیز دوستو ہمارا معین کام ہوچکا ہی اور ان خطوں کو اب ختم

کرنا چاہیئے۔ سوائے الوداع کرنے کے میرے اوپر اور بہت کچھ غرض نہیں ہی ✤

ہم نے اُن متفرق مضمونوں کو ملاحظہ کیا ہی جو دلایل دینِ مسیحی کے اصلی بیان میں شامل ہیں۔ ہم نے اُسکی ظاہری اور باطنی دلیلوں کی تحقیق کی ہی۔ ہم نے اُن خاص دلیلوں پر غور کیا ہی جنکے ذریعہ سے ہم انجیل کی قدامت اصلیت اور معتبری ثابت کرسکتے ہیں۔ ہم نے اُن دلیلوں کی بھی تحقیق کی ہی جو بیبل کے ثبوت میں معجزوں اور پیشینگوئیوں سے نکلتی ہیں۔ سوائے اُسکے ہم نے آیندہ باتوں پر بھی غور کیا ہی یعنی وہ تفاوت جو کہ بیبل اور انسان کی تصنیفوں کے درمیان پایا جاتا ہی اُسکی عجیب مطابقت خلقت اور خدا کی رزاقی سے وہ عجیب مطابقت جو اُسکی متفرق کتابوں میں پائی جاتی ہی اُسکی موافقت مذہبِ عقل سے اور وہ عالی خاصیتیں جنکے سبب سے وہ سب دوسرے خواہ علمی خواہ دینی طریقوں سے علیحدہ ہی۔ سوائے اسکے ہم نے اِن دلیلوں کی تحقیقات کی ہی جن پر دینِ ہنود اور اسلام کی سچائی منحصر ہی اور اُن تینوں مذہبوں کی تحقیق میں ہم

ایک طرح کی کسوٹی اِستعمال میں لائے اور یوں دریافت کیا کہ دینِ ہنود اور اِسلام اُس تحقیقات سے نکمے نکلتے ہیں جہاں دینِ مسیحی فتح کے ساتھ قایم رہتا ہی۔ آخر کو ہم دلیل تجربہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوشیدہ نہ رہے کہ بیبل کا منجانب اللہ ہونے کے اکثر ثبوتوں میں یہہ دلیل ہرگز کمقدر نہیں ہی۔ دینِ مسیحی کی دلیلوں کا زیادہ مفصّل بیان ہو سکتا ہی مگر مجھے یقین ہی کہ یہہ مختصر بیان جو ہو چکا ہی ہر ایک حقیقی اور بے تعصب متلاشی کو قایل کرنے کے لئے کافی ہی کہ مسیحی مذہب نہ اِنسان کی ایجاد بلکہ منجانب اللہ ہی۔ پس اے عزیز دوستو میں صرف رخصت کی دو تین باتیں تم سے کہنا چاہتا ہوں ✤

ممکن ہی کہ اُن ساری دلیلوں نے جنپر ہم غور کرتے تھے تمہارے دلوں میں بہت تھوڑے بلکہ شاید کوئی معقولی پیدا نہ کی ہو۔ اِس کا کیا سبب ہی۔ شاید تم جواب دوگے ثبوت کی ناتمامی۔ مگر دلیل بے تاثیر ہونیکا ایک اَور سبب ہی۔ کسی دلیل کی تاثیر دل پر نہ صرف اپنی قوت اور تمامی پر موقوف ہی بلکہ اُس دل کے حال پر جسکے سامھنے وہ پیش کیجاتی

ہو - شاید تم اُسکے سمجھنے کے لایق نہ ہو اور ظاہر ہو کہ دلیل اگرچہ کامل اور پُرقوت ہو ایسے دل کو جو اُسے سمجھ نہیں سکتا ہرگز قایل نہ کریگی - دیوانہ شخص دلیلِ اقلیدس کی تمامی کبھی نہ پہچانیگا - یا شاید دل اخلاقی طور پر ثبوت قبول کرنے کے لایق نہ ہو - اِنسان نہ صرف فہمی وجود ہی - وہ احساس اور خواہشیں رکھتا ہی - چند قسم کے مضمون تحقیق کرنے میں جیسا علم ریاضی اور علم طبعی یہہ احساس اور خواہشیں کام میں نہیں آتی ہیں کیونکہ یہہ علم فہم سے متعلق ہی - لیکن اکثر دوسرے مضمونوں کی تحقیق کرنے میں مثلاً ملکی اِنتظام وغیرہ احساس بالضرور شامل ہوتے ہیں - اِسی سبب سے ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ علم طبعی کی تحقیقات تحمل سے کرتے ہیں مگر تحقیقات ملکی اِنتظام وغیرہ نہایت گرم مباحثے سے ہوتی ہی +

پوشیدہ نہ رہے کہ جب احساس برانگیختہ ہوتے ہیں تو فہم بھی اکثر طرفداری کرتا ہی اور یوں دل فہم کو فریب دیتا ہی یہاں تک احساس سمجھ کو گمراہ کر دیتا ہی - سب جانتے ہیں کہ تعصب سمجھ پر عجیب طرح کا تعلق رکھتا ہو گویا اُسکی آنکھیں بالکل بند کر دیتا ہی +

اب کوئی مضمون بہ نسبت دین کے احساس کو برانگیختہ نہیں کرتا - چونکہ مسیحی مذہب ہندوستان کے باشندوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہی وہ نہایت ناپسند معلوم ہوتا ہی - ضرور نہیں کہ ہم اِس حقارت کا سبب اب دریافت کریں مگر تم جانتے ہو کہ حقیقت ایسی ہی - پس اُسکا ضروری نتیجہ کیا ہی - ہندوستانی متلاشی دینِ مسیحی کی دلیلوں کو دل پر تعصب سے سنتا ہی - وہ دینِ مسیحی سے نفرت رکھتا ہی اور چاہتا ہی کہ میں اُسے جھوٹھا سمجھوں - ایسی حالتوں میں وہ آسانی سے اپنے فہم کو قایل کرتا ہی کہ وہ جھوٹھا ہی - ارادہ یقین کا باپ ہی +

شاید تم کہو گے یہہ سب سچ ہی ہم سے نسبت نہیں رکھتا - یاد رکھو ای عزیز دوستو کہ سب سے خطرناک تعصب وہ ہیں جنسے ہم ناواقف ہیں اور کہ وہ لوگ جو دعوی کرتے کہ ہم بالکل بے تعصب ہیں اوروں سے آپ بہت زیادہ تعصب اور طرفداری میں پھنس گئے ہیں - تم بے تعصب نہیں ہو - اور اگر تم سمجھتے ہو کہ تم دینِ مسیحی کی تحقیق ایسے تاقل اور بے پروائی سے جیسا کہ تم علم جر ثقیل یا کیمیا کی بابت گفتگو کرتے

تو تم بڑی نادانی کرتے ہو۔ تمہاری ساری اُمیدیں اور اندیشے زندہ ہیں اور اِس مباحثے میں شریک ہونے کے مستعد ہیں۔ تم مسیحی مذہب کے خلاف ازروئے شخصیت اور مذہب اور اِنسانیت کے تعصب رکھنے ہو پس خطرے سے چوکس رہو۔ سچائی کو سب چیزوں سے زیادہ عزیز جانو۔ دین مسیحی کی تحقیق اِس اُمید سے مت کرو کہ وہ جھوٹھا نکلے مگر اِس اِرادے سے کہ تم کو معلوم ہو کہ آیا وہ سچ ہے کہ نہیں۔ اور بہرحال اِس تحقیق میں خدا سے مدد مانگو۔ اِس پر زندگی اور موت منحصر ہے۔ پس اپنے خالق سے اِلتماس کرو کہ وہ تمہارا مددگار رہو۔ دعا مانگو ہاں دلسوزی سے اکثر دعا مانگو۔ خدا سے منت کرو کہ وہ تمہاری جہالت اور تعصب دور کرے اُس سے اِلتماس کرو کہ وہ تم پر سچائی ظاہر کرے ✦

اے عزیز دوستو یاد رکھو کہ کوئی شخص مجبور ہو کے اِیمان نہیں لاتا ہے۔ ہر ایک کے سامھنے ایسی دلایل پیش کیجاتی ہیں جو کہ اُسکے قایل کرنے کے لئے کافی ہیں اگر وہ فقط اُنپر غور کریگا لیکن اگر وہ ثبوت پر کچھ خیال نہ کریگا تو وہ اُسکی قوت ہرگز نہ پہچانیگا۔ یہاں بھی جیسا کہ اکثر اور باتوں

میں مذہب عیسوی اور مذہب عقل کے بیچ میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ جہانتک مذہبِ عقل کا تعلق ہے خدا نے اِنسانوں کو ایک ضمیر بخشی ہے کہ وہ اُسکے دل میں ہادی اور حاکم ہووے۔ اگر وہ اُسکی آواز سنکر قبول کریں وہ اپنا فرض سمجھینگے اور اُسکے ادا کرنے کے لئے قوت پاوینگے مگر وہ اپنے ضمیر کی زبان بند کر سکتے ہیں۔ اور یوں اپنی سمجھ کو تاریک اور دلوں کو سخت کر سکتے۔ کوئی شخص مجبور ہو کر نیک اخلاق نہیں ہوتا ہے۔ ہاں بلکہ کوئی شخص مجبور ہو کر خدا کے وجود پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے۔ خدا نے ثبوت دیا ہے مگر تو بھی اُسکی کثرت حقیقی متلاشی کو قایل کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہہ بات دین مسیحی کے باب میں سچ ہے اُسکا ثبوت کافی ہے مگر زیادہ نہیں۔ مذہب خواہ عقلی خواہ الہامی ترتیب دینے کی خاصیت سے کبھی خالی نہیں ہے۔ کہ ہم اُسکے حکموں پر عمل کریں یا نہیں ہمارے دلوں کے اِخلاقی حال پر موقوف ہے اور اِس طرح پر کہ ہم اُس کا ثبوت پہچانیں یا نہیں ہمارے فہم کے اخلاقی حال پر موقوف ہے۔ جہانتک کہ اِنسان سرکشی سے عدول حکمی کرینگے وہانتک ثبوت کی بابت شک

رہینگے۔ ناخدا ترس اور بداخلاق ہاں دُنیا پرست سُبک مزاج لوگ اچھی طور پر ایمان نہیں لا سکتے ہیں +

اس سبب سے اے عزیز دوستو اپنے دل کے اخلاقی حال کی بابت ہوشیار ہو۔ سیدھے دل سرگرم اور حلیم مزاج ہو نیکی کوشش کرو۔ بھولو مت کہ تم کسقدر غلطی کرنے پر مایل ہو اور کیسی آسانی سے تم تعصب کے پابند ہوتے ہو۔ صرف خدا ہی پر توکل رکھو۔ کاش کہ تم ساتھہ گریہ و زاری کے اُس سے مدد مانگ سکتے +

کیا تم تعجب کرتے ہو کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ گریہ و زاری سے دعا مانگو۔ جب تعصب کا جالا تمہارے فہم کی آنکھوں میں پڑ گیا تو توبہ اور محبت کے آنسو سب سے بہتر طور پر دھو ڈالینگے۔ اور تم کو کلام الٰہی کی سچائی دیکھنے کی طاقت بخشینگے +

اے عزیز دوستو تم مدت تک ہندو نہیں رہ سکتے ہو تعلیم تمہارا اعتقاد جو تم اپنے بزرگوں کے دین پر رکھتے تھے جلد دور کرتی ہے۔ تب تم کیا ہوگے۔ کیا پارسی نہیں۔ کیا مسلمان نہیں۔ کیا تم ملحد

ہو جاؤ گے یعنی ایسے شخص جو کہتے ہیں کہ خدا نے از روئے الہام اپنی مرضی ظاہر نہ کی اور انسان سے کچھ نہ کہا ہے۔ ہم بیچارے قصوروار اور جاہل اُسکے فرزند ہیں کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ باپ کا دل بلکہ باپ کا رحم نہیں رکھتا ہے۔ کیا وہ ہم پر رحم نہیں کرتا ہے۔ کیا وہ ہم کو نا اُمیدی میں پھرتے ہوئے بے تسلی چھوڑ دیگا۔ حقیقت میں نہیں۔ ایسا کہنا اُسکی لاثانی اور بیحد رحمت پر عیب لگاتا ہے۔ ایسا مت کہو بلکہ ایسا خیال مت کرو +

اگر تم ملحد ہو جاؤ گے تمہاری موت بے آرامی اور نا اُمیدی کے ساتھہ ہوگی جو کچھ سچائی طریقۂ توحید میں پائی جاتی ہے دین عیسوی میں شامل ہے۔ مگر سوائے اِسکے مذہب عیسوی اکثر مبارک پر تسلی حقیقتیں رکھتا ہے جو کہ صرف اُسی سے متعلق ہیں ہاں حقیقتیں جنکی احتیاج تمہارے دل کو ہے کہ حالتِ زندگی میں تمہاری ہدایت کریں اور وقتِ موت تم کو تسلی بخشیں۔ موت جلد آنیوالی ہے۔ جلد ہمیں تمہیں خدائے عادل کا جانچنے والا قدوس احکم الحاکمین کے سامھنے حساب دینا پڑیگا۔ جب تم اُسکے تخت عدالت کے سامھنے طلب کئے جاؤ گے کیا تم لغیہ کا پینے کے

اُسکے سامھنے چار آنکھیں کرسکوگے۔ کیا تم اُسکے رعد قدرتوں پر جو اُسے گھیرے اور تمہاری ہلاکت پر آمادہ ہیں بے خوف نگاہ کرسکوگے۔ کیا تم بہ اطمینان اپنی ابدی ہلاکت کا فتویٰ سن سکوگے ❊

ای عزیزدوستو خدا ایسا نہیں ہو کہ ہم بے پرواہ اُسکے حکموں کو عدول کریں۔ اُسکے بعد از تخت عدالت کے سامھنے مجھکو جوابدہی کرنا پڑیگا بابت اپنے اُس مزاج کے جس میں ان خطوں کو لکھتا ہوں اور تم کو اُس مزاج کے لئے جس میں تم نے انکو پڑھا ❊

اب خدائے حافظ خدائے قادر مطلق سے یہہ میری دعا ہی کہ تم اپنے سارے دل سے یسوع مسیح گنہگاروں کے بچانیوالے پر ایمان لاؤ اور رکھو اُس پر ایمان لانے کے باعث تمکو وہی سلامتی ملے جسے دنیا نہیں جانتی ہاں ایسی سلامتی جسے کہ دنیا نہیں دے سکتی اور پھر تم سے کبھی نہ لے سکتی ❊

تمام شد